رُحَمَاءُ بَیْنَھُم

جلد سوم عثمانی

تالیف

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

محمد رسول الله والذین معهٗ اشدآءُ علی الکفّار (سورۃ فتح)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں۔

رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ

جلد سوم عثمانی
جلد چہارم مسئلہ اقرباء نوازی

تالیف: حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

محمدی شریف تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ (پنجاب)

دار الکتاب
کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

کتاب ـــــــــ رحماء بینہم جلد سوم عثمانی، جلد چہارم مسئلہ اقربا نوازی

مصنف ـــــــــ مولانا محمد نافع مدظلہ

ناشر ـــــــــ دار الکتاب
6-A یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+ 92-042-37241268

اشاعت ـــــــــ اکتوبر ۲۰۱۴

تعداد: ـــــــــ ۵۰۰

طابع ـــــــــ اشتیاق مشتاق پرنٹر

قیمت ـــــــــ

قانونی مشیر ـــــــــ باہتمام

مہر عطاء الرحمٰن، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور
0300-4083589

حافظ محمد ندیم
0300-8099774
0321-4650131

فہرست مضامین

باب اوّل

(خاندانی و نسبی تعلقات)

یہاں سات عدد رشتے درج ہونگے

دوم:

سوم:

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب ہذا کا اجمالی نقشہ چھ عنوانات کی شکل میں

۱۔ عنوانِ اوّل:

۴۔ عنوانِ چہارم

۵۔ عنوانِ پنجم

باب پنجم

مراجع کتب شیعہ برائے کتاب "رحماء بینہم" حصہ سوم عثمانی

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱	تاریخ یعقوبی از احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی	سنہ ۲۵۶ھ / ۲۵۸ — سنہ ۲۸۴ھ
۲	قرب الاسناد از عبداللہ بن جعفر الحمیری	(القرن الثالث)
۳	مقاتل الطالبیین از ابوالفرج علی بن حسین بن محمد الاصفہانی صاحب الاغانی۔	سن تالیف سنہ ۳۱۳ھ
۴	کتاب الروضہ (مع الفروع الکافی) جلد ثالث	سنہ ۳۲۹ھ
۵	التنبیہ والاشراف للمسعودی (طبع مصر) از ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	سنہ ۳۴۵ھ / ۳۴۶
۶	مروج الذہب للمسعودی ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	سنہ ۳۴۶ھ
۷	معانی الاخبار للشیخ الصدوق ابن بابویہ القمی	سنہ ۳۸۱ھ
۸	"رجال کشی" طبع قدیم بمبئی / طبع جدید طہران از ابوعمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی	(القرن الرابع)
۹	نہج البلاغۃ طبع مصر از شیخ سید شریف الرضی ابی الحسن محمد بن ابی احمد الحسین۔	سنہ ۴۰۴ھ
۱۰	الارشاد للشیخ المفید (محمد بن نعمان المفید)	سنہ ۴۱۳ھ
۱۱	الامالی للشیخ ابی جعفر محمد بن حسن شیخ الطائفۃ الطوسی	سنہ ۴۶۰ھ
۱۲	احتجاج طبرسی طبع قدیم ایران از شیخ ابی منصور احمد بن علی الطبرسی۔	سنہ ۵۲۸ھ

۱۳ - المناقب للخوارزمی (اخطب خوارزم الموفق بن احمد بن محمد البکری المکی) سنہ ۵۶۸ھ

۱۴ - المناقب لابن شہر آشوب طبع ہندوستان (از محمد بن علی بن شہر آشوب ماژندرانی) سنہ ۵۸۸ھ

۱۵ - حدیدی شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید (از ابو حامد عبد الحمید بن بہاؤ الدین محمد المدائنی) سنہ ۶۵۶ھ

۱۶ - شرح نہج البلاغہ لابن میثم البحرانی (از کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی) سنہ ۶۷۹ھ

۱۷ - کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسیٰ الاربلی۔ سن تالیف سنہ ۶۸۷ھ

۱۸ - حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب سید جمال الدین بن عنبہ سنہ ۸۲۸ھ

۱۹ - بحار الانوار از ملّا باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ

۲۰ - حیات القلوب از ملا باقر مجلسی (طبع نول کشور لکھنؤ) سنہ ۱۱۱۱ھ

۲۱ - جلاء العیون لملّا باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ

۲۲ - الدرۃ النجفیہ (شرح نہج البلاغہ) (از شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی) سنہ ۱۲۹۱ھ

۲۳ - ناسخ التواریخ از لسان الملک مرزا محمد تقی (وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار شاہ ایران) سنہ ۱۲۹۷ھ

۲۴ - تنقیح المقال للشیخ عبد اللہ مامقانی سنہ ۱۳۰۰ھ

۲۵ - تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس القمی سنہ ۱۳۵۹ھ

۲۶ - منتہی الآمال للشیخ عباس القمی سنہ ۱۳۵۹ھ

۲۷ - ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام (طبع طہران) سید علی نقی)۔ سن تالیف سنہ ۱۳۶۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ۔ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الاوّلین والآخرین امام الرسل وخاتم النبیّین وعلیٰ آلہٖ الطیّبین و بناتہ الاربعۃ الطاھرات وازواجہ المطھّرات واصحابہٖ المزکّین المنتخبین وعلیٰ سائر اتباعہٖ باحسانٍ الیٰ یوم الدّین وعلیٰ جمیع عباد اللّٰہ الصالحین ۔ رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین ۔

خطبۂ مسنونہ کے بعد بندۂ ناچیز محمد نافع بن مولانا عبدالغفور بن مولانا عبدالرحمٰن عفا اللہ عنہم ساکن قریہ محمّدی (متصل جامعہ محمّدی شریف) ضلع جھنگ غربی پنجاب (پاکستان) عرض کرتا ہے کہ کتاب "رُحماء بینہم" کا یہ سوم حصّہ (عثمانی) ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اس میں خلیفۂ ثالث حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی بن ابی طالبؓ اور ان کے خاندان کے درمیان خوشگوار تعلقات اور باہمی احترام و اکرام کے مراسم ایک ترتیب سے ذکر کیے گئے ہیں۔

۲۔ اور دفعِ اعداء کی ضرورت کے تحت بعض مطاعن عثمانی (یعنی مسئلہ اقرباء نوازی) کے جوابات بھی تالیف کیے گئے ہیں جنہیں مستقل تصنیف کی شکل میں عنقریب پیش کیا جائیگا۔ ان شاء اللہ

۳۔ سابقہ حصص (صدیقی۔ فاروقی) کی طرح یہاں بھی پانچ ابواب میں مضامین مندرجہ کو مرتّب کیا گیا ہے۔ پانچ کے عدد کو محبوب رکھنے والے احباب کے لیے گویا فرحت کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

۴ ــــ قبل ازیں بھی ذکر کر دیا ہے کہ کتاب ہٰذا کے ذریعہ بحث و مباحثہ مقصود نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی جوابی کارروائی کا انتظار ہوگا۔ یہاں ان حضرات کا باہمی قُرب اور تعلق پیش کرنا منظور ہے۔ جیسا کہ کتاب اللہ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔

۵ ــــ دینی مسائل میں افراط و تفریط آجکل ترقی پذیر ہے۔ حدود سے تجاوز کا دَور دَورہ ہے۔ اس وقت کی اہم ضرورت ہے کہ صحابۂ کرامؓ کے "صحیح مقام" کو سلف صالحین کے طریقہ پر محفوظ و ملحوظ رکھا جائے اور کتاب و سُنّت کی روشنی میں ان کی اِتّباع کو زندگی کا نصب العین بنایا جائے۔ یہی چیز آخرت میں مُوجبِ نجات ہوگی۔

۶ ــــ ناظرینِ کرام مندرجہ واقعاتِ کتاب ہٰذا کو ایک ایک کر کے ملاحظہ فرما کر غور کریں کہ سیّدنا عثمانؓ بن عفان اور سیّدنا علیؓ ایک دوسرے کے کتنے قریب تھے؟ ایک دوسرے کو کیسا سمجھتے تھے؟ عملی زندگی میں اُن کا باہم کیا طرزِ عمل تھا؟ ایک کا رویّہ دوسرے کے حق میں کیسا تھا؟ ابتداء سے لے کر انتہا تک ان کا باہمی معاشرتی سلوک ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

ان عنوانات کو سامنے رکھ کر کتاب ہٰذا کا مطالعہ فرما دیں۔ ان بزرگوں کے متعلق پیدا کردہ شکوک و شبہات خود بخود مندفع ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مختصر تمہیدات

۱ ــــــ "تعلقات" کے ان مضامین کی حقانیت وصداقت پر ہمارا اصل استدلال قرآن مجید سے ہے۔ اللہ کی کتاب نے صراحتہً بیان فرما دیا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے مابین "اخوتِ دینی" اور "اسلامی برادری" کا رشتہ ہمیشہ سے قائم ہے۔

ــــــ باقی روایات و تاریخی واقعات وغیرہ جو کچھ بھی ہم اس باب میں ذکر کریں گے، وہ سب نصِ قرآنی کی تائید و تصدیق کے طور پر درج کریں گے۔

۲ ــــــ جب اس مسئلہ کے لیے اصل دلیل کتاب اللہ سے ہے۔ تو استدلال کے مقام میں وہی روایات لائقِ اعتماد ہونگی جو "نصوصِ قرآنی" و "سنّتِ مشہورہ" کے برخلاف نہ ہوں۔

اور اس کے برعکس جن روایات میں ان بزرگوں کے درمیان تنازعات اور مناقشات کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ وہ تمام تر ذخیرے یہاں معارضے کے مقام میں مفید نہ ہوں گے اور ان سے استدلال کرنا درست نہ ہوگا۔

قبولِ روایت کے متعلق
اہل السنۃ کے چند ضوابط

ا ـــــ خطیب بغدادیؒ نے کتاب "الکفایہ فی علم الروایہ" صفحہ ۴۳۰ میں اس مضمون کی ایک باسند روایت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

"عن ابی ھُریرۃ عن النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم انّہ قال سیأتیکم عنّی احادیث مختلفۃ فما جاءکم مُوافقاً لکتاب اللہ وسنّتی فھو منّی وما جاءکم مخالفاً لکتاب اللہ وسُنّتی فلیس منّی۔"

"یعنی حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری طرف منسوب شدہ مختلف قسم کی روایات عنقریب تمہارے پاس پہنچیں گی جو کتاب اللہ اور میری سُنّت (مشہورہ) کے مطابق ہوں وہ درست ہوں گی اور جو کتاب اللہ اور میری سُنّت کے معارض ہوں وہ صحیح نہیں ہوں گی۔"

اِس روایت کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ احادیث کی کتابوں میں یا تواریخ میں یا فضائل ومناقب کی کتب میں کتاب وسُنّت کے برخلاف جو کچھ مواد پایا جائے وہ ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

۲ ـــــ عُلمائے حدیث کے ہاں روایات کے باب میں ایک یہ قاعدہ بھی جاری وساری ہے۔ جو فاضل ذہبیؒ نے "تذکرۃ الحفاظ" جلد اوّل صفحہ ۱۲ پر تذکرہ سیّدنا حضرت علیؓ میں درج کیا ہے پہلے حضرت علیؓ کا فرمان تحریر کیا ہے۔ پھر اس پر اپنی طرف سے ناصحانہ تشریح ثبت

کی ہے۔ لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ وَ دَعُوْا مَا یُنْکِرُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ؟ (قال الذهبی) فَقَدْ زَجَرَ الْاِمَامُ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رِوَایَةِ الْمُنْکَرِ وَحَثَّ عَلَی التَّحْدِیْثِ بِالْمَشْهُوْرِ وَهٰذَا اَصْلٌ کَبِیْرٌ فِی الْکَفِّ عَنْ بَثِّ الْاَشْیَاءِ الْوَاهِیَةِ وَالْمُنْکَرَةِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی الْفَضَائِلِ وَالْعَقَائِدِ وَالرَّقَائِقِ "

(۱) تذکرۃ الحفاظ ص۱۲، ج ۱ للذہبی تذکرہ حضرت علیؓ، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

(۲) کنز العمال ص ۲۴۲، ج ۵ طبع اوّل (بحوالہ خط۔ فیہ) جلد خامس کتاب العلم۔ آداب العلم متفرقہ۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان ہے کہ معروف و مشہور چیزیں بیان کیا کرو اور منکر یعنی معروف و مشہور کے خلاف باتیں عوام میں نہ ذکر کیا کرو۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟ فاضل ذہبیؒ آں مرتضوی قول کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے امام و مقتدیٰ علی المرتضیٰ نے ہمیں شاذ و منکر روایات کے بیان کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور مشہور و معروف چیزوں کے بیان کرنے میں رغبت دلائی ہے۔ اور بے سروپا و بے اصل روایات کے پھیلانے اور تشہیر کرنے سے روکنے کے لیے یہ شاندار قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ یہ روایات خواہ عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا فضائل اور ترغیبات کے باب سے ہوں، سب کی خاطر یہ قانون ضروری اور لازمی ہے۔

تسلیمِ روایت کے لیے

عُلمائے شیعہ کے قواعد

ا ـــــ امام محمد باقرؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع والا خطبہ نقل فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ذکر کرتے ہیں۔

"فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوہ علیٰ کتاب اللہ عزّوجلّ و سُنّتی فما وافق کتاب اللہ و سُنّتی فخذوا بہ و ما خالف کتاب اللہ و سُنّتی فلا تأخذوا بہ"

(احتجاج طبرسی، ص ۲۲۹، احتجاج ابی جعفر محمد بن علی الثانی علیہما السلام فی انواع شتیٰ، طبع قدیم۔ ایران)

حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کو کتابُ اللہ اور میری سُنّت پر پیش کرو جو کتابُ اللہ اور میری سُنّت کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو کتابُ اللہ اور میری سُنّت کے برخلاف ہو اس کو مت تسلیم کرو اور اس پر عمل درآمد نہ کرو۔

۲ ـــــ مغیرہ بن سعید بڑا مکّار آدمی تھا۔ وہ امام باقرؒ کے نام سے بے شمار جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔ امام جعفر صادقؒ مغیرہ بن سعید کی اس "تدلیس" اور "جعل سازی" کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں سے بطورِ نصیحت ایک فائدہ بیان فرماتے ہیں:

فاتقوا اللہ ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربّنا تعالیٰ وسُنّتہ

نبیّنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم "

"یعنی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو، جو چیز کتاب اللہ اور سُنّتِ نبی علیہ السلام کے برخلاف ہو اس کو ہماری طرف منسوب کر کے مت قبول کرو"

(۱) رجال کشی تذکرہ مغیرہ بن سعید، ص ۱۴۶ ۔ طبع بمبئی قدیم

رجال کشی تذکرہ، مغیرہ بن سعید، ص ۱۹۵ ۔ طبع جدید تہران

(۲) تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس القمی،

ص ۳۷۳ ۔ تحت مغیرہ بن سعید ۔

تنبیہ ۔ ان قواعد کے متعلق مزید تفصیل قبل ازیں "حصہ صدیقی" و "حصہ فاروقی" کی ابتدا میں درج کی جا چکی ہے ۔ یہاں مختصراً بیان کیا ہے ۔

اس کے بعد اصل کتاب کے مضامین کو شروع کیا جاتا ہے ۔ باب اوّل میں نسبی روابط کا بیان ہے وہ ملاحظہ فرماویں ۔

خاندانِ بنی ہاشم اور خاندانِ حضرت عثمانؓ
کی
رشتہ داریاں ـــــــ ایک نظر میں

(۱) اَروی بنت کریز بنت اُمِّ حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم

حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن ـــــ حضرت عثمانؓ کی ماں

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ـــ حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۳) حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ـــ حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۴) اُمِّ کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر طیارؓ:

حضرت علیؓ کے بھتیجے کی صاحبزادی ـــ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے اباؔن کی بیوی

(۵) سکینہ بنت سیدنا حسینؓ:

حضرت علیؓ کی پوتی ـــ حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو کی بیوی

(۶) فاطمہ بنت سیدنا حسینؓ:

حضرت علیؓ کی پوتی ـــ حضرت عثمانؓ کے پوتے عبد اللہ بن عمرو کی بیوی

(۷) اُمِّ القاسم بنت حسن مثنیٰ:

حضرت سیدنا حسن بن علیؓ کی پوتی ـــ حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن اباؔن کی بیوی

نوٹ:۔ نقشہ ہذا کی تفصیل باب اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔

بابِ اوّل

خاندانی ونسبی تعلّقات

معاشرتی زندگی میں مضبوط تر تعلقات خاندانوں کے باہم نسبی روابط شمار کیے جاتے ہیں۔ ایک خانوادے کا دوسرے خانوادے کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہونا خویشگی کا پختہ مظاہرہ تصور کیا جاتا ہے۔ قبیلہ کا آپس میں رشتہ لینا دینا باہم یگانگت کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ نسبی مراسم قبائل میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ قبیلہ قبیلے کے قریب رہتا ہے اور ایک دوسرے کا کفو شمار کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ کے فطری اصول ہیں۔ ہر باشعور انسان اور ذی تجربہ آدمی ان کو صحیح تصور کرتا ہے۔ بنا بریں اس مقام میں حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کے مبارک خاندان کے بعض نسبی رشتے نقل کیے جاتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی تمہید میں حضرت علیؓ کا اپنا بیان نہج البلاغہ وغیرہ شیعہ تصانیف سے درج کیا جاتا ہے جو حضرت امیر معاویہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا اس میں حضرت علیؓ نے ان ہر دو خاندانوں کے باہم رشتہ لینے دینے کا اقرار کیا ہے اور باہم ایک کفو ہونے کو تسلیم کیا ہے اگرچہ واقعہ میں فرق مراتب موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ

.... لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمُ عِزِّنَا وَلَا عَادِيْ طَوْلِنَا عَلَىٰ قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا فَنَكَحْنَا وَاَنْكَحْنَا فِعْلَ الْاَكْفَاءِ۔

(نہج البلاغہ، طبع مصر، ج ۲، ص ۳۲ من کتاب لہٗ علیہ السلام الی معاویۃؓ وہو من محاسن الکتب)

...... "یعنی آپ کی قوم پر ہمارے دیرینہ غلبہ نے ہم کو اس بات سے منع نہیں کیا کہ ہم آپ لوگوں کو اپنے (قبیلہ میں) ملائیں پس ہم نے رشتے نکاح کیے۔ اور تمہارے ساتھ اپنے اہل قبیلہ کے نکاح کر دیئے۔ جیسا کہ ہم کفو "وہم نسل" لوگ باہم رشتے لیتے دیتے ہیں۔"

حضرت علی المرتضیٰؓ کے مندرجہ بالا کلام کا فارسی ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم سید علی نقی الملقب بہ فیض الاسلام نے اپنی شرح کے جزء پنجم صفحہ ۸۸۸ طبع طہران پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

"شرف کہن و بزرگی دیرین ما را با خویشاوندان تو منع نہ کرد از اینکہ شما را با خود خلط نمودہ بیامیختیم و از شما زن گرفتیم و بشما زن دادیم چنانکہ اقران و مانند آں انجام می دہند"

(ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام، ج ۵ ص ۸۸۸ تحت کلام مذکور)

ابن ابی الحدید شیعی شارح نہج البلاغہ نے عبارت مذکورہ کے تحت بنی عبد شمس اور بنی ہاشم ہر دو خاندانوں کے باہم چھ عدد رشتے ذکر کیے ہیں تفصیل مطلوب ہو تو حدیدی کو اس مقام سے ملاحظہ کر کے تسلی کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے خاندانوں کے درمیان چند متداول نسبی تعلقات اور رشتہ داریاں جو تاریخ اسلام میں پائی جاتی ہیں، یہاں ان کو ایک ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین کرام "تاریخی حقائق" کو ملاحظہ فرما کر بآسانی عمدہ نتائج مرتب فرمانے میں کوئی دشواری نہیں محسوس کریں گے۔

مادرِ حضرت عثمانؓ بن عفّان کا رشتہ

(۱)

حضرت سیّدنا عثمانؓ کا شجرۂ نسب اِس طرح ہے :

ابو عبداللہ عثمانؓ ذوالنورین بن عفانؓ بن ابی العاصؓ بن اُمیّہؓ بن عبد شمسؓ بن عبد منافؒ۔

اور آپ کی والدہ کا نام اروٰی بنت کریز ہے۔ اور اروٰی کی والدہ (یعنی حضرت عثمانؓ کی نانی) کا نام اُمِ حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

اہلِ اَنساب و مشہور مؤرخین کی عبارات ذیل میں یہ رشتہ مذکور ہے طبقات ابن سعد میں اروٰی کے تذکرہ کے تحت جلد ہشتم، صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ :

"اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ وامّھا ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطّلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیّ تزوّجھا عفان بن ابی العاص بن اُمیّہ فولدت لہ عثمان و آمنۃ ابنی عفان . . . . وَاَسْلَمَتْ اَرْوٰی بنت کُرَیْزٍ وھاجرت الی المدینۃ بعد ابْنِھا ام کلثوم بنت عقبۃ وبایعت رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) وَلَمْ تَزَل بالمدینۃ حتّٰی ماتت فی خلافۃ عثمان بن عفان"

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ثامن صفحہ ۲۶، تذکرہ اروٰی طبع لیدن۔

(۲) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۱ طبع نجف اشرف عراق۔

(۳) انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۱، طبع بغداد ذکر عثمان بن عفان۔

(۴) کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی، ص ۷، ۴۰ طبع حیدر آباد دکن۔

. . . . ——— اور اُسد الغابہ لابن اثیر اور مستدرک حاکم میں رشتہ ہذا کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے :-

"اروی بنت کریز بن حبیب بن عبد شمس وھی ام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و امھا ام حکیم وھی البیضاء بنت عبد المطلب عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماتت فی خلافۃ عثمان"

(۱) مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۹۶۔ طبع دکن۔

(۲) اُسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۵ ص ۱۹۱، باب النساء

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اروٰیؓ جو کریز کی دختر ہیں ان کی ماں کا نام اُمّ حکیم البیضاء بنتِ عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ یہ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمّہ محترمہ (یعنی پھوپھی) ہیں۔ حضرت اروٰی کے ساتھ عفان بن ابی العاص بن امیہ نے نکاح کیا عفان کا ایک لڑکا عثمانؓ اور ایک لڑکی آمنہؓ متولد ہوئیں . . . . . . اروٰی اسلام لائیں اور اپنی لڑکی ام کلثومؓ بنت عقبہ کے بعد ہجرت کی اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوئیں۔ ہمیشہ مدینہ میں مقیم رہیں۔ اپنے بیٹے عثمانؓ بن عفان کی خلافت کے ایّام میں فوت ہوئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن کل الصحابۃ اجمعین)۔

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عثمانؓ کی نانی اُمّ حکیم البیضاء بنت عبد المطلب جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے والد شریف عبد اللہ بن عبد المطلب کی توأم تھیں (یعنی جڑواں تھی) اور ایک شکم سے پیدا شدہ تھیں "استیعاب" لابن عبد البر جلد چہارم تذکرہ اروٰی بنت عبد المطلب میں یہ تصریح موجود ہے۔ اربابِ تحقیق رجوع کر سکتے ہیں۔

یہ علم "تاریخ وانساب" کے تاریخی حقائق ہیں۔ تمام اہلِ علم شیعہ سنّی وغیرہما سب حضرات ان رشتوں کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ شیعہ کتاب نہج البلاغہ کی شرح میں ابن ابی الحدید شیعی معتزلی نے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو "ابن خالی" (یعنی ماموں کے بیٹے) کے الفاظ سے حضرت عثمانؓ خطاب کرتے ہیں۔ مطالعہ کنندگانِ کتاب مذکور پر

یہ امر مخفی نہیں۔

چودھویں صدی کے شیعی مجتہد و عالم کبیر شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال جلد اوّل فصل نہم باب احوال اقربا رسولِ خداؐ میں اس رشتہ کو بایں الفاظ درج کیا ہے . . .

. . . . . " واما ام حکیم بنت عبدالمطلب پس او زوجۂ کریز بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بودہ "

۔۔۔۔ غرضیکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اس رشتہ کو شیعہ و سُنّی ارباب علم سب صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ رشتہ ہٰذا کے ذریعہ جو حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے نسبی تعلقات قائم ہیں ان کو ایک شکل میں یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

روابطِ نسبی

۱ ۔۔۔۔ امِ حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم (جو حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد شریف عبد اللہ کی توأم ہیں اور نبی کریمؐ کی عمۂ محترمہ (پھوپھی) ہیں اور حضرت علیؓ کی بھی عمۂ محترمہ ہیں) حضرت عثمانؓ کی سگی نانی ہیں۔

۲ ۔۔۔۔ یعنی عثمانؓ امّ حکیم بیضاء کے نواسے ہیں اور حضرت صفیہؓ بنت عبد المطّلب عمۃ النبیؐ کی بھانجی (یعنی خواہر زادی) کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت صفیہؓ حضرت عثمانؓ کی ماں کی حقیقی خالہ ہیں۔

۳ ۔۔۔۔ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب حضرت عثمان کی ماں کے ماموں ہیں اور حضرت عثمانؓ کی ماں (اروی) ان کی بھانجی ہے۔

۴ ۔۔۔۔ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اسی طرح حضرت جعفرِ طیار و حضرت عقیلؓ بھی حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

۵ ــــــ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ و جعفر طیارؓ و عقیلؓ کی پھوپھی زاد بہن (اروی) کے لڑکے ہیں۔

۶ ــــــ حضرت عثمانؓ، حضرت سید الشہداء حمزہؓ و حضرت عباس بن عبد المطلب کی خواہر زادی (بھانجی) کے بیٹے ہیں۔

۷ ــــــ حضرت حمزہؓ و عباسؓ حضرت عثمانؓ کی والدہ (اروی) کے سگے ماموں ہیں جیسا کہ ابو طالب ماموں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے حضرت عثمانؓ کی والدہ بنی ہاشم کی نواسی ہیں یعنی ان کے ننہیال والے بنی ہاشم تھے اس بنا پر یہ رشتے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان قائم دائم ہیں اور مزید چیزیں بھی جو اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں وہ بھی آ رہی ہیں، انتظار فرمائیں۔ واولو الارحام بعضھم اولی ببعضٍ کا مصداق ملاحظہ فرما کر امید ہے آپ مسرور ہونگے (انشاء اللہ)۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا رشتہ ذی النورین (دامادی)

حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ و حضرت اُم کلثوم (جن کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہے) یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں آئیں۔

اس دوہرے رشتہ کی بنا پر حضرت عثمانؓ کو اُمت نے "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کیا یعنی نبی کے دو نور یکے بعد دیگرے ان کو نکاح میں نصیب ہوتے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "تاریخ الخلفاء" باب ذکرِ عثمانؓ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے سوا اولادِ آدم میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر

آئی ہوں"

"قَالَ الْعُلَمَاءُ وَلَا يُعْرَفُ اَحَدٌ تَزَوَّجَ بِنْتَيْ نَبِيٍّ غَيْرَهُ وَلِذَالِكَ سُمِّيَ ذَا النُّوْرَيْنِ الخ"

اور ابن حجر مکی نے بھی یہی قول "الصواعق" میں ذکر کیا ہے۔

(۱) تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۰ طبع مجتبائی دہلی۔ باب ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

(۲) "الصواعق المحرقہ" لابن حجر مکی ص ۱۰۷، الباب السابع، الفصل الاول۔

(۳) کنز العمال۔ جلد ششم ص ۲۰۱ تحت فضائل ذی النورین عثمان رضی اللہ عنہ۔

(۴) کنز العمال، ج ۶، ص ۲۷۵، بحوالہ ابن عساکر۔

اس مبارک رشتہ کے متعلق جو حضرت عثمان کو خاندان بنی ہاشم کے ساتھ حاصل ہے کسی خاص حوالہ کی حاجت نہیں۔ ذوالنورین کی رشتہ داری فریقین کے نزدیک مسلمات میں سے ہے تاہم عوام کے لیے بطور وضاحت چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں:-

(۲)

طبقات ابن سعد جلد ہشتم میں نبی کریم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں لکھا ہے:

(۱) —— رُقَيَّة بنت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وامها خديجة بنت خويلد . . . . . كَانَ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بن اَبِيْ لَهَبِ بن عبد المطّلب قبل النبوّة فلمّا بُعِثَ رسُول الله وانزل الله تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ فقال لهٗ ابولهب . . . فَارِقها و

لم يكن دخل بها و اسلمت حين اسلمت امها خديجة بنت خويلد و بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هي واخواتها حين بايعه النساء وتزوجها عثمان بن عفان وهاجرت معه الى ارض الحبشة . . . . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهما لَاَوَّلُ من هاجر الى الله تبارك وتعالى بعد لوطٍ . . . . . ولدت له بعد ذالك ابنًا فسماه عبد الله وكان عثمان يكنى به فى الاسلام وبلغ ست سنين . . . . . فمات ولم تلد له شيئًا بعد ذالك ومرضت و رسول الله يتجهز الى بدر فخلف عليها رسول الله عثمانؓ بن عفان فتوفيت ورسول الله (صلعم) ببدر فى شهر رمضان (. . . . . . . و قدم زيد بن حارثة من بدر بشيرًا فدخل المدينة حين سوّى التراب على رقيّة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۲) ـــــ وضَرَبَ رسُولُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم لِعُثْمَانَ وَسَهمِهٖ وَاَجْرِهٖ لَاخَلَافَ بَیْنَ اَهْلِ السِّیَرِ فِی ذَالِکَ -

(۱) اُسد الغابہ تذکرۂ رقیہؓ ج ۵، ص ۴۵۶

(۲) " تذکرہ عثمانؓ بن عفان، ج ۳، ص ۳۷۷

مندرجۂ بالا عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی رقیہؓ کی ماں خدیجۃؓ الکبریٰ بنت خویلد تھیں۔ دعویٰ نبوّت سے قبل عُتبہ بن ابی لہب بن عبد المُطّلب کے نکاح میں آئیں جب آنجناب نے نبوّت کا اعلان فرمایا اور سورۂ تبّت یدا اَبِی لَہَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب نے اسلام سے دشمنی کی بنا پر اپنے بیٹے عُتبہ کو حضرت

رقیہؓ کے طلاق دینے پر مجبور کیا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اس نے طلاق دے دی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جب اسلام لائیں تو حضرت رقیہؓ بھی اپنی بہنوں سمیت اسلام لائیں۔ اور حضور علیہ السلام سے بیعت کی جبکہ دوسری عورتوں نے بھی اسلام لاکر بیعت کی۔ پھر حضرت عثمانؓ بن عفان سے ان کی شادی ہوئی اور ملک حبشہ کی طرف اپنے خاوند عثمانؓ کی معیت میں ہجرت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی اہلیہ سمیت اللہ کی راہ میں ہجرت کی حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمانؓ اوّل ان لوگوں میں ہیں۔

——— حضرت رقیہؓ سے حضرت عثمانؓ بن عفان کا ایک لڑکا عبداللہ نامی متولد ہوا۔ اس بنا پر اسلام میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔ تقریباً چھ سال زندہ رہنے کے بعد عبداللہ کی وفات ہو گئی

اس کے بعد حضرت رقیہؓ سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگِ بدر کی تیاری کی تو حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اس لیے اُن کی تیمار داری کی خاطر حضرت عثمانؓ کو ان کے پاس رہنے کی ہدایت فرمائی۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ہی تھے کہ حضرت رقیہؓ فوت ہو گئیں (رمضان شریف ۲ھ)۔ زیدؓ بن حارثہ جب فتح بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے تو اُس وقت لوگ حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۴۔ تذکرہ رقیہ رضی اللہ عنہا) (۲) الاصابہ معہ الاستیعاب صہ ۲۹۸ ج ۴ تحت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شیعہ کتب سے تائید

اہل تشیع کے مشہور مؤرخ المسعودی (متوفی ۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب "التنبیہ و

الاشراف" میں مذکورہ رشتہ کی تائید کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"...... وکان لہ من البنین تسعۃ، عبد اللہ الاکبر، توفی ولہ من العمر ست سنین۔ اُمّہ رقیّۃ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ علی ما قدمنا۔ الخ

(التّنبیہ والاشراف للمسعودی (الشیعی)
ص ۲۵۵، تحت ذکر خلافۃ عثمانؓ)

ماحصل یہ ہے کہ:- کہ آپ (حضرت عثمانؓ بن عفان) کے نوّ بیٹے تھے۔ (ایک) عبد اللہ الاکبر تھے جو چھ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ رُقیّہ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی غزوۂ بدر کے غنائم واجر میں شرکت

حضرت عثمانؓ بن عفان ذوالنّورین کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غزوۂ بدر کے غنائم اور اجر دونوں میں دیگر مجاہدین کے ہم پلّہ شریک اور بہرہ ور فرمایا۔ اس مسئلہ میں اہلِ سِیَر و تاریخ اور احادیث کی کتب میں تفصیلات موجود ہیں۔ تسکینِ خاطر کے لیے درج ذیل حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) اُسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۵۶، تذکرہ رقیّہؓ
(۲) اُسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۷۷، تذکرہ عثمان غنیؓ
(۳) صحیح بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۳، باب مناقب عثمانؓ بن عفان (طبع نور محمدی دہلی)

مسئلہ مذکورہ کی شیعہ کتب سے تائید

شیعہ مسلک کے اکابر مؤرخین نے بھی اس چیز کی تائید کی ہے کہ سیّدہ رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے تاہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم بدر میں اُن کا حصہ باقاعدہ متعین فرما کر ادا فرمایا تھا۔ اور اجر و ثواب میں برابر کا شریک کیا تھا۔ چنانچہ مشہور شیعی مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف "التنبیہ و الاشراف" میں یہ مضمون (تحت السنۃ الثانیہ) بایں الفاظ تحریر کیا ہے :-

"..... عثمانؓ بن عفان تخلف عن بدرٍ لمرض رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضرب لہ بسھمہ فقال یا رسول اللہ واجری ؟ قال واجرک" الخ

(التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۰۵، طبع مصر القاہرہ، تحت السنۃ الثانیہ)

ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکۂ بدر میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم میں آپ کا حصہ مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا، میرے اجر و ثواب کا کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا اجر و ثواب بھی حاصل ہے"

دفع وہم

حضرت عثمانؓ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت بنت رسولؐ اللہ کی تیمارداری کے لیے مدینہ شریف میں رہ گئے تھے۔ یہ تخلّف یعنی پیچھے رہ جانا بفرمانِ نبوت تھا۔ اس لیے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں پائی گئی۔

اور وقتی ضروریات کے تحت اسی طرح حضرت علیؓ کا غزوۂ تبوک سے تخلّف یعنی پیچھے رہ جانا پایا گیا ہے۔ وہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان سے ہُوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی تخلّف فرمانِ نبوّت کی وجہ سے ہُوا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خدائے قدّوس کے رسُولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلّم معاملہ ہٰذا میں حضرت عثمانؓ پر راضی ہیں۔ اور غنائمِ بدر میں شریک کرنا، اور اجر و ثواب میں شامل فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کی واضح دلیل ہے۔

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

(۳)

طبقاتِ ابن سعد، جلد ہشتم (بابُ النساء) تذکرۂ اُمّ کلثوم میں مذکور ہے:-

"اُمِّ کلثومؓ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی ہے۔ والدۂ محترمہ کا اسمِ گرامی خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد ہے۔ حضور علیہ السّلام کی بعثت (یعنی دعوائے نبوّت) سے قبل اس کا نکاح عُتَیبہ بن ابی لہب بن عبد المطّلب بن ہاشم سے ہُوا اور رخصتی نہیں ہوئی تھی، جب بعثتِ نبوی ہوئی، قرآن مجید میں کفّار کی مذمّت نازل ہونے لگی اُس وقت ابولہب اور اُمِّ جمیل زوجہ ابی لہب نے اپنے لڑکے عُتَیبہ سے طلاق دِلوا دی۔ آپ اپنے والد شریف کے ساتھ مکہ مکرّمہ مقیم رہیں۔ جب اُن کی والدۂ محترمہ اسلام لائیں تو اُس وقت یہ بھی اسلام لائیں۔ اور جب دیگر خواتینِ اسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی اُس وقت حضرت اُمّ کلثومؓ نے بھی اپنی بہنوں کے ساتھ حضورؐ سے بیعت کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اہل و عیال میں ہجرتِ مدینہ کی۔ مدینہ میں

مقیم رہیں۔

جب صاحبزادی حضرت رقیہؓ (عثمانؓ بن عفان کی بیوی) فوت ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے ام کلثومؓ کا نکاح کر دیا۔ ربیع الاول ۳ھ میں نکاح ہوا۔ اسی سال ۳ھ جمادی الاُخریٰ میں ان کی رخصتی بھی کر دی گئی۔ اپنی وفات تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ آباد رہیں، اور عثمان بن عفان سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شعبان ۹ھ میں ان کی وفات ہوئی "

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۵، طبع لیدن تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم۔

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر، جلد ۴، معہ اصابہ ص ۴۶۳-۴۶۴، تذکرہ امّ کلثومؓ طبع مصری

(۳) اُسد الغابہ، جلد ۵، تذکرہ امّ کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶۱۲۔ طبع طہران)

مزید چند فضیلتیں

(۱)

تاریخ و روایات کی کتابوں میں یہ بات بہ تصریح موجود ہے جب بقضاء الٰہی حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس مبارک رشتہ کے انقطاع کا سخت صدمہ ہوا۔ اور بے حد مغموم ہوئے۔ کچھ ایام افسردگی اور پریشانی کے عالم میں گزرے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس نوعیت کا بصد حسرت تذکرہ کیا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ:-

"یَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَأْمُرُنِیْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ اَنْ اُزَوِّجَکَ اُخْتَهَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ عَلٰی مِثْلِ صَدَاقِهِمَا وَعَلٰی مِثْلِ عِشْرَتِهَا فَزَوَّجَهٗ اِیَّاهَا۔ اخرجها الثلاثة (ابن مندة۔ ابونعیم ابن عبد البرّ)

(۱) اُسد الغابہ، تذکرہ امّ کلثوم بنت النبی صلعم، ج ۵، ص ۶۱۲۔
(۲) المستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۴۹۔ تذکرہ ام کلثوم بنت الرسول

"یعنی اے عثمان! اللہ عزوجلّ کی طرف سے جبریل علیہ السّلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ رقیّہ کی بہن اُمّ کلثوم کو مَیں تجھے نکاح کردوں اور مہر وہی ہوگا جو رقیّہ کے لیے مقرر ہُوا تھا۔ اور معاشرتی گذران بھی بطریقِ سابق رکھنی ہوگی۔ اس کے بعد اپنی پیاری صاحبزادی اِمّ کلثوم کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کر دیا۔

نیز اس کے موافق ایک روایت امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ کبیر میں باسند نقل کی ہے اور کنز العمّال میں بھی مذکور ہے اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اپنی سند سے ذکر کی ہے۔

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عن اُمّه اِمّ عیاش وکانت امةً لرقیّة بنت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم قالت قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم. مَا زَوَّجْتُ اُمَّ کُلْثُوْمٍ مِنْ عُثْمَانَ اِلَّا بِوَحْیٍ مِنَ السَّمَاءِ۔

"یعنی سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی رقیہؓ کی خادمہ مسماۃ ام عیّاش نے کہا کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَیں نے آسمانی وحی کی بنا پر ہی اپنی دختر اُم کلثوم کو عثمانؓ بن عفان سے نکاح

کر دیا۔"

(۱) تاریخ کبیر بخاری، ج ۲، ق ۱، ص ۲۸۱، باب روح۔

(۲) کنز العمال، ص ۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰، جلد ۶، باب فضائل ذی النورین۔

(۳) تاریخ بغداد، جلد دوازدہم، ص ۳۶۴، تذکرہ فضل بن جعفر بن عبداللہ۔

(۴) مجمع الزوائد ہیثمی، جلد ۹، ص ۸۳۔

(۲)

جب صاحبزادی امِ کلثومؓ کا بامرِ الٰہی ۹ھ میں انتقال ہو گیا، حضرت عثمانؓ کی غمگینی اور پریشانی کی انتہا ہو گئی۔ اس دوران جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات نے ایک بیان ارشاد فرمایا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کی کمال فضیلت اور عزت افزائی ذکر کی۔ اس بیان کو حضور علیہ السّلام سے نقل کرنے والے حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں یعنی امتِ محمدیہؐ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس فضیلتِ عثمانیہ سے رُوشناس کرایا۔

—— روایتِ ہٰذا محدث ابن مندہ نے باسند نقل کی ہے۔ پھر اس سے ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ (تذکرہ عثمان) میں درج کی ہے۔

—— اسی طرح حافظ ابن عساکر نے اس روایت کو اپنی سند سے حضرت علی المرتضیٰؓ سے نقل کیا ہے۔ پھر علامہ سیوطیؒ نے "تاریخ الخلفاء" (تذکرہ عثمانؓ) میں اس کو درج کیا ہے اور ابن حجر مکی نے ابن عساکر کے حوالہ سے صواعق محرقہ میں (فضائل عثمانی) کے تحت نقل کیا ہے۔

اس مضمون کی متعدد روایات حدیث کی کتابوں میں دستیاب ہیں مگر ہم نے یہاں صرف حضرت علیؓ بن ابی طالب سے جو مروی ہے اس کو اخذ کیا ہے۔ "اسد الغابہ" میں ہے:۔

"...... عقبة بن علقمة قال سمعت علیؓ بن ابی طالب یقول سمعتُ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول لَوْ اَنَّ لِی اَرْبَعِیْنَ بِنْتاً زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ"۔

(۱) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری جلد ثالث، تذکرہ عثمانؓ ص ۳۷۶۔

(۲) تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطیؒ، ص ۱۰۸، طبع مجتبائی دہلی۔ فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ غیر ما تقدم۔

(۳) الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی، ص ۱۱۰، فصل فضائل عثمانؓ، طبع ثانی، مصری۔

مطلب یہ ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ فرماتے تھے اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں عثمانؓ کو یکے بعد دیگرے نکاح کر دیتا حتیٰ کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔ (یعنی باری باری سب کا نکاح کر دیتا)۔

(۳)

تیسری چیز یہاں یہ قابلِ ذکر ہے کہ صاحبزادی امّ کلثومؓ کی سنہ ۹ھ میں جب تقدیرِ الٰہی سے وفات ہوئی تو خود حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنازہ پڑھایا اور حضرت علیؓ (اپنی سالی کے) دفن کے لیے خود قبر میں اُترے۔ فضل بن عباسؓ بن عبد المطلب، اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ بھی ان کے ساتھ تھے اور پورے احترام کے ساتھ معصومۂ محترمہ کو ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔

عبارتِ ذیل میں یہ مضمون مذکور ہے

"تُوُفِّیَتْ فی تسعٍ (سنہ ۹ھ) مِنَ الْهِجْرَةِ وَصَلّٰی عَلَيْهَا اَبُوْهَا

رسُولُ اللہِ صلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فِی حُفْرَتِہا علیؓ والفضلُ وأُسامَۃُ بنُ زَیْدٍ"

(۱) طبقات ابنِ سعد، ج ۸، ص ۲۶۔ تذکرہ امّ کلثوم طبع لیدن

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر معہ اصابہ، ج ۴، ص ۴۶۷، تذکرہ اُمّ کلثوم، طبع مصر۔

(۳) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۵، ص ۶۱۲۔ تذکرہ اُمّ کلثوم۔ طبع طہران۔

رشتہ ذی النُّورین کی تائید شیعہ کتب سے

اپنی کتابوں سے ہم نے مختصراً رشتہ ہٰذا کے مختلف حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ خواص کو تو پہلے سے ہی اس نسبی تعلق کا علم ہے، صرف ناواقف احباب اور عوام کے لیے بقدرِ ضرورت تشریح کر دی ہے۔

اب خیال ہے کہ شیعہ بزرگوں کی کتب سے بھی اس رشتہ کو پیش کیا جائے۔ ان کی قدیم و جدید کتب میں یہ رشتہ مسلّمات سے ہے اور ان کے علماء اس سے خوب واقف ہیں لیکن دیرینہ عادت کے موافق اِس مبارک تعلق کو "تقبیح انتسابات" کے ساتھ آمیخت کر کے نہایت کریہ منظر اور بُری شکل میں درج کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو:۔ حیات القلوب مُلّا باقر مجلسی، جلد دوم، باب پنجاہ و یکم، فصل اوّل، ص ۷۱۸ تا ۷۲۳۔ طبع نول کشور لکھنؤ)۔

—— اور مقصد صرف مقامِ عثمانؓ بن عفان کو داغدار اور عیب دار کرنا ہوتا ہے اور حضرت عثمانؓ کی تنقیص کرنی مطلوب ہوتی ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بلند منصب کی بناہ بخدا تحقیر ہو جاتی اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے رفیع مرتبہ کی معاذ اللہ

"تذلیل ہو جاتے ان کے ہاں اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ۔ والی اللہ المشتکی و بیدہٖ زمام الھدیٰ ۔

——بہرکیف اصل مسئلہ کی تصدیق ان لوگوں کی کتابوں سے ہم عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ اہلِ فہم و فراست احباب پر نفس مسئلہ کی پختگی خوب واضح ہو جائے گی اور حق بات خوب صاف ہو کر سامنے آجائے گی ۔ انصاف پسند طبائع امرِ حق کو تسلیم کر لیا کرتی ہیں ۔ واللہ یھدی الی الحق ۔ والحق احقّ ان یتبع ۔

ناظرین کرام پر واضح کیا جاتا ہے کہ شیعہ قدیم و جدید بے شمار کتب میں (یہ رشتہ) مذکور و مزبور ہے ۔ یہاں صرف چند حوالہ جات بطور نمونہ درج کیے جا رہے ہیں ۔ حوالہ جات کی فراوانی مدنظر نہیں ہے ۔

اصل عبارات بمع ترجمہ درج کرنے کے بعد آخر بحث میں ان کے فوائد و نتائج تحریر کیے جائیں گے (ان شاء اللہ) ۔

بناتِ سرورِ کائنات ﷺ کا تذکرہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دامادی

(ا)

مشہور شیعی عالم مسعودی (المتوفی ۳۴۶ھ) نے اپنی تصنیف "مروج الذہب" جلد دوم میں حضور علیہ السلام کی اولاد شریف کے ذکر کے تحت لکھا ہے کہ :

"وکل اولادہٖ صلّی اللہ علیہ وسلّم من خدیجۃ خلا اِبْرَاھِیْمَ ، ولدلہٗ صلّی اللہ علیہ وسلّم القاسم وبہ کان یکنّیٰ وکان اکبر بنیہ سنّاً ورقیّتہ وام کلثوم وکانتا تحت عتبۃ وعتیبۃ ابنی ابی لھبٍ (عمہ) فطلقاھما الخبر یطول ذکرہٗ فتزوجھما عثمان بن عفان واحدۃً بعد واحدۃٍ ... الخ

(مروج الذہب لابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی
ج ۲، ص ۲۹۸ ۔ طبع خامس، سن طباعت ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء)

"یعنی صاحبزادہ ابراہیم کے علاوہ نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام اولاد خدیجۃ الکبریٰؓ سے ہے۔ نبی کریمؐ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت قاسم ——— جو تمام صاحبزادگان سے بڑے تھے اور جن کے نام پر آپ کی کنیت مشہور رہی۔ اور حضورؐ کی صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم آپؐ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ وعتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔ اس واقعہ کا ذکر طویل ہے۔ پھر عثمانؓ بن عفان نے ان دونوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کیا ... الخ" (مروج الذہب، ج ۲، ص ۲۹۸)

(۲)

ملا باقر مجلسی نے "حیات القلوب" جلد دوم، باب پنجاہ ویکم میں تحریر کیا ہے:

"وابن بابویہ بسند معتبر از حضرت روایت کردہ ست کہ از برائے حضرت رسولؐ متولد شد از خدیجہ قاسم وطاہر ونام طاہر عبداللہ بود وامّ کلثوم ورقیہ وزینب وفاطمہ۔ وحضرت امیر المومنینؑ فاطمہ را تزویج نمود وتزویج نمود زینب را ابوالعاص بن ربیع واو مردے بود از بنی امیہ وعثمان بن عفان امّ کلثوم را تزویج نمود ... برحمت الٰہی واصل شد۔ پس چوں بجنگ بدر رفتند حضرت رسولؐ رقیہ را باو تزویج نمود۔"

(حیات القلوب ملا باقر مجلسی، جلد دوم، باب ۵۱،
ص ۷۱۰، طبع نول کشور لکھنؤ)

(۳)

فاضل شیخ عباس القمی نے اپنی کتاب منتہی الآمال، جلد اول فصل ہشتم، در بیان

احوال اولاد امجاد آنحضرت) میں لکھا ہے کہ :

"در قرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ ست کہ از
برائے رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم از خدیجہ متولد شد طاہر و قاسم و
فاطمہ و اُمِّ کلثوم و رقیہ و زینب۔ و تزویج نمود فاطمہؓ را بحضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام و زینب را بابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود و اُمِّ کلثوم را
بعثمان بن عفان پیش از انکہ بخانہ عثمان برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد از و
حضرت رقیہ را باو تزویج نمود"

(۱) منتہی الآمال، شیخ عباس قمی، ج ۱، ص ۱۰۸، فصل ششم
در بیان احوال اولاد۔

(۲) تنقیح المقال فی علم الرجال للشیخ عبداللہ المامقانی، ج ۳،
ص ۷۳، ۷۷، من فصل النساء، آخر جلد ثالث،
، باب الہمزہ۔

"حیات القلوب" "منتہی الآمال" وغیرہ کی عبارات کا حاصل یہ ہے :۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدیجہ الکبریٰ سے مندرجہ ذیل اولاد شریف ہوئی:
حضرت قاسمؓ، حضرت طاہرؓ (جن کو عبداللہ کہتے ہیں) حضرت اُمِّ کلثومؓ، حضرت رقیہؓ،
حضرت زینبؓ و فاطمہؓ۔ اور حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰؓ سے ہُوا۔ اور زینبؓ
کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا گیا جو بنی اُمیہ میں سے تھے اور عثمان بن عفان کے ساتھ
اُمِّ کلثومؓ کا نکاح ہُوا۔ پھر وہ فوت ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دختر رقیہ کا
نکاح عثمان بن عفان سے کر دیا۔"

ناظرینِ کرام مطلع رہیں کہ شیعہ علماء میں مختلف اقوال ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان
کے حبالہ عقد میں پہلے رقیہؓ آئیں اور بعد میں اُمِّ کلثومؓ آئیں۔ یا پہلے نکاح اُمِّ کلثوم سے

ہُوا تھا، بعد میں رقیہؓ سے ہُوا حضرت عثمانؓ کے نکاح میں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے البتہ تقدیم نکاح و تاخیر نکاح میں شیعہ علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حیات القلوب" و "منتہی الآمال" کے مندرجہ بالا حوالہ جات ایک قول کے موافق شمار ہونگے اور اصل مسئلہ (یعنی دامادی حضرت عثمانؓ) کے مؤید و مصدق ہیں جو اس بحث میں مطلوب ہے۔

مسئلہ کی تائید میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان

(۴)

شیعہ کی مشہور کتاب "نہج البلاغہ" میں حضرت علیؓ کا یہ کلام مذکور ہے۔ باغیوں نے محاصرہ کر کے جب شدت و تنگی پیدا کر دی، اُس وقت حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ حسبِ موقع گفتگو فرمائی۔ اس کلام کے دوران مندرجہ ذیل کلمات حضرت عثمانؓ کو خطاب کر کے ادا کیے۔ فرمایا کہ:۔

"وَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْھَلُہٗ وَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَمْرٍ لَا تَعْرِفُہٗ مَا سَبَقْنَاکَ اِلٰی شَیْئٍ فَنُخْبِرَکَ عَنْہُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْئٍ فَنُبَلِّغَکَہٗ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَشِیْجَۃَ رَحِمٍ مِنْھُمَا وَنِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا"

(نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۳۰۳، صفحہ ۳۲۲۔ طبع مصری۔ من کلام لہٗ علیہ السلام لعثمان عندما ارسلہ الناقمون علیہ۔ الخ)

"یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ آپ سے کیا کہوں؟ (کیونکہ) میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کی کسی ایسی چیز کی طرف رہنمائی کر سکتا ہوں جو آپ کو معلوم نہ ہو۔ کسی معاملہ میں آپ سے میں سبقت نہیں رکھتا جس کی آپ کو خبر دوں اور نہ خلوت میں میں نے کوئی چیز حاصل کی جو آپ تک پہنچاؤں اور آپ نے رسولِ خدا کا دیدار حاصل کیا جس طرح ہم نے زیارت کی۔ اور آپ نے بھی نبی کریم سے اسی طرح سنا جس طرح ہم نے سنا۔ اور حضور علیہ السلام کے آپ بھی ہم نشین تھے جیسا کہ ہم ہمنشین تھے۔ اور ابوبکرؓ بن ابی قحافہ و عمرؓ بن الخطاب حق بات پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ حقدار نہیں تھے اور اے عثمانؓ! آپ نسبی قرابت میں ان دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سے رسول خداؐ کے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ دامادی کا شرف حاصل ہے جو ان دونوں کو حاصل نہیں ہوا۔"

(نہج البلاغہ بمقام مذکور)

نہج البلاغہ کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں سید علی نقی فیض الاسلام شیعی نے اپنی شرح فارسی میں لکھا ہے۔ (حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا) کہ:

"۔۔۔ تو از جہت خویشی برسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ از انہا نزدیک تری (یعنی خویشاوندی عثمانؓ از ابوبکرؓ و عمرؓ بہ پیغمبر اکرمؐ نزدیک تر است) وبدامادی پیغمبرؐ مرتبہ یافتی کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نیافتند"

(شرح نہج البلاغہ فارسی، ج ۳، ص ۵۱۹، طبع طہران)

چند افادات

رشتۂ ذی النورین ذکر کرنے کے بعد یہاں بعض چیزوں کی وضاحت درکار ہے وہ درج کی جاتی ہے۔

(۱)

اس مقام کے تمام مندرجات (سنّی۔شیعہ) پر نظر کر لینے کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سرور کائنات نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید بائیس ۲۲ پارہ سورۂ احزاب کے آخر میں پردہ کا مسئلہ بیان کرتے وقت اللہ عزّوجل نے ذکر فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ الخ۔

"یعنی اے پیغمبر خدا اپنے ازواج اور بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دیجیے کہ نزدیک کریں اپنے اوپر اپنی بڑی چادریں"

—— اور اسلامی تاریخ (شیعہ۔سنّی) سب ہی اس بات پر متفقہ شہادت دیتی ہے کہ آپؐ کی اولاد شریف صاحبزادہ ابراہیمؓ کے ماسوا سب لڑکے اور لڑکیاں (جو چار عدد ہیں) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے پیدا ہوئیں۔ لڑکیوں کے مبارک اسماء یہ ہیں: حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت اُمّ کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ۔ یہ چاروں باہم حقیقی بہنیں ہیں۔

خدا تعالیٰ کی کتاب کی گواہی (جو سب سے زیادہ وزنی ہے) اور تمام معتبر اسلامی تاریخ کی شہادت کے بعد کسی غرضِ فاسد اور سینہ زوری سے یہ کہہ دینا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ہی حقیقی صاحبزادی ہیں اور کوئی حقیقی لڑکی نہ تھی، یہ چیز سو فیصد غلط ہے۔

اور مقدّس نسلِ نبی پر افترا عظیم ہے اور تاریخ اسلام کی تغلیط ہے۔ واللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرماتے)۔

(۲)

دوسری یہ چیز قابلِ تشریح ہے کہ بعض کم فہم لوگ اس بات پر اصرار کرنے لگتے ہیں کہ یہ لڑکیاں (حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِّ کلثومؓ) حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے سابق ازواج سے ہیں یا حضرت خدیجہؓ کی خواہرزادیاں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد نہیں ہیں۔ (تدبر جمیع)

یہ بات سراسر جعلی، موضوع اور بناوٹی ہے۔ حقیقتِ واقعہ کے خلاف ہے اسلام کی تاریخ اور کتبِ رجال و تراجم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کے برعکس ہے۔ اہلِ اسلام پر واضح رہے کہ چاروں صاحبزادیاں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقی بیٹیاں ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ مبارک سے ہیں۔

سابق ازواج کی اولاد کہنا یا خواہرزادیاں کہنا اس قول کی خود شیعہ کے اکابر علماء و مجتہدین نے تردید کر دی ہے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی یازدہم صدی کے مجتہد نے "حیات القلوب" میں اس مسئلہ کو تحریر کرتے ہوئے ہر دو قول کو بالفاظ ذیل رد کر دیا ہے:

"بر نفی ایں ہر دو قول روایاتِ معتبرہ دلالت می کند"

یعنی معتبر و مستند روایات ان ہر دو قول کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔

(حیات القلوب، جلد دوم، باب پنجاہ و یکم (۵۱)
ص ۷۱۹۔ طبع نول کشور لکھنؤ (ہندوستان)

فلہٰذا اس قسم کے مصنوعی اقوال جو صحیح چیز کے خلاف نشر کیے جاتے ہیں ان کو نہ تو درخورِ اعتناد سمجھا جائے گا اور نہ قبول کیا جائے گا۔

اربابِ تحقیق کی مزید اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ملا باقر مجلسی کی طرح شیخ عبداللہ

مامقانی شیعی نے تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع (فی ذکر نساء لہن روایتہ) میں ہر سہ صاحبزادیوں (زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ) کے تذکرے میں ان کے ربیبہ ہونے یا خدیجہ کبریٰ کی خواہر زادیاں ہونے کے شبہات کا جواب مکمل تحریر کر دیا ہے۔ تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا لیا جائے تو مزید کسی جواب کی حاجت نہیں۔ (تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع صفحہ ۷۳۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹) ملاحظہ ہو۔

(۳)

نیز کتب فریقین کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُو نورِ نظر (رقیہ۔ و اُمِ کلثوم) حضرت عثمانؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ہونے کی وجہ سے انہیں دامادی کی دوبار سعادت نصیب ہوئی۔ اور امت کی طرف سے "ذوالنورین" کا مبارک لقب حاصل ہوا (جو اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکا)۔ اور ساتھ ہی حضرت عثمانؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ کے "ہم زلف" ہونے کا شرف ملا ہے۔ اور شرف بالائے شرف حاصل کر کے وہ اپنی خوش بختی میں ممتاز ٹھہرے۔

(۴)

_____ چوتھی یہ چیز قابلِ غور ہے کہ حضرت عثمانؓ کو دامادِ نبوی ہونے کا شرف بحکم الٰہی اور وحی آسمانی نصیب ہوا (جیسا کہ روایات بتلا رہی ہیں) جس طرح حضرت علیؓ کو دامادِ نبوت ہونے کی سعادت خدا کے حکم سے حاصل ہوئی۔ ہر دو حضرات کو اہلِ خانۂ نبوت کے ساتھ شرفِ تعلق حکم الٰہی کے تحت نصیب ہوا۔ اس لیے کہ زبانِ نبوت خدا کے فرمان کے تحت جاری ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى (یعنی نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے بات کرتے ہیں ان کا ارشاد صرف وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے)۔

ایک شُبہ کا ازالہ

حضرت عثمانؓ بن عفان کے رشتہ دامادی کو داغدار کرنے کے لیے بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے متعلق قصّے مشہور کر رکھے ہیں کہ عثمانؓ نے پہلے ایک صاحبزادی کو سخت زد و کوب کیا، پسلیاں توڑ ڈالیں حتیٰ کہ وہ شہید ہوگئیں پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ بھی بہت بُرا سلوک کیا، مارا پیٹا، خدا جانے کیا کیا ایذائیں پہنچائیں۔ اندریں حالات وہ بھی انہیں مصائب میں فوت ہوگئیں۔ حضرت عثمانؓ بن عفان پر اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض تھے۔

یہ شبہات ان کی بہت سی کتابوں میں اپنی تفصیلات کے ساتھ مذکور ہیں سردست "حیات القلوب" جلد دوم از ملا باقر مجلسی صفحہ ۲۰۷ تا ۲۲۳، باب ۵۱ طبع نول کشور لکھنؤ ملاحظہ کریں تو موجبِ تصدیق ہوگا۔

جواب

اولاً

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان صاحبزادیوں کے قتل کرنے کی روایات کا بنیادی راوی یونس بن خباب الکوفی ہے۔ اس شخص کو علماء رجال نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مجروح قرار دیا ہے۔ رجل سو ..... وھو یتناول عثمانؓ ..... ایشتم عثمانؓ۔ یقول عثمان قتل ابنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (التاریخ لیحیٰ ابن معین صہ ۶۸۷، ۶۸۸ جلد ثانی)۔

اور ابن عدی نے "الکامل" میں تحریر کیا ہے کہ:۔

(یونس بن خباب الکوفی) ..... کان یترفض ..... رجل سو کان یشتم عثمانؓ بن عفان .....
کزاب مفتر ..... وھو من الغالین فی التشیع ..... الخ۔

(الکامل لابن عدی صہ ۲۶۲۹، ۲۶۳۰ و صہ ۲۶۳ جلد سابع)۔

مندرجہ بالا عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ یونس بن خباب الکوفی ایک برا آدمی ہے حضرت عثمانؓ کو سب و شتم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کو عثمان نے قتل کیا شیعہ اور رافضی تھا کزاب اور مفتری تھا ..... الخ۔

ثانیاً

... ... عثمانؓ کی ... اگر بالفرض و التقدیر ایذا رسانی کے یہ قصے واقعتہً

صحیح ہیں تو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) براہِ راست "نبیؐ اور "ولی" (حضرت علیؓ) پر اعتراضات و الزامات وارد ہونگے۔ مثلاً:

(۱) ــــــ "غنائم بدر" میں سے عثمانؓ کو حصہ رسدی کیوں ادا کیا؟ اور اجر و ثواب میں کیسے شریک کیا؟

(۲) ــــــ اگر پہلی لختِ جگر پر یہ مظالم ڈھائے گئے تھے تو اس کے بعد دوسری عزیزہ کو (معاذ اللہ) ایسے ظالم کے نکاح میں کیسے دے دیا؟ اور آیاتِ قرآنی اور احکام خداوندی:-

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (پ۶)

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ (پ۱۲)

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (پ۲۵) وغیرہ

کیسے فراموش کر دیا؟ اور عمل درآمد نہ کیا؟

(۳) ــــــ کسی ادنیٰ شخص کی لڑکی کے ساتھ ایسے ظلم و ستم کے واقعات پیش آئیں، حتیٰ کہ اس کی لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتے۔ آیا وہ اپنے اس قسم کے بدقماش داماد کو دوسری بار لڑکی دے دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے ساتھ بدستور تعلقات زندگی بھر قائم رکھ سکتا ہے؟

یہ چیز تو عقل وعادت کے خلاف ہے۔ کوئی عقل مند، باغیرت، ذی شعور، باوقار آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ نبی مقدسؐ کی ذات تو ہر منقصت وہر ذلت سے منزہ اور مبرا ہے۔ آپ سے ان چیزوں کے صدور کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

نیز ہر شریف خاندان اور باعزت قبیلہ میں ان کے داماد کی عزت و توقیر ملحوظ رکھی جاتی ہے، فلہٰذا نبی کی دامادی اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی ہم زلفی" کا احترام جو شخص بھی ملحوظ رکھے گا وہ ان تمام الزام تراشیوں کو غلط اور بے وزن قرار دے گا۔

(۵)

نیز حضرت علی المرتضیٰؓ کے نہج البلاغۃ والے مندرجہ بالا تائیدی بیان نے کئی مسئلے صاف کر دیے ہیں۔ انصاف شرط ہے، مثلاً :-

(۱) ـــــ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف نہ تھا۔ وہ ایک مذہب اور ایک دین رکھتے تھے جس پر وہ آخر دم تک متحد و متفق تھے۔

(۲) ـــــ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو اپنے علم و دانش میں برابر و مساوی تصور کرتے تھے۔

(۳) ـــــ حضرت علیؓ اپنے آپ کو اعمالِ خیر میں حضرت عثمانؓ سے سابق نہیں جانتے تھے۔

(۴) ـــــ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار اور شرف ہم نشینی حاصل کرنے میں حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کو اپنا مثل قرار دینا سیّدنا عثمان کے کامل الایمان اور صالح الاعمال ہونے کے لیے مضبوط ترین شہادت اور قوی دلیل ہے۔

(۵) ـــــ نیز حضرت عثمانؓ کے داماد نبیؐ ہونے کی حضرت علیؓ نے تصدیق کی اور اپنے ہم زلف ہونے کی تائید کی ہے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ باہمی حقیقی ہمشیرگان ہیں اور خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ مبارک سے نبی پاک کی حقیقی اولاد ہیں۔

ـــــ مختصر یہ ہے کہ رشتہ ہٰذا کے اثبات کے لیے حضرت علیؓ کے بیانِ بالا کے بعد مزید کسی حوالہ و حجت کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ دوستوں کے ہاں متفق علیہ عقیدہ ہے کہ "الحق ینطلق علی لسان علی" (علیؓ کی زبان پر حق بات جاری ہوتی ہے)۔

(۴)

حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی اُمِّ کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان بن عثمانؓ کے ساتھ

— خاندان بنی ہاشم کا رشتہ چہارم حضرت عثمانؓ کے خاندان کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی مختصر تشریح ذیل میں مذکور ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی برادر حضرت جعفر بن ابی طالب (طیارؓ) کے لڑکے مسمّٰی عبداللہ بن جعفرؓ کی لڑکی حضرت اُمِّ کلثومؓ کا نکاح اَبان بن عثمانؓ بن عفان سے ہوا۔

ابن قُتیبہ دینوری (المتوفی ۲۷۶ھ) نے اپنی کتاب "المعارف" میں نکاح ہٰذا کو دو مقام میں ذکر کیا ہے۔ ایک اخبار عثمان بن عفانؓ کے تحت، دوسری دفعہ اخبار علی بن ابی طالبؓ میں نقل کیا ہے۔ ذیل میں عبارت بلفظہٖ ملاحظہ فرماویں۔

اَبان بن عثمانؓ کے تذکرہ میں ہے کہ:

(۱) ۔۔۔۔ وکانت عندہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر الخ۔

(المعارف، صفحہ ۸۶)

(۲) عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد کے حالات میں لکھا ہے کہ

۔۔۔۔ فاما ام کلثوم فکانت عند القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب ۔۔۔۔۔۔۔ ثم تزوجها ابان بن عثمان بن عفان الخ

(المعارف، صفحہ ۹۰۔ طبع مصر)

(۱)۔ حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی لڑکی مسماۃ اُمِّ کلثوم اَبان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھی۔

(۲) یعنی حضرت ام کلثومؓ پہلے قاسم بن محمد بن جعفرؓ کے نکاح میں تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔

(۵)

اس سلسلہ میں اب رشتۂ پنجم ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

سکینہ بنت الحسین کا رشتہ

سیدنا حسین بن علی المرتضیٰؓ کی صاحبزادی حضرت سکینہ بنت حسینؓ، حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بنؒ عمرو بن عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔ پہلے کتب انساب کی عبارت تحریر کی جاتی ہے۔ پھر ترجمہ عرض کیا جائے گا۔

"تذکرہ سکینہ مذکورہ میں درج ہے کہ:

(۱) ـــــ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تزوجها مصعب بن الزبير بن العوام ابتكرها فولدت له فاطمة ثم قتل عنها فخلف عليها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حكيم بن حزام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فولدت له عثمان الذي يقال له قرين وحكيما وربيحه فهلك عنها فخلف عليها زيد بن عمرو بن عثمان بن عفان الخ

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ہشتم، ص ۳۴۹، تذکرہ سکینہ بنت الحسین۔ طبع لیڈن

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۲، ص ۵۹۔ طبع مصر

(۲) ـــــ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وزيد بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان هذا هو الذي كانت عنده سكينة بنت حسين فهلك عنها فورثته ۔

(۱) کتاب نسب قریش، ج ۴ ص ۱۲۰، مصعب زبیری

(۲) المعارف لابن قتیبہ، تحت اولاد عثمان بن عفانؓ ص ۹۰، طبع مصر

(۳) جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، ج ۱، ص ۸۶ طبع جدید۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی سکینہ کے ساتھ مصعبؒ بن زبیر

بن عوام نے نکاح کیا۔ ان کی ایک بچی متولد ہوئی جس کا نام فاطمہ تھا۔ پھر مصعبؒ انتقال کر گئے۔ اس کے بعد سکینہؒ کا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا۔ عبداللہ کی مندرجہ ذیل اولاد سکینہ سے ہوئی۔ عثمان جس کو قرین بھی کہتے تھے، حکیم اور ایک لڑکی ربیحہ ہوئی۔ پھر وہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان نے سکینہ سے نکاح کیا۔ زید ان کے پاس فوت ہوئے اور سکینہ نے ان سے وراثت پائی۔"

(۶)

حضرت فاطمہؒ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؒ کے ساتھ ہوا

یہ اس نوعیت کا چھٹا رشتہ ہے جو خاندان بنی ہاشم کا حضرت عثمانؓ کے قبیلہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کی تشریح و توضیح مندرجہ ذیل عبارات میں پیش کی جاتی ہے، بغور ملاحظہ فرما دیں۔

طبقاتِ ابن سعد میں مذکور ہے کہ:

"...... تزوجها (فاطمة) ابن عمها حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ فولدت له عبدالله (المحض) و ابراهیم وحسنا و زینبؓ ثم مات عنها فخلف علیها عبدالله بن عمروؓ بن عثمانؓ بن عفان زوجها اياه ابنها عبدالله بن حسن بامرها فولدت له القاسم و محمد وهو الديباج سمّی بذالك لجماله و رقیة بنی عبدالله بن عمرو"

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ہشتم، ص ۳۴۷-۳۴۸ - طبع لیدن، تذکرہ فاطمہ بنت حسینؓ۔

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۴، ص ۱۱۴

(۳) کتاب المحبّر لابی جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی، ص ۴۰۴ - طبع حیدر آباد دکن۔

(۴) کتاب الجرح والتعدیل لابی حاتم الرازی، جلد ثالث القسم الثانی، ص ۳۰۱ - طبع حیدر آباد دکن۔

(۵) المعارف لابن قُتیبہ دینوری، ص ۹۳ - طبع مصر۔

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ:

—— فاطمہ دخترِ حسینؓ کے ساتھ ان کے چچا زاد برادر حسن بن حسن (مثنیٰ) نے نکاح کیا۔ اس سے حضرت عبداللہ محض۔ حضرت ابراہیم، حضرت حسن، حضرت زینب اولاد پیدا ہوئے۔ پھر حضرت حسن فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا عثمانؓ بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ فاطمہ کا نکاح ہوا۔ فاطمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعہ نکاح کی اجازت دی عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے ایک لڑکی مسماۃ رقیہ اور دو لڑکے ایک قاسم دوسرے محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو ان کے حسن وجمال کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔"

یاد رہے کہ فاطمہ بنت حسین کی والدہ کا نام ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تھا۔

اس رشتہ کو شیعہ علماء نے مندرجہ ذیل مقامات میں درج کیا ہے۔

—— ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

وامّہ فاطمۃ بنت الحسین کان عبد اللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عثمان تزوّجہا بعد وفات الحسن بن علی بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب۔

(۱) مقاتل الطالبین، ص ۷۶، طبع ایران، تذکرہ محمد مذکور۔

(۲) التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۵۵، تحت ذکر خلافت عثمانؓ بن عفان۔

(۳) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، طبع بیروت، ص ۶۷۵ جلد سوم، تحت عبارت نکحنا وأنکحنا فعل الاکفاء الخ

(۴) — حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب المقصد الثانی فی عقب حسن المثنیؒ۔

(۵) ناسخ التواریخ، جلد ششم از کتاب دوم، طبع قدیم، ص ۴۳۵ میں درج کیا ہے کہ:

"۔ ۔ ۔ وبعد از حسن مثنیؒ فاطمہ بحبالۂ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان در آمد۔"

مندرجہ شیعی حوالہ جات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

... فاطمہ دختر حسینؓ، حسن مثنیؒ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔

اُمید ہے کہ قلبی اطمینان کے لیے اسی قدر حوالہ جات فریقین کی کتابوں سے کافی متصوّر ہوں گے۔

★

(۷)

سیّدنا حسنؓ کی پوتی (اُمّ القاسم) حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن اَبان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھی

یہ ساتواں رشتہ فاضل مُصعب زُبیری نے اپنی کتاب "نسبِ قریش" جلد ثانی، صفحہ ۵۳ میں بعبارتِ ذیل نقل کیا ہے۔ اور ابن حزم اور ابو جعفر بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے:-

وکانت امّ القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مروان بن ابان بن عثمانؓ بن عفان فولدت لہ محمد بن مروان ثم خلف علیہا حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب فتوفیت عندہ ولیس لہما منہ ولد۔

(۱) کتاب نسب قریش، ص ۵۳، الجزء الثانی لمصعب الزبیری۔

(۲) جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، ج ۱، ص ۸۵

(۳) کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی، ص ۴۳۸۔

مطلب یہ ہے کہ سیّدنا امام حسنؓ کی پوتی ام القاسم بنت الحسن بن الحسن کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے مسمّٰی مروان بن ابان بن عثمانؓ بن عفانؓ کے ساتھ ہُوا ان سے ایک لڑکا محمد پیدا ہُوا۔ اس کے بعد امّ القاسم کا نکاح حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطّلب سے ہُوا۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور امّ القاسم کا انتقال حسین بن عبد اللہ مذکور کے پاس ہُوا۔

تنبیہ

(رشتہ داری کے اثرات)

——— خاندان بنی اُمیّہ اور خاندانِ بنی ہاشم کے درمیان بہت سے رشتے اسلامی تاریخ میں پائے جاتے ہیں بعض رشتے اسلام سے قبل کے ہیں اور بعض رشتے بعد از اسلام کے ہیں۔ لیکن ہم ان تمام کو جمع کرنے کے درپے نہیں ہوئے۔

ہم نے صرف چند رشتے فی الحال ذکر کر دیئے ہیں جن میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت براہِ راست پائی جاتی ہے۔

یہ سب رشتے خاندانِ بنی ہاشم نے برضا و رغبت دیئے اور خاندانِ حضرت عثمانؓ نے بخوشی لیے تھے۔ یہاں جبر و اکراہ کو کچھ دخل نہیں۔ اُمِّ حکیم بیضاء بنت عبد المطلب کے رشتہ کے ماسوا سب بعد از اسلام کے نسبی روابط ہیں۔

——— مُنصف طبائع اور انصاف پسند حضرات اب اپنی فہم فراست کے موافق غور و خوض فرما سکتے ہیں کہ

(۱) ——— حضرت عثمانؓ بن عفّان اور ان کا خاندان اچھا قبیلہ ہے اور بہتر خاندان ہے؟ یا بُرا ہے؟ آیا قابلِ تعریف و تحسین ہے؟ یا قابلِ نفرت و مذمّت ہے؟؟

(۲) ——— حضرت عثمانؓ کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ کے ساتھ کچھ حسبی و نسبی تعلق ہے؟ یا حضرت عثمانؓ بیگانہ تھے؟

(۳) ——— آیا حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کو خلافت وغیرہ کے مسائل میں عداوت و خصومت تھی؟ یا ان معاملات میں اتّحاد و اتفاق تھا؟؟؟

(۴) ——— بالفرض اگر حضرت عثمانؓ اور ان کا خاندان بُرا ہے اور قابلِ نفرت

ومذمت ہے اور حضرت عثمانؓ نبیؐ و علیؓ کے لیے بیگانہ تھے۔ اور مسئلہ خلافت میں ان کی باہمی خصومت و عداوت تھی۔

تو سوال یہ ہے حضرت علیؓ کے خاندان نے اور اولادِ علیؓ نے یہ خاندانی عداوتیں اور یہ نسلی خصومتیں اور قبائلی عصبیتیں کیسے جلد ختم کر ڈالیں؟ باپ دادا کے سب منافشات کیسے یکسر فراموش کر دیئے؟ اور ایسے لوگوں کو اپنے رشتے ناتے دینے کیسے گوارا کر لیے؟ اور ایک نہیں متعدد رشتے کس طرح دے دیئے؟

اصل گزارش یہ ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ علوی، حسنی، حسینی، ہاشمی رشتوں کا خاندان عثمانی کو دیا جانا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ان حضرات کے اکابر کے درمیان نہ عداوت تھی نہ بغاوت تھی نہ خاندانی خصومت تھی اور نہ قبائلی عصبیت تھی۔ نہ لڑائی تھی، نہ نفرت تھی۔ یہ سب حضرات آپس میں متفق و متحد تھے اور باہم شفیق و مہربان تھے۔

——— لیکن چالاک اور عیار راویوں نے زیبِ داستان کے لیے گوناگوں قسم کے قصے تراش دیئے اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے کے لیے اس قسم کی چیزیں نشر کر دیں، جن میں ان ہر دو خاندانوں کے مابین پرخاش نظر آئے اور قبائلی عصبیتیں نمایاں طور پر معلوم ہوں۔

ہم نے اہلِ فہم و فکر حضرات کے سامنے دونوں خانوادوں کے بعض نسبی تعلقات سامنے رکھ دیئے ہیں اور دعوتِ غور و فکر دے دی ہے۔ منصف مزاج حضرات کے لیے بہترین نتائج پر پہنچنے کے لیے اب کوئی دقت نہ ہو گی۔ (انشاء اللہ العزیز)

باب دوم

مسئلہ بیعت

——باب اوّل میں دونوں خانوادوں کے درمیان نسبی روابط بیان کیے گئے ہیں اس کے بعد باب دوم میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ بیعتِ خلافت کا مسئلہ درج کیا جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے جس طرح حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ بخوشی و رضا بعجلہ بیعتِ خلافت کی تھی، ٹھیک اسی طرح حضرت سیدنا عثمانؓ کے ساتھ بھی حضرت علیؓ نے بغیر جبر و اکراہ کے بیعت کی تھی۔

چنانچہ اس موقعہ کے واقعات کو محدثین و مورخین نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آخری اوقات میں صحابہ کرام میں سے چھ آدمیوں کو منتخب کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ فرمایا کہ ان حضرات میں سے جس شخص پہ اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفۃ المسلمین تجویز کر لیا جائے۔

پھر ان میں سے حضرت طلحہؓ نے اپنا اختیار یا اپنی رائے حضرت عثمانؓ کو دے دی۔ اور حضرت زبیرؓ نے اپنی رائے حضرت علیؓ کے حق میں دے دی۔ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اپنا حقِ اختیار حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے فرمایا کہ میں اپنے لیے خلافت نہیں چاہتا لہٰذا یہ معاملہ میرے سپرد کیجیے۔

اب صورتِ حال حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان محدود ہو گئی۔ حضرت

عبدالرحمٰن بن عوف رضی نے ضروری جستجو اور اہم غور و فکر اور دونوں بزرگوں سے گفت و شنید کے بعد مسجد نبوی میں صحابہ کرام و دیگر عوام مسلمین کے اجتماع میں ایک مؤثر تقریر کرنے کے بعد حضرت عثمان رض کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد حضرت علی رض نے بیعت کی اور تمام حاضرین نے بیعت کر لی۔ کسی نزاع و اختلاف کے بغیر یہ اہم مرحلہ طے ہو گیا۔

بہت سے علماء نے بیعت ہذا کے واقعہ کو اپنے اپنے موقعہ پر درج کیا ہے چند ایک حوالہ جات ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے:

(۱) . . . . عن سلمۃ بن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن ابیہ قَالَ اَوّلُ مَنْ بَایَعَ لِعُثْمَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔

(طبقات ابن سعد، ذکر بیعۃ عثمان، جلد ثالث، ص ۴۲، طبع لیدن)

(۲) المصنف لعبد الرزاق میں بہ الفاظ ذیل یہ مسئلہ درج ہے۔

. . . . فمسح علی یدہٖ فبایعہٗ ثم بایعہ الناس ثم بایعہ علی رض

(المصنف مذکور، جلد پنجم، ص ۴۷۸ طبع اول بیروتی)

(۳) . . . . حدثنی عمر بن عمیرۃ بن ھنی مولی عمر بن الخطاب عن ابیہ عن جدہٖ قَالَ اَنَا رَاَیْتُ عَلِیًّا بَایَعَ عُثْمَانَ اَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ تَابَعَ النَّاسُ فَبَایَعُوْا ۔ (بخاری شریف جلد اول، ص ۵۲۵ باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان)

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۳، ذکر بیعۃ عثمان رض

(۲) طبقات ابن سعد جلد ثالث تذکرہ عمر رض ص ۲۴۵ / ۲۴۳ طبع لیدن

(۳) کتاب التمہید والبیان، ص ۱۱۱، الباب الثالث۔ طبع بیروت، لبنان۔

(۴) ———— بخاری شریف میں یہ واقعہ بالفاظِ ذیل مندرج ہے:۔
عبدالرحمٰن بن عوف نے جب دونوں حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ سے پختہ عہد وپیمان لے لیا تو فرمایا:

ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علیؓ وولج اھل الدار فبایعوہ۔

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۲۵۔ باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان)

علامہ بیہقیؒ نے کتاب قتال اہل البغی کے تحت سُنن کُبریٰ، جلد ہشتم میں ذکر کیا ہے:۔

(۵) ———— ...... فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ لہ علی رضی اللہ عنہما وولج اھل الدار فبایعوہ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ثامن، ص ۱۵۰-۱۵۱۔ طبع حیدر آباد دکن باب من جعل الامر شوریٰ بین المستصلحین لہ۔ کتاب قتال اہل البغی)

(۶) ———— حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ جلد سابع تحت سنۃ اربع وعشرین (۲۴ھ) واقعہ بیعت ذکر کیا ہے ...... وجاء الیہ الناس یبایعونہ وبایعہ علی بن ابی طالب اولاً ویقال آخراً۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷، تحت سنۃ ۲۴ھ)

حوالہ جات ہٰذا کا خلاصہ یہ ہے کہ
جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دونوں حضرات (عثمانؓ بن عفان وعلیؓ بن ابی طالب) سے عہد وپیمان لے لیا تو حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ بیعت لینے کے لیے ہاتھ بڑھائیے پہلے عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔ پھر تمام حاضرین نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی۔ اگرچہ بعض روایات کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر منقول ہے لیکن

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت علیؓ سمیت سب حضرات نے اس مجلس میں حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی تھی۔

(۷)۔۔۔۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ الحرانی نے منہاج السنۃ، جلد ثالث میں اس مسئلہ کے متعلق امام احمدؒ بن حنبل کا بیان ذکر کیا ہے وہ ناظرین کرام کے معلومات میں اضافہ کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

قال الامام احمد بن حنبلؒ لم یتفق الناس علیٰ بیعۃ کما اتفقوا علیٰ بیعۃ عثمانؓ ولاہ المسلمون بعد تشاورھم ثلاثۃ ایام وھم مؤتلفون متفقون متحابون متوادون معتصمون بحبل اللہ جمیعاً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فلم یعدلوا بعثمان غیرہ کما اخبر بذالک عبد الرحمٰنؓ بن عوفؓ ۔ الخ

(منہاج السنۃ لابن تیمیہؒ، جلد ثالث، ص ۲۳۳-۲۳۴ تحت الخلاف الثامن فی امرۃ الشوریٰ)

یعنی امام احمدؒ نے فرمایا کہ جس طرح بیعتِ عثمانؓ پر لوگوں نے اتفاق کر لیا اس طرح کسی بیعت پر اتفاق نہیں ہوا۔ اہلِ اسلام نے تین روز کی باہم مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کو اپنا والی و حاکم تسلیم کیا۔ اس مسئلہ (یعنی خلافتِ عثمانی پر) مسلمان متفق و متحد ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں محبت و دوستی کے ساتھ اللہ کے دین کی رسی کو مجتمع ہو کر مضبوط پکڑ لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کسی دوسرے شخص کو عثمانؓ کے برابر نہ تجویز کیا جیسا کہ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے (اپنے فیصلہ میں) اس چیز کی خبر دی"

(۸)۔۔۔۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؓ کے بیعت کرنے کو حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ فی تمییز الصحابہؓ" میں اور ابن اثیر الجزری نے "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہؓ" (تذکرہ عثمانؓ بن عفان) میں ذکر کیا ہے۔ اختصار کی بنا پر صرف حوالہ

کا ماخذ بیان کر دینا کافی سمجھا ہے۔ تذکرہ عثمانی کی طرف رجوع فرمالیں۔

مسئلہ ہذا کی تائید از کتبِ شیعہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی بیعت حضرت سیّدنا عثمانؓ کے ساتھ شیعہ بزرگوں کے ہاں مسلمات میں سے ہے، مختلف فیہ مسائل میں سے نہیں لیکن ان بزرگوں کے نزدیک جیسے حضرت ابوبکر الصدّیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ بیعت مجبوری کے طور پر ہوئی تھی اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی حضرت علیؓ کی بیعت مقہوری کے طور پر ہوئی۔ یہ ان حضرات کا دیرینہ شیوہ ہے کہ حضرت شیرِ خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ہر کردار اور ہر عمل کو مجبوری و مقہوری کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ اور ہر واقعہ کے لیے ایسی روایات مجوّز فرمایا کرتے ہیں کہ جن میں شیرِ خدا کی بیچارگی و بے بسی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ چیز بندہ اپنی جانب سے نہیں عرض کر رہا بلکہ شیعہ کتب کے ہر مطالعہ کرنے والے منصف مزاج پر یہ بات واضح ہے۔

مختصر یہ ہے کہ شیعہ کے سب بزرگوں نے اس بیعت کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی طرز و طریق کے ساتھ جس طرح ہم سابقاً عرض کر چکے ہیں۔

سردست ہم مندرجہ ذیل چند شیعی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں جن میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے ساتھ بیعتِ خلافت کرنا بالتصریح مذکور ہے۔

(۱)

شیخ الطائفہ شیخ ابوجعفر الطوسی (محمد بن حسن بن علی) المتوفی ۴۶۰ھ نے اپنی مستند کتاب "امالی" مجلد ثانی (الجزء ثامن عشر) میں واقعہ بیعت خلافت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ :-

..... ثُمَّ قُتِلَ جَعَلَنِي سَادِسَ سِتَّةٍ فَدَخَلْتُ حَيْثُ اَدْخَلَنِي وَكَرِهْتُ اَنْ اُفَرِّقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَشُقَّ عَصَاهُمْ فَبَايَعْتُمْ عُثْمَانَ فَبَايَعْتُهُ الخ۔

"یعنی جب عمرؓ بن الخطاب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے چھ منتخب آدمیوں میں مجھے چھٹا آدمی مقرر کیا تو میں ان کے شامل کرنے پر ان میں شریک ہو گیا۔ اور میں نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کو ناپسند کیا اور اتفاق کی لاٹھی کو توڑ ڈالنا مکروہ جانا پس تم لوگوں نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی میں نے بھی عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی۔

(امالی الشیخ الطوسی، ص ۱۲۱، مجلد ثانی (جزء ثامن عشر) مطبوعہ "مطبع النعمان" نجف اشرف، عراق۔ سن طباعت ۱۳۸۴ھ و ۱۹۶۴ء)

(۲)

ابن ابی الحدید شیعی معتزلی مدائنی المتوفی ۶۵۶ھ نے اپنی "شرح نہج البلاغۃ" میں بالفاظ ذیل اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اور اپنی مخصوص تدبیر کی صورت میں تحریر کیا ہے۔

قال عبدالرحمٰن بن عوف لعلی بایع اذن والا کنت متبعا غیر سبیل المؤمنین وانفذنا فیک ما امرنا به فقال لقد علمتم اَنِّی اَحَقُّ بِهَا مِنْ غَیْرِی ...... ثُمَّ مَدَّ یَدَهٗ فَبَایَعَ۔

(۱) شرح نہج البلاغۃ حدیدی، جلد ثانی، ج ۲، ص ۹۷۔ طبع بیروت تحت کلامہ علیہ السلام لما عزموا علی بیعت عثمانؓ۔

(۲)۔۔۔ ناسخ التواریخ از لسان الملک مرزا محمد تقی، جلد دوم
از کتاب دوم ص ۹ ۴ ۴ طبع قدیم ایران۔ تحت
بحث بیعت با عثمان بن عفان۔

یعنی عبد الرحمن بن عوف نے علی المرتضیٰ سے کہا کہ اس وقت بیعت کیجیے ورنہ آپ مومنوں کے راستہ پر چلنے والے نہیں ہوں گے اور آپ کے حق میں ہم وہی حکم نافذ کریں گے جس کے ہم مامور ہیں تو علی بن ابی طالب نے کہا کہ تم بیقین سے جانتے ہو کہ کسی دوسرے شخص سے خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ . . . . پھر اپنا ہاتھ پھیلایا اور عثمانؓ سے بیعت کی۔

(۳)

اور دوسرے مقام میں اسی شرح حدیدی میں (من کلام لہ علیہ السلام فی وقت الشوریٰ) کے عنوان کے ذیل میں متن (لن یسرع احد قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم الخ) کے تحت اس مسئلہ کی طویل بحث کی ہے اپنے پسندیدہ اندازِ گفتگو میں تحریر کیا ہے:

فَقَامُوْا اِلٰی عَلِیٍّ فَقَالُوْا قُمْ فَبَایِعْ عُثْمَانَ قَالَ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالُوْا نُجَاهِدُكَ قَالَ فَمَشٰی اِلٰی عُثْمَانَ حَتّٰی بَایَعَهٗ۔ الخ

(۳)۔۔۔ حدیدی شرح نہج البلاغۃ، جلد ۲، ص ۹۱۷۔
طبع بیروت، بحث فی شان الشوریٰ ومبایعتہ لعثمان۔

مندرجہ بالا کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ کو مجبور کر کے کہا: اٹھو حضرت عثمانؓ سے بیعت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے جہاد کریں گے تو اس صورت میں حضرت علیؓ اٹھے اور عثمانؓ کے پاس جا کر بیعت کی۔"

دُوسری گذارش

شیعہ کے ہاں حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہج البلاغۃ میں انتخابِ خلیفہ اور امام المسلمین کے تجویز کرنے کے لیے قاعدہ اور ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے اعتبار سے بھی حضرت عثمانؓ کا خلیفہ منتخب ہونا بالکل درست ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: انّما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجلٍ وسمّوہ اماماً کان ذالک للّٰہ رضیً۔

(نہج البلاغۃ، جلد ثانی، ص۷۔ طبع مصری)

یعنی خلافت کے مشورہ کا حق و اختیار صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ اگر مہاجر و انصار ایک شخص پہ مجتمع ہو کر اس کو امام نامزد کریں تو وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ امام ہو گا۔"

مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ

(۱) ــــــ ایک تو یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی تھی اور مہاجرین و انصار و دیگر مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو کر بیعت کی تھی۔

(۲) ــــــ دوسرا یہ کہ یہ بیعت درست تھی۔ انتخابِ خلیفہ کے ضابطہ کے مطابق تھی۔ اصل مشورہ کا اختیار اور حق اکابر مہاجرین و انصار کو تھا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو تجویز کیا اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے منظور کر لیا۔ فلہٰذا خلافتِ عثمانی کی صحت اور درستگی میں کوئی اشتباہ نہ رہا اور اس کی حقانیت و صداقت مسلّم ثابت ہوئی۔

(۳) ــــــ تیسرا مرتضوی فرمانِ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ خلفاء حضرات کی خلافت انتخاب و مشورہ سے قائم ہوئی تھی خدا کی طرف سے کسی نص پر مبنی نہیں تھی۔

کلام ہٰذا الزامی نہیں ہے

اس کے بعد ناظرین یاد رکھیں کہ حضرت علیؓ کا یہ کلام (جس میں ضابطۂ انتخاب بیان کیا گیا ہے) حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ تحقیقی مقولہ ہے، اس کلام کے الزامی ہونے پر کوئی لفظ (مثلاً لکم و عندکم وغیرہ وغیرہ) بطور قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کے الزامی ہونے کے خلاف اس میں لفظ انما مستقل قرینہ ہے جو اس کلام کا تحقیقی و تاکیدی ہونا ثابت کرتا ہے۔

اور کسی خارجی کتاب کی عبارت ساتھ ملا کر ان کلمات کو الزامی قرار دینا سراسر تکلف بارد ہے اور توجیہ القول بما لا یرید بہ قائلہٗ کا مصداق ہے اور کلامِ مرتضوی میں خواہ مخواہ بے جا تصرف ہے اور عقیدت مندی کے تقاضوں کے برخلاف ہے۔

رفعِ اشتباہ

رطب و یابس جمع کرنے والے بعض مؤرخین نے حضرت سیدنا عثمانؓ کی بیعت کے موقعہ پر حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی طرف ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جن سے ان حضرات (علیؓ، عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ) کی باہم سوءِ ظنی اور بے اعتمادی بلکہ آپس میں چپقلش نظر آتی ہے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے حق میں حضرت علیؓ کا سخت کلامی کرنا اور ان کو دھوکہ باز اور فریب دہندہ کہنا وغیرہ وغیرہ پایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختصراً تحریر ہے کہ:

(۱)

علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب البدایہ جلد سابع تحت سنۃ ۲۴ھ (اربع و عشرین) میں اس موقعہ کی رطب و یابس قسم کی روایات پر خوب نقد کیا ہے فرماتے ہیں

کہ اس نوع کی مرویات ایسے لوگوں سے منقول ہیں کہ رِجَالٌ لَا یُعْرَفُوْنَ (یعنی یہ ایسے راوی ہیں کہ رجال وتراجم کی کتابوں میں ان کا تذکرہ دستیاب ہی نہیں ہوتا اور ان کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیسے بزرگ تھے ؟

اور اس بحث کے اختتام میں لکھا ہے کہ الاخبار المخالفۃ لما ثبت فی الصحاح فھی مردودۃ علیٰ قائلیھا وناقلیھا۔

یعنی صحیح روایات کے خلاف جو روایات بھی منقول ہیں وہ ان کے قائلین وناقلین پر رد کر دینے کے قابل ہیں اور غیر مقبول ہیں۔ ان کا کوئی وزن نہیں۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷)

(۲)

دوسری گذارش یہ ہے، حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد بیعت کے مسئلہ کے لیے اکابر صحابہؓ خصوصاً اہلِ شوریٰ حضرات میں موقعہ بموقعہ مشورہ کی مجالس منعقد ہوئیں ان میں باہم اس مقصد پر مذاکرات ہوتے وہ اکابر علماء نے نقل کیے ہیں وہ منقولات ان مناقشہ نما روایات کی تردید وتغلیط کرتی ہیں۔ لہٰذا مخالفت انگیز ومناقشہ خیز روایات کو (جنہیں منکر کہا جاتا ہے) ناقابلِ اعتماد سمجھا جائے گا۔ اور معروف مرویات پر اعتماد کیا جائے گا۔ اس مقام کی معروف روایات میں سے ایک روایت ہم یہاں بطور نمونہ نقل کرتے ہیں جس کو علامہ سفارینی حنبلی نے "عقیدۃ السفارینی" میں اس بحث کے تحت نقل کیا ہے۔ اور مشہور مؤرخ ابن خلدون نے بحث بیعت کے مقام میں اس کو درج کیا ہے :

"۔ ۔ ۔ ۔ وکانت مبایعتہ بعد موت عمرؓ بثلاث لیالٍ وکان عبدالرحمٰن بن عوف قبل ان یتخلّی عنھا احدٌ فقد خلا بعثمانؓ فقال لہٗ فان لم ابایعک فمن تشیر علیّ ؟ قال علیٌّ وقال لعلیٍّؓ ان لم

نبایعک فمن تشیر علیّ؟ قال عثمان ثم دعا الزبیر فقال ان لم
نبایعک فمن تشیر علیّ؟ قال علیؓ او عثمانؓ الخ

(۱) تاریخ ابن خلدون جلد ثانی ص ۴۹۶ بحث مقتل عمرؓ
وامر الشوریٰ وبیعۃ عثمانؓ طبع بیروت لبنان۔

(۲) "لوائح الانوار البہیۃ" المعروف بعقیدۃ السفارینی
للشیخ محمد بن احمد السفارینی جلد ۲، ص ۱۳۱، بحث
مذکور، مطبوعہ مصر۔ سن طباعت ۱۳۲۴ھ

حاصل یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد تین یوم کے اندر حضرت عثمانؓ سے بیعتِ خلافت کی گئی۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عثمانؓ کو خلوت میں جا کر ان سے کہا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ دوسرے کس شخص کے حق میں مشورہ دیتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ پھر علیؓ بن ابی طالب کے حق میں مشورہ دیتا ہوں۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے الگ ہو کر عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے مشورہ طلب کیا کہ اگر ہم آپ سے بیعت نہ کریں تو کس شخص کے حق میں آپ کی رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی جائے، پھر عبدالرحمٰن نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو بلا کر دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو زبیرؓ نے کہا کہ علیؓ یا عثمانؓ سے بیعت کی جائے۔"

خلاصہ

- یہ ہے کہ فریقین کے حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں اکابرین سیدنا عثمانؓ و سیدنا علیؓ کے درمیان مسئلہ خلافت خوش اسلوبی سے طے ہو گیا تھا۔ اس

موقع پر کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہوئی، کوئی فتنہ وفساد نہیں ہوا۔

- اور کسی واقعہ پر رائے زنی کرنا اہل فہم وفکر کے نزدیک کوئی قبیح امر نہیں اور کسی چیز کے متعلق اظہارِ خیالات کرنا عقلمندوں کے ہاں کوئی جرم نہیں بلکہ اس کو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ بس اسی قدر واقعات پیش ہوئے اور انہی حدود کے اندر اندر بیعتِ عثمانی کا مسئلہ اتمام پذیر ہو گیا تھا۔
- مسئلہ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی انقباض واقع نہیں ہوا اور کسی قسم کی روگردانی نہیں پائی گئی۔ واقعہ ہٰذا سے پہلے یہ حضرات جس طرح باہم متفق تھے اس کے بعد بھی اسی طرح ان کے بہترین تعلقات قائم رہے۔ عثمانی دور کے تمام ایام میں (جو بارہ یوم کم بارہ سال تھے) حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے ساتھ امورِ خلافت میں معاون ومددگار رہے۔

یہ سب چیزیں صاف بتلاتی ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورینؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی بیعت شرحِ صدر کے ساتھ واقع ہوئی تھی، کسی مجبوری ومقہوری کے تحت نہیں ہوئی تھی۔

- نیز یہ چیز بھی فریقین کے بیانات سے واضح ہوتی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا عثمانؓ کے درمیان قبائلی تعصب اور خاندانی گروہ بندی ہرگز نہ تھی اور نہ ہی یہ مسائل نسلی عصبیت کے زاویۂ نگاہ سے طے کیے جاتے تھے۔

★

باب سوم

اس باب میں سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ مختلف نوعیت کے روابط نیز فضائل ومناقب اور تعلقات ذکر کیے جائیں گے جو سیدنا علی المرتضیٰؓ کی زبانِ مبارک سے منقول ہیں یا دیگر ہاشمیوں نے بیان کیے ہیں۔ آخر بحث میں شیعہ حضرات کی معتبر کتب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کی چند چیزیں نقل کی جائیں گی۔

—— اس نوع کی ایک ایک فضیلت مستقل عنوان کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں اس چیز کی دعوتِ فکر موجود ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا عثمانؓ ذوالنورین کو کیا کچھ سمجھتے تھے؟ کس مقام پر فائز الاحترام خیال فرماتے تھے؟ ان بزرگوں کا باہم رشتہ عقیدت کس درجہ مضبوط تھا؟ اور تعلقِ مودت کس طرح مربوط تھا؟

یہ تمام عنوانات ان مندرجات میں حقیقتہً موجود ہیں منصفانہ غور وخوض کی ضرورت ہے! واقعات کی شکل میں حقائق پیشِ خدمت ہیں، تدبر فرما دیں۔

—— ہر فضیلت کے بعد نتائج ذکر کرنے کے بجائے آخر بحث میں یکجا تجزیات تحریر کیے جائیں گے جو نہایت قابلِ التفات ہونگے اور انہیں بنظرِ غائر ملاحظہ کرنا مفید ہوگا۔

(۱)

حضرت علیؓ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمانؓ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد

۔۔۔ جب حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کے ساتھ نکاح ہوا اس کی ضروری تفصیلات "حصہ صدیقی" میں (بحث نکاح ہذا) کے تحت قبل ازیں درج کر دی گئی ہیں۔ اب یہاں صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی کے لیے جو سامان خرید کیا گیا یا اس موقع کی دیگر ضروریات مہیا کی گئی تھیں وہ تمام زر نقدی حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً و ہبۃً عنایت فرمائی تھی اور انہوں نے بخوشی قبول کر لی تھی پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جب عثمانی ہدیہ کی خبر پہنچائی گئی تو نبی کریمؐ نے حضرت عثمانؓ کو بہت بہت دعائیں دیں۔

سُنّی و شیعہ کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

اختصاراً صرف چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

شرح مواہب اللدنیہ سے

مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی جلد ثانی بحث تزویج علیؓ میں منقول ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی و نکاح کی ضروریات پورا کرنے کے لیے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ:

فبعها (الدرع) فبعتها من عثمان بن عفان باربعمائۃ وثمانین درهماً ثم ان عثمانؓ ردّ الدرع الى علیؓ فجاء بالدرع والدراهم الى المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان بدعوات۔ الخ

(زرقانی علی المواہب، ج ۲ ص ۳ - بحث تزویج علی بفاطمہ
طبع مصر الطبعۃ الاُولیٰ، سن طباعت ۱۳۲۵ھ)

یعنی تو اپنی زرہ کو فروخت کر دے حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زرہ
عثمانؓ بن عفان کو چار سو اسی درہم میں بیچ دی۔
اس کے بعد عثمانؓ بن عفان نے وہ زرہ پھر علیؓ المرتضیٰ کو واپس
کر دی حضرت علیؓ نے زرہ اور دراہم (نقدی) دونوں
چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پیش کر دیں اور عثمانؓ کا یہ
تمام ماجرا بیان کیا تو سرورِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے
حق میں بہت دعائیں فرمائیں۔"

"کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" اور "بحار الانوار" سے

ساتویں صدی ہجری کے شیعہ عالم علی بن عیسیٰ الاربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اوّل (ذکر تزویج علیؓ بفاطمہؓ) میں اور مجلسی نے "بحار الانوار" میں اس واقعہ کو مفصل نقل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالیے۔

قال علی فانطلقت وبعتہ باربع مائۃ دراھم (سود ھجریۃ)
من عثمانؓ بن عفان فلما قبضت الدراھم منہ وقبض الدرع منی قال
یا ابا الحسن الست اولیٰ بالدرع منک؟ وانت اولیٰ بالدراھم منی؟
فقلت بلیٰ! قال فان الدرع ھدیۃ منّی الیک۔ فاخذت الدراھم
والدرع واقبلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرحت
الدرع والدراھم بین یدیہ واخبرتہ بما کان من امر عثمان
فدعا لہ بالخیر۔

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسیٰ الاربلی جلد اوّل ذکر تزویج
علی بفاطمہ ج ۱ ص ۴۸۵ مع ترجمۃ المناقب فارسی طبع جدید طہران)

(۲) بحار الانوار ملا باقر مجلسی، ص ۳۹ - ۴۰، جلد عاشر، باب تزویج فاطمہؓ بعلیؓ۔

"یعنی حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ (حسبِ ہدایتِ نبوی) میں نے جا کر اپنی زرہ عثمانؓ بن عفان کو چار صد درہم کے عوض میں فروخت کر دی۔ جب درہم میں نے وصول کر لیے اور زرہ عثمانؓ بن عفان نے لے لی تو اس کے بعد عثمانؓ فرمانے لگے کہ اے ابن ابی طالب! زرہ اب میری ہو چکی اور دراہم آپ کے ہو چکے؟ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

اس کے بعد عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ زرہ آپ کو میری طرف سے بطورِ ہدیہ و تحفہ پیشِ خدمت ہے۔ تو میں نے دراہم اور زرہ دونوں چیزیں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت اقدس میں لا کر حاضر کر دیں اور عثمانؓ کا میرے ساتھ یہ حسنِ معاملہ بھی بیان کیا تو سردارِ دو جہاںؐ نے عثمانؓ بن عفان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔"

حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے نکاح کا شاہد گواہ ہونا

—— حضرت علی المرتضیٰؓ کے نکاح کے لیے جو مجلس منعقد ہوئی اس میں دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کو بھی مدعو کیا گیا اور نکاح ہٰذا علی المرتضیٰؓ کی تزویج حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہونے کا گواہ اور شاہد قرار دیا گیا۔ فریقین کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

محب الطبری نے ریاض النضرۃ و ذخائر العقبیٰ ہر دو کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

—— سردارِ دو عالم نبی کریم علیہ السلام والتسلیم نے حضرت انسؓ کو فرمایا کہ

اُخْرُجْ اُدْعُ لِی اَبَا بَکْرٍؓ وَ عُمَرَؓ وَ عُثْمَانَؓ وَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِؓ بْنَ عَوْفٍ وَ سَعْدًاؓ

ابی وقاصؓ وطلحۃؓ والزبیرؓ وبعدۃٍ من الانصارؓ قال فدعوتھم فلما اجتمعوا عندہٗ کلھم واخذوا مجالسھم...... ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اَمرنی اَنْ اُزَوِّجَ فاطمۃ...... من علی بن ابی طالبؓ فاشھدوا اَنّی قد زَوَّجْتُہٗ

(۱) ریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، ص ۲۴۱، ج ۲، باب تزویج فاطمہؓ من علیؓ۔

(۲) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للمحب الطبری، ص ۳۰ باب تزویج فاطمہ۔

حاصل یہ ہے کہ

"انسؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و عبدالرحمٰنؓ و سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو اور چند آدمی انصار سے بلا لاؤ۔ حضرت انسؓ ان تمام حضرات کو بلا لائے جب یہ سب حضرات حاضر خدمت ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں پس تم لوگ اس چیز کے گواہ اور شاہد ہو جاؤ کہ میں نے علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کر دیا۔ اور چار سو مثقال مہر مقرر کر دیا ہے" الخ

—— اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی اپنی عمدہ تصانیف میں قریباً اسی طرح نقل کیا ہے۔ اختصارِ عبارت کے ساتھ اس کو درج کیا جاتا ہے ملاحظہ فرما دیں "کشف الغمہ" میں علی بن عیسیٰ اربلی ذکر کرتے ہیں کہ:

ـــــ عن انس قال کنت عند النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم .... (قال) فانطلق فادع لی ابا بکر و عمر و عثمان و علیاً وطلحۃ والزبیر و بعددھم من الانصار قال فانطلقت فدعوتھم لہ فلما ان اخذوا مجالسھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم .... ثم انی اُشھِدُکُم اَنِّی قَدْ زوّجتُ فاطمۃ من علیؓ علی اربع مائۃ مثقال فضۃٍ۔ الخ

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ لعلی بن عیسیٰ الاربلی المتوفی ۶۸۷ھ جلد اوّل ص ۴۷۱-۴۷۲ ترجمۃ المناقب فارسی۔ باب تزویج فاطمہ۔ طبع جدید طہرانی۔

(۲) المناقب للخوارزمی ص ۲۴۲۔ باب تزویج مذکورہ الفصل العشرون ص ۲۵۲ و ۲۵۳ مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق۔ سن طباعت ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

(۳) بحار الانوار ملا باقر مجلسی جلد عاشر، ج ۱۰ ص ۲۷-۲۸ باب تزویج فاطمہ۔ طبع ایران

خلاصہ یہ ہے کہ:

"انسؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا .... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو اور اتنی تعداد میں انصار کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں چلا گیا اور ان سب حضرات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بلا لایا۔ جب یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو نبی کریم نے ارشاد فرمایا .... میں تم سب حاضرینِ مجلس کو اس بات کا گواہ اور

شاہد قرار دیتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال مہر کے عوض میں فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالبؓ سے کر دیا۔"

(۲)

حضرت عثمانؓ کے مومن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت

——حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ان کی جماعت کے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ آپ کے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ تو میں جواب میں کیا ذکر کر دوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:

—— اخبرھم ان قولی فی عثمان احسن القول ان عثمان کان مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

یعنی فرمایا کہ عثمانؓ کے حق میں میرا بہت عمدہ خیال ہے۔ یقیناً عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ:

"وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر پرہیزگاری کی۔ اور یقین کیا، پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیکوکاری کی، اللہ نیکوکاری کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت علیؓ کا یہ فرمان مندرجہ ذیل کتب میں اپنے اپنے الفاظ میں مذکور ہے اور

مضمون واحد ہے۔

(۱) ــــ "المصنف" لابن ابی شیبہ جلد رابع (قلمی)، ص ۱۰۱۱، سطر ۷۔ باب الجمل، (کتب خانہ، پیر جھنڈا سندھ)

(۲) ــــ کتاب انساب الاشراف للبلاذری۔ باب امر عثمانؓ بن عفان، ج ۵، ص طبع جدید (یروشلم)۔

(۳) ــــ المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۰۴۔ کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مقتل عثمانؓ۔ طبع اوّل دکن۔

(۴) ــــ "الاستیعاب" لابن عبد البر۔ معہ اصابہ، جلد ثالث، ص ۷۲۔ تذکرہ عثمانؓ، طبع مصر۔

(۵) ــــ "کنز العمال" لعلی المتقی الہندی۔ (بحوالہ ابن مردویہ۔ کر) جلد سادس، ص ۳۷۹، باب فضائل ذی النورین عثمانؓ بن عفان۔ روایت ۵۸۷۹۔ طبع اوّل۔

حافظ ابنِ کثیر عماد الدین دمشقی نے اپنی مشہور تصنیف البدایہ والنہایہ جلد سابع میں سیدنا عثمانؓ بن عفان کے حالات کے تحت حضرت علی المرتضیٰؓ کی ایک اور روایت ذکر کی ہے اس میں حضرت عثمانؓ کے چند مزید خصالِ حمیدہ کا بیان ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

وفی روایۃ انہ قال کان عثمان رضی اللہ عنہ خیرنا، واوصلنا للرحم واشدنا حیاءً واحسننا طہوراً، واتقانا للرب عزّ و جلّ" ــــ وفی "الاصابۃ" قال علیؓ کان عثمانؓ اوصلنا للرحم الخ

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۹۴۔ تحت حالات عثمانؓ۔

(۲) الاصابہ معہ استیعاب، ج ۲، ص ۴۵۵۔ تذکرہ عثمانی۔

یعنی علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ عثمانؓ بن عفان ہم میں سے بہترین شخص تھے اور صلۂ رحمی کرنے والے تھے اور زیادہ حیادار اور پاکیزہ تھے۔ اللہ سے بہت

خوف کرنے والے تھے۔"

اس فرمان کی ایک اور روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جیسے ابوالقاسم السہمی المتوفی ۴۲۷ھ نے اپنی تصنیف "تاریخ جرجان" میں حضرت علیؓ سے ذکر کیا ہے۔

"...... فقال لہ علیؓ بابی انت وامی یا رسول اللہ قد کنا عندک جماعۃ فما غطیتہا وجاء عثمان نغطیتہا فقال انی استحیی ممن استحیت منہ الملائکۃ"

(تاریخ جرجان، ص ۳۲۷، تالیف ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

"...... یعنی حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ نے ہماری موجودگی میں پاؤں نہیں ڈھانکے مگر عثمانؓ کے آنے پر آپ نے کپڑا ڈال لیا ہے تو جواب میں فرمایا کہ عثمانؓ سے خدا کے ملائکہ حیا کرتے ہیں، میں بھی اس سے حیا کرتا ہوں۔"

(۴)

حضرت علیؓ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمانؓ کا لقب "ذوالنورین" چند دیگر فضائل کے ساتھ

—— اس مضمون کے اثبات کے لیے یہاں مندرجہ ذیل روایات نقل کی جاتی ہیں۔ ایک نزال بن سبرۃ سے مروی ہے۔ اس کو متعدد علماء نے تخریج کیا ہے دوسری کثیر بن مرۃ سے منقول ہے۔

پہلی روایت

روی ابو الخیثمۃ فی فضائل الصحابۃ من طریق الضحاک عن النزال بن سبرۃ قلنا لعلیؓ حدثنا عن عثمان قال ذاک امرء یدعی فی الملاء الاعلیٰ ذا النورین ۔

(۱) الاصابہ معہ استیعاب ج ۲ ص ۴۵۵ تذکرہ عثمانؓ

واخرج ابو خیثمۃ فی فضائل الصحابۃ وابن عساکر عن علیؓ بن ابی طالب انہ سئل عن عثمانؓ فقال ذاک امرأ یدعی فی الملاء الاعلیٰ ذا النورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتیہ ۔

(۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۰۵ ۔ تذکرہ عثمان بن عفان مطبع مجتبائی دہلی ۔

(۳) کنز العمال، ج ۶ ص ۳۷۳، روایت ۵۸۰۶ ۔ باب فضائل ذی النورین عثمانؓ ۔

خلاصہ روایات یہ ہے کہ نزال بن سبرۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عثمانؓ بن عفان کے مقام کے متعلق بیان فرما دیں تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ وہ شخص ہیں جن کو "ملأ اعلیٰ" (یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت) میں "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں ۔ نبی کریم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں ۔"

دوسری روایت

کثیر بن مرہ ناقل ہے، علی متقی ہندی نے ابن عساکر کے حوالہ سے کنز العمال میں

اس کو ذکر کیا ہے۔

——— عن کثیر بن مرۃ قال سئل علی بن ابی طالب عن عثمان قال نعم یسمٰی فی السماء الرابعۃ ذاالنورین وزوّجہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم واحدۃً بعد واحدۃٍ ثم قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من یشتری بیتًا یزیدہ فی المسجد غفر اللّٰہ لہٗ فاشتراہ عثمان فزادہٗ فی المسجد فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من یبتاع مربد بنی فلان فیجعلہٗ صدقۃً للمسلمین غفر اللّٰہ لہٗ فاشتراہ عثمان فجعلہٗ صدقۃً علی المسلمین فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من یجہّز ھٰذا الجیش یعنی جیش العسرۃ غفر اللّٰہ لہٗ فجھّزھم عثمان حتی لم یفقدوا عقالاً۔

(کنزالعمّال، ج ۶، ص ۳۷۹ (بحوالہ ابن عساکر) روایت ۵۸۷۵ باب فضائل ذی النورین عثمانؓ، طباعت اوّل، دکن)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ:

حضرت علی المرتضیٰؓ سے بعض آدمیوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں سوال کیا تو

۱——— آپ نے فرمایا وہ بہترین شخص تھے، چوتھے آسمان پر ان کا نام "ذوالنورین" تحریر کیا گیا۔ اور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں نکاح کر دیں۔

۲——— پھر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرما دیں گے۔ عثمانؓ نے وہ مکان خرید کر مسجد میں ملا دیا۔

۳——— پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمان دیا کہ فلاں قبیلہ کا مربد (یعنی باڑہ) خرید کر

عام مسلمانوں کے لیے جو آدمی وقف کرے گا اُس کے لیے بخشش و مغفرت ہو گی۔ عثمانؓ بن عفان نے وہ مکان خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

۴۔۔۔ پھر حضور علیہ السّلام نے فرمان جاری کیا کہ جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک والے لشکر کے لیے تیاری کا سامان جو شخص پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دینگے، تو عثمانؓ نے پالان کسنے کی رسّی تک سامانِ لشکر مہیا کر دیا۔"

عُلماء کا ایک قول

علّامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء (بحث فضائل عثمانی) میں علماء کا ایک قول نقل کیا ہے ہم بھی ناظرین کے افادہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔ قبل ازیں باب اوّل میں اس کا بعض حصّہ نقل ہو چکا ہے۔

"قال العلماء ولا یعرف احد تزوّج بنتی نبیٍ غیرہ ولذالک سمّی ذا النورین فھو من السابقین الاوّلین واوّل المھاجرین واحد العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ واحد الستّۃ الذین توفی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ واحد الصحابۃ الّذین جمعوا القران، الخ۔"

(تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۱۰۵ طبع مجتبائی دہلی ذکر عثمانؓ)

خلاصہ یہ ہے کہ عُلماء اُمّت فرماتے ہیں:

(۱) ۔۔۔۔۔ کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کے بغیر کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر آئی ہوں، اس وجہ سے ان کا نام ذوالنورینؓ رکھا گیا۔

(۲) ۔۔۔۔۔ عثمانؓ پہلے پہلے ایمان والے مسلمانوں میں سے تھے جنہیں سابقین اوّلین کہا جاتا ہے۔

(۳) ـــــ عثمانؓ اوّلین مہاجرین میں سے تھے (اور دو ہجرتوں کے ثواب حاصل کرنے والوں میں سے تھے)۔

(۴) ـــــ جن دس صحابہ کرامؓ کو جنت کی بشارت مل چکی ہے، ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔

(۵) ـــــ جن چھ آدمیوں سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم راضی رخصت ہوتے ان میں ایک عثمان تھے۔

(۶) ـــــ جن صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید جمع کیا ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن کل الصحابۃ اجمعین۔

(۴)

اُمّت میں مقامِ عثمانؓ کا تعیُّن حضرت علی المرتضیٰؓ کی زبان سے

ـــــ سیّدنا حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کو علّامہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد بن سلیمان بن اشعث سجستانی المتوفی ۳۱۶ھ نے کتاب المصاحف" میں باسند نقل کیا ہے، اس میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ناظرین کرام توجہ فرما دیں۔

...... عن عبد خیر قال خطب علیؓ رضی اللہ عنہ فقال افضل الناس بعد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ وافضلہم بعد ابی بکرؓ عمرؓ، ولو شئت ان اسمّی الثالث لسمّیتہٗ قال فوقع فی نفسی من قولہ ان اسمی الثالث لسمیتہ فاتیتُ

الحسین بن علی فقلت ان امیر المؤمنین خطب فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر۔ وافضلہم بعد ابی بکرؓ عمرؓ۔ ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہٗ فوقع فی نفسی فقال الحسینؓ فقد وقع فی نفسی کما وقع فی نفسک فسألتہٗ فقلت یا امیرَ المؤمنین من الذی لو شئت ان تسمیہ لسمّیتہ؟ قال المذبوح کما تذبح البقرۃ ۔"

(کتاب "المصاحف" لابی بکر عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی ص ۳۵-۳۶ طبع مصر تحت عنوان ماکتب عثمان من المصاحف)

"یعنی عبد خیر ذکر کرتا ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت علیؓ نے خطبہ دے کر فرمایا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ اگر میں تیسرے شخص کا نام ذکر کردوں تو کرسکتا ہوں۔

عبد خیر کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا تیسرا شخص کون ہے؟ یہ چیز میں نے حضرت حسین بن علیؓ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہ بات گزری تھی۔ پھر میں نے امیر المؤمنین علیؓ سے خود دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے ذبح کر ڈالا جیسے گائے ذبح کی جاتی ہے۔ (یعنی افضلیت میں تیسرے شخص عثمان ہیں جن کو باغیوں نے وحشت ناک کیفیت سے شہید کر دیا)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصحابۃ اجمعین۔

(۵)

دینِ عثمانؓ کا مقام
علی المرتضیٰؓ کی نظروں میں

——— گذشتہ مسئلہ میں حضرت علیؓ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی زبانی حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا مقام تمام اُمّت میں تیسرے نمبر پر مذکور ہوا۔

اب یہ امر نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دین کی اہمیت حضرت علیؓ کے قلب میں کیا تھی؟ اور حضرت عثمانؓ کے اسلام کو وہ کس قدر وزنی شمار کرتے تھے؟

——— ابن عبدالبر نے الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (تذکرہ عثمانی) میں یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"...... قال علیؓ رضی اللہ عنہ من تبرّأ من دینِ عثمانؓ فقد تبرّأ من الایمان"

(الاستیعاب معہ اصابہ، ج ۳، ص ۷۹۔ تذکرہ حضرت عثمانؓ)

"یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے دین سے تبرّی و بیزاری اختیار کی یقیناً وہ اپنے ایمان و اسلام سے بری ہوگیا۔"

مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بیانات کے ذریعہ یہ مسئلہ فیصلہ شدہ ہے کہ جو آدمی حضرت عثمانؓ کو ایماندار نہیں جانتا وہ خود ایماندار نہیں۔ جو حضرت عثمانؓ سے بیزار ہوگا وہ دینِ اسلام سے بیزار ہوگا۔

(۶)

حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے متعلق سابق الخیرات اور غیر معذب ہونے اور جنتی ہونے کی گواہی

ذیل میں مرویاتِ مرتضوی نقل کی جاتی ہیں جن میں مندرجہ مسائل درج ہیں۔

(۱) علامہ البلاذری نے اپنی مشہور تصنیف انساب الاشراف جلد خامس، باب امر عثمانؓ میں باسند نقل کیا ہے۔

"...... عن ابی سعید اخی محمد بن زیاد قال قال علیؓ انا و اللہ علی اثر الذی اتی به عثمان لقد سبقت لهٗ فی اللہ سوابق لا یعذب به بعدها ابداً"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵ ص ۹، طبع یروشلم)

"یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اسی نقش قدم پر چل رہا ہوں جس پر عثمانؓ آ رہے تھے۔ اللہ کے دین کے معاملہ میں انہیں (خیرات و حسنات میں) سبقتیں حاصل ہیں جن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۲) ــــ علی متقی ہندی نے کنز العمال میں متعدد باسند علماء کے حوالہ سے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:-

ــــ عن ابی سعید مولیٰ قدامة بن مظعون قال قال علیؓ وذکر عثمان اما و اللہ لقد سبقت لهٗ سوابق لا یعذبه اللہ بعدها ابداً"

(۱)۔۔۔۔ کنز العمال، ج ۷، ص ۲۷۳۔ روایت ۵۸۰۷ بحوالہ ابن ابی الدنیا والحاکم فی الکنیٰ۔ کر۔

(۲)۔۔۔۔ کنز العمال، ج ۶، ص ۲۷۹۔ روایت ۵۸۷۸ بحوالہ ابن عساکر جلد سادس۔

مطلب یہ ہے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم ان کو بہت سے امور خیر میں سبقت حاصل ہے اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۳)۔۔۔۔ ...... عن یوسف بن سعید مولی حاطب عن محمد بن حاطب وکان قدم البصرۃ مع علیؓ ان علیاً ذکر عثمان فقال و معہ عود ینکت بہ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ اولئک عثمانؓ واصحاب عثمانؓ"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۔ باب امر عثمان بن عفان۔ طبع جدید یروشلم)

حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آیت ہذا (تحقیق وہ لوگ جن کے لیے ہماری جانب سے وعدہ حسنیٰ یعنی جنت مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور کر دیتے جائیں گے) پڑھ کر فرمایا کہ یہ لوگ عثمانؓ اور ان کے ساتھی ہیں"

(۷)

عثمانی خلافت میں حضرت علیؓ کا قرآن سنانا

۔۔۔۔ نوافل میں قرآن خوانی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں ہمیشہ

ہوتی تھی اور بعض اوقات جماعت سے ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں یہ مبارک کام باقاعدگی سے مسجد نبوی میں جاری رہتا تھا۔ خلافتِ عثمانی کے ایّام میں بعض دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ یہ جماعت کراتے تھے، جو خلیفہ کے ساتھ ان کے درست تعلقات ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔

چنانچہ یہ واقعہ محدّثین نے مندرجہ ذیل عبارت میں درج کیا ہے:

"..... قتادۃ عن الحسنؒ امّنا علی بن ابی طالبؓ فی زمن عثمانؓ عشرین لیلۃً ثم احتبس فقال بعضہم قد تفرّغ لنفسہٖ ثم اَمَّہُم اَبُوحَلِیمَۃَ مُعَاذُ القاری فکان یقنت"

(کتاب قیام اللّیل وقیام رمضان والوتر، ص ۱۵۵۔ از محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ھ۔ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ لیلاً تطوعاً فی شہر رمضان)۔

حاصل یہ ہے کہ:

"قتادہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ہمیں بیس راتیں (تراویح) کی امامت کرائی اور نماز پڑھائی، پھر (تقاباً راتوں میں) رک گئے (نہ تشریف لاتے)۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت مرتضیٰ الگ ہو کر اپنی عبادت میں لگ گئے۔ پھر ابو حلیمہ معاذ القاری نے ان لوگوں کی امامت کرائی وہ دعائے قنوت پڑھتے تھے۔"

حضرت علیؓ کا قراۃ عثمانی کی سماعت کرنا

محدّث عبد الرزاق نے اپنے "مصنّف" جلد ثانی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:۔

—— عبد الرزاق عن ابن عیینۃ عن مسعر عن الحسن بن سعد عن ابیہ قال اقبلت مع علی بن ابی طالب من ینبع، قال فصام علیؓ وکان علی راکبًا وافطرت لانی کنت ماشیًا حتّٰی قدمنا المدینۃ لیلًا فمررنا بدار عثمانؓ بن عفان فاذا ھو یقرأ قال فوقف علیؓ یستمع قرأتہ ثم قال علیؓ انّہ یقرأ وھو فی سورۃ او قال فی سورۃ النحل۔ قال ابوبکر (عبد الرزاق) اُخبِرْتُ ان بین ینبع و بین المدینۃ اربعۃ ایام۔

(المصنّف لعبد الرزاق، جلد ۲ ص ۵۰۰ طبع بیروت منجانب مجلس علمی کراچی، ڈابھیل)

"یعنی حسن بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ینبع کے مقام سے حضرت علیؓ کے ساتھ میں واپس آیا، حضرت علیؓ روزہ دار تھے اور سواری پر سوار تھے اور میں پیدل ہونے کی وجہ سے روزہ دار نہ تھا، رات کے وقت ہم مدینہ پہنچے، حضرت عثمانؓ بن عفان کے مکان کے پاس سے گزر ہوا وہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ ٹھیر گئے اور ان کی قرآت سُننے لگے، پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ فلاں سورۃ (یعنی سُورۃ نحل) سے تلاوت کر رہے ہیں۔

ابوبکر عبد الرزاق (صاحبِ کتاب) کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ اور مقامِ ینبع کے درمیان چار یوم کی مسافت تھی۔"

تنبیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ینبع کے مقام میں حضرت علیؓ کی جاگیر مزروعہ زمین تھی جو خلافتِ فاروقی میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے لیے متعیّن فرما دی تھی،

اس کی نگہداشت کے لیے گاہے گاہے حضرت علی وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ قبل ازیں حصّہ فاروقی کے باب دوم کے آخر میں صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰ پر اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۸)

حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو سواری عنایت فرمانا

——— اس واقعہ کو حافظ ابو نعیم اصفہانی (احمد بن عبداللہ) المتوفی ۴۳۰ھ نے اپنی مشہور تصنیف اخبار اصفہان یا تاریخ اصفہان جلد ثانی میں محمد بن محمد بن یوسف المکی الجرجانی کے تذکرہ کے تحت لکھا ہے، یہ تمام کتاب باسند ہے۔ اور واقعات کو سند کے ساتھ ہی درج کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"........ عن انس قال جاء علی رضی اللہ عنہ الی النبیّ صلّی علیہ وسلّم و معہ ناقۃٌ فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ماھذہ الناقۃ ؟ قال حملنی علیھا عثمانؓ فقال النبیّ علیہ السّلام یا علیّ اتق الدنیا فان من کثر نشیۂ کثر شغلہٗ ومن کثر شغلہ اشتدّ حرصہٗ ومن اشتدّ حرصہ کثر ھمہٗ و نَسِیَ رَبَّہٗ فَمَا ظَنُّکَ یَا عَلِیُّ بِمَنْ نَسِیَ رَبَّہٗ"

(اخبار اصفہان، ج ۲ ص ۲۸۹ تحت تذکرہ محمد بن محمد بن یوسف المکی الجرجانی)

"یعنی انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ ناقہ (یعنی اونٹنی) پر سوار ہو کر پہنچے۔ آپ نے فرمایا یہ کس کی اونٹنی ہے؟ کیسی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض

کیا کہ عثمانؓ بن عفان نے مجھے سواری کے لیے دی ہے۔

(پھر نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو ترک ماسوی اللہ اور تعلّق باللہ کے متعلق چند نصائح فرماتے) ۔ فرمایا اے علیؓ! دنیاداری سے بچو! جس کا دُنیا سے تعلق کثیر ہو جاتا ہے اس کے شغل و مشاغل زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جتنے مشاغل ہوں تو حرص بڑھ جاتی ہے۔ جب حرص و لالچ بڑھ جائے تو افکار و غم بہت ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو انسان فراموش کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے ربّ تعالیٰ کو بُھلا دے اے علیؓ! تو اس کے حق میں کیا گمان رکھے گا؟"

(۹)

حضرت عثمانؓ کا حضرت علی المرتضیٰؓ کو دعوتِ طعام دینا

—— حدیث کی مشہور کتاب سُننِ ابی داؤد، جلد اوّل، ابواب الحج میں دعوتِ طعام کا واقعہ ہٰذا مذکور ہے:

"...... وکان الحارث خلیفۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الطائف فصنع لعثمان طعامًا فیہ من الحجل والیعاقیب ولحم الوحش فبعث الی علیّ رضی اللہ عنہ فجاءہ الرسول و ھو یخبط لاباعر لہٗ فجاء وھو ینفض الخبط عن یدہٖ فقالوا لہٗ کُل فقال اطعموہ قومًا حلالًا فانا حرم الخ"

(السُّنن لابی داؤد، ج ۱، ص ۲۶۳ - باب لحم الصید للمحرم - کتاب الحج - طبع مجتبائی دہلی)

حاصل یہ ہے کہ حضرت امیرالمؤمنین عثمانؓ کی طرف سے طائف کے علاقہ پر الحارث نامی ایک شخص امیر تھا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے لیے

طعام تیار کر کے ارسال خدمت کیا۔ طعام میں چکور وغیرہ پرندے اور جنگلی حلال جانور (گورخر وغیرہ) پکے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی طرف آدمی بھیجا کہ طعام کے لیے تشریف لائیے۔ اس وقت حضرت علیؓ اپنے اونٹوں کے لیے درختوں کے پتّے جھاڑ کر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ عرض کیا گیا کھانا تیار ہے، تناول فرمائیے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ احرام نہیں باندھے ہوئے (غیر محرم ہیں) ان کو یہ طعام کھلائیے۔ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں (مُحرِم کے لیے شکار کے گوشت کا کھانا درست نہیں)۔"

حضرت عثمانؓ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات

قبل ازیں عموماً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات اور واقعات حضرت عثمانؓ کے متعلقہ نقل کیے گئے ہیں، اس کے بعد حضرت علیؓ کی اولاد اور چچازاد بھائیوں کے بیانات میں سے چند اشیاء درج کی جاتی ہیں۔ ان میں حضرت سیدنا عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ کی فضیلت و عظمت و اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰)

حضرت عبداللہؓ بن عبّاس کا بیان

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی المتوفی ۷۴۱ھ نے اپنی تصنیف "کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان" میں کتاب الشریعۃ کے حوالہ سے ابن عباس کی روایت نقل کی ہے اور محب الطبری نے ریاض النضرۃ میں بھی ذکر کی ہے۔ اور کتاب ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو درج کیا ہے۔

روی الآجری فی کتاب الشریعۃ باسنادہٖ عن میمون بن
مہران عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال قحط المطر
(علی عہد ابی بکر الصدیق) فاجتمع الناس الی ابی بکرؓ فقالوا
السماء لم تمطر والارض لم تنبت والناس فی شدۃٍ شدیدۃٍ
فقال ابوبکر الصدیقؓ انصرفوا واصبروا فانکم لا تمسون حتی
یفرج اللہ الکریم عنکم فما لبثنا الاّ قلیلاً ان جاء اُجَراء عثمانؓ
من الشام۔ فجاءتہ مائۃ راحلۃٍ بُرًّا او قال طعامًا فاجتمع
الناس الی باب عثمان فقرعوا علیہ الباب۔ فخرج الیہم عثمانؓ
فی ملأٍ من الناس فقال ما تشاؤن؟ قالوا الزمان قد قحط
اَلسَّمَآءُ لَمْ تُمْطِرُ وَالْاَرْضُ لَا تُنْبِتُ وَالنَّاسُ فی شدۃٍ شَدِیْدَۃٍ
وقد بلغنا ان عندک طعامًا فبعنا ہ حتی نوسّع علی فقراء
المسلمین فقال عثمان حُبًّا وَکَرَامَۃً اُدْخُلُوْا فاشتروا فدخل
التجار فاذا الطعام موضوعٌ فی دار عثمانؓ۔ فقال معشر التجار
کم تربحونی علی شرائی من الشام؟ قالوا للعشرۃ اثنا عشر!
قال عثمانؓ زادونی قالوا للعشرۃ اربعۃ عشر قال عثمانؓ قد
زادونی قالوا للعشرۃ خمسۃ عشر قال عثمانؓ قد زادونی
قال التجّار یا ابا عمرو وما بقی فی المدینۃ تجّار غیرنا فمن
الّذی زادک؟ قال زادنی اللہ عزّوجلّ بکل درھم عشرۃ
اعندکم زیادۃ؟ قالوا اللّٰھم لا! قال فانّی اشھد اللہ انی قد جعلت
ھذا الطَّعَامَ صَدَقَۃً علی فقراء المسلمین قال ابن عباسؓ
فرأیت من لیلتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فی

المنام وھو علی برذونٍ ابلق علیہ حلۃٌ من نورٍ وھو مستعجلٌ فقلت یا رسول اللہ فقد اشتدّ شوقی الیک والی کلامک فاین تبادر؟ فقال یا ابن عباس ان عثمانؓ بن عفان قد تصدّق بصدقۃٍ وانّ اللہ عزّوجلّ قد قبِلھا منہ وزوّجہ بھا عروساً فی الجنۃ وقد دعینا الی عرسہ...الخ

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۲۴۲-۲۴۳ طبع بیروت لبنان۔ از محمد بن یحییٰ اندلسی)

(۲) الریاض النضرہ لمحب الطبری، جلد ۲، ص ۱۴۵-۱۴۶۔ ذکر صدقاتہ۔

(۳) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلویؒ، فارسی کامل مقصد دوم ص ۲۲۴، تحت مآثر عثمانی، طبع قدیم بریلی)۔

خلاصہ روایت ہٰذا یہ ہے

کہ میمون بن مہران ابن عباسؓ سے ذکر کرتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ قحط رونما ہوا، بارش نہ ہوئی، لوگ مجتمع ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کہنے لگے کہ آسمانی بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین نے کچھ نہیں اگایا، لوگ بہت تنگی و مصیبت میں گرفتار ہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا صبر کرتے ہوئے واپس جائیے۔ اللہ تعالیٰ کریم ذات ہے، شام تک شاید کشادگی کی کوئی صورت پیدا فرما دیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمانؓ کے کارندے (جو شام کے علاقہ میں تجارت غلہ کے لیے گئے ہوئے تھے) مدینہ پہنچ گئے۔ ایک صد سواری گندم کی لدی ہوئی ملک شام سے لے آتے۔ (اطلاع ملنے پر) مدینہ کے لوگ حضرت عثمانؓ

کے دروازہ پر جمع ہو گئے ۔ دروازہ پر دستک دی، حضرت عثمانؓ باہر تشریف لاتے (دیکھتے ہیں) کہ ایک کثیر انبوہ مدینہ کے تجار کا دروازہ پر پہنچا ہُوا ہے عثمانؓ ذوالنُّورین نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ بارش نہ ہونے کے باعث (شہر میں) قحط پڑ گیا ہے ۔ لوگوں میں خوراک کے متعلق سخت اضطراب ہے۔ ہمیں معلوم ہُوا ہے کہ جناب کے ہاں غلّہ آیا ہے، آپ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مسلمان فقراء کے لیے فراخیٔ طعام کی صورت پیدا کی جائے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا بہت اچھا! آئیے خرید کیجیے ۔ مدینہ کے تجار اندر آتے، مکان میں غلّہ کا شاک موجود تھا۔ حضرت ذوالنّورین نے فرمایا کہ میری خرید پر آپ لوگ کس قدر منافع دے سکتے ہیں؟ تو تاجر کہنے لگے کہ دس کی خرید پر بارہ (۱۲/) روپیہ دے سکتے ہیں۔ عثمانؓ فرمانے لگے مجھے اس سے زیادہ نفع مل سکتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ دس کے عوض چودہ روپیہ (۱۴/) لے لیں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ منفعت حاصل ہو سکتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ (۱۵/) لے لیں۔ عثمانؓ نے فرمان دیا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ اس وقت انہوں نے عرض کیا کہ مدینہ کے تاجر تو ہم لوگ ہیں آپ کو اس قدر زائد نفع کون دے رہا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روپیہ کے بدلہ میں دس مل رہے ہیں، تم اس قدر زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر شاہد قرار دیتا ہوں کہ مَیں نے یہ سارا غلّہ فقراءِ مسلمانوں پر للہ صدقہ کر دیا۔ کوئی قیمت وصول نہیں کی جاتے گی۔

——— ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ مَیں اسی رات خواب میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ آپؐ ایک عمدہ ترکی ابلق اسپ پر سوار ہیں، نورانی لباس زیب تن ہے، جلدی تشریف لے جانے کی سعی فرما رہے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپؐ کے دیدار کا بہت شوق تھا، گفتگو کرنے کی تمنّا تھی، کہاں عجلت فرما رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابن عباسؓ! عثمانؓ بن عفان نے صدقہ کیا ہے، اللہ نے اس کو قبولیت بخشی ہے، اِس سلسلہ میں جنت میں اجتماعِ خوشنودی ہو رہا ہے، مجھے شمولیت کے لیے بُلایا گیا ہے۔"

(۱۱)

سیدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان

فضیلت و عظمتِ عثمانی کے سلسلہ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بیان اکابر علماء نے ذکر کیا ہے۔ وہ ناظرین کے افادہ کی خاطر نقل کیا جاتا ہے۔

اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایۃ"، جلد سابع میں تحت حالاتِ عثمانؓ محدّث ابی یعلیٰ کے حوالہ سے درج کیا ہے، اور علّامہ نورالدّین الہیثمی نے "مجمع الزوائد" جلد تاسع، بابِ وفاتِ عثمانؓ میں اِس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور اس کو شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء، جزء اوّل میں نقل فرمایا ہے۔ ازالۃ الخفاء کے الفاظ یہاں اندراج کیا جاتا ہے۔ ان بیانات کے فوائد آخر بحث میں یکجا عرض کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

——— ......قال (رضیع الجارود) کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علی خطیباً فقال یا ایّھا الناس! رأیت البارحۃ فی منامی عجباً

رأیت الربّ تعالیٰ فوق عرشہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم حتیٰ قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکرؓ فوضع یدہٗ علی منکب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثم جاء عمرؓ فوضع یدہٗ علیٰ منکب ابی بکرؓ ثم جاء عثمانؓ فکان بیدہٖ رأسہٗ فقال ربِّ سل عبادک فیمَ قتلوُنی قال فانبعث من السماء میزابانِ من دمٍ فی الارض قال فقیل لعلیٍّؓ الا ترٰی ما یحدّث بہ الحسن قال یحدّث بما رأی ۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی جزء اوّل قدیم طبع بریلی، ج ۱، ص ۱۰۷)۔

...... من طریق آخر عن الحسن بن علیؓ قال لا اقاتل بعد رؤیا رأیتھا رأیت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واضعًا یَدَہٗ علی العرش ورأیت ابابکرؓ واضعًا یدہٗ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ورأیت عمرؓ واضعًا یدہٗ علی ابی بکرؓ ورأیت عثمانؓ واضعًا یدہٗ علی عمرؓ ورأیت دماءً دونھم فقلت ما ھٰذہ الدماء فقیل دماء عثمان یطلب اللہ بہ ۔

(۱) "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" از شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، ج ۱، ص ۱۰۷۔ جزء اوّل فارسی، طبع قدیم۔

(۲) "البدایہ والنہایہ" لابن کثیرؒ، ج ۷، ص ۱۹۴-۱۹۵، تحت حالات سیّدنا عثمانؓ بن عفان۔

(۳) "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للہیثمی، ج ۹، ص ۹۶ باب وفات سیّدنا عثمانؓ۔

روایات کا حاصل یہ ہے کہ :-

"ایک دفعہ کوفہ میں سیّدنا حسنؓ بن علیؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، فرمایا کہ اے لوگو! رات کو میں نے عجیب خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر قائم ہیں۔ سردارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے عرش کے ایک پایہ کے پاس قیام فرما ہوئے۔ پھر ابوبکرؓ تشریف لائے اور انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دوشِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر عمرؓ آئے انہوں نے ابوبکرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر عثمانؓ بن عفان آئے (بروایتِ دیگر) انہوں نے عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عثمانؓ اپنا سر بریدہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اور آکر عرض کیا کہ یا اللہ اپنے بندوں سے دریافت فرمائیے کہ کس بنا پر انہوں نے مجھے قتل کر ڈالا؟

پھر سیّدنا حسنؓ فرمانے لگے کہ آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو میزاب (پرنالے) اترتے دکھائی دیتے (کہا گیا کہ یہ خونِ عثمانؓ ہے اس کا مطالبہ ہوگا)۔

اس کے بعد حضرت علیؓ سے لوگوں نے کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔"

—— نیز اسی مضمون کے موافق سیّدنا حسن بن علیؓ کا بیان کتاب "التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان" ص ۲۳۵ پر مفصّل مذکور ہے۔ دیگر مناقبِ عثمانی کے ساتھ رویا مذکورہ کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں حوالہ بیان کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ اہلِ شوق رجوع فرما کر تسلی کر لیں۔ کتاب التمہید کے مصنف محمد بن یحییٰ بن ابی بکر المتوفی ۷۴۱ھ ہیں اور اندلس کے

مشہور علماء میں سے گزرے ہیں۔

—— وفی روایۃ عن عبد العزیز بن الولید بن سلیمان بن ابی السائب قال سمعت ابی یذکر عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ انہ سمع اعمیٰ یذکر عثمان (رض) ویتنا ولہ فقال الحسن (رض) اٰلعثمان یقولون؟ لقد قتل رحمہ اللہ وما علی الارض افضل منہ وما علی الارض من المسلمین اعظم حرمۃ منہ ......

...... لولم یکن الا ما رأیت فی مناحی لکفانی فانی رأیت السماء انشقت فاذا انا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر عن یمینہ وعمر عن یسارہ والسماء تمطر دمًا فقلت ما ھذا فقیل ھذا دم عثمان قتل مظلومًا۔"

(کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان رض
طبع بیروت۔ لبنان، ص ۲۳۵)

(۱۲)

سیدنا زین العابدین بن سیدنا حسین رض کا بیان

—— حضرت زین العابدینؒ کی اس مندرجہ روایت کو ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب "حلیۃ الاولیاء" جلد سوم تذکرہ زین العابدین میں ذکر کیا ہے اور شیعہ بزرگوں کے مشہور فاضل علی بن عیسیٰ اربلی نے ۶۸۷ھ میں اپنی تالیف "کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" جلد ثانی میں تذکرہ زین العابدین کے تحت درج کیا ہے۔ کشف الغمہ سے نقل پیش خدمت ہے تاکہ شیعہ دوستوں کے لیے زیادہ اطمینان کا باعث ہو۔

قدم علیہ نفرٌ من اھل العراق فقالوا فی ابی بکر و عمر و عثمان رضی

اللہ عنہم فلما فرغوا من کلامہم قال لھم الا تخبرونی انتم المہاجرون الاولون الذین اخرجوا من دیارھم و اموالہم یبتغون فضلاً من اللہ و رضوانًا و ینصرون اللہ و رسولہ اولٰئک ھم الصادقون؟ قالوا لا! قال فانتم الذین تبوّؤا الدار والایمان من قبلہم یحبّون من ھاجر الیہم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃً مما اوتوا و یؤثرون علٰی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ؟ قالوا لا! قال اما انتم قد تبرّأتم ان تکونوا من احد ھٰذین الفریقین و انا اشھد انکم لستم من الذین قال اللہ فیہم والّذین جاؤا من بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غِلًّا لِلّذین آمنوا اُخْرُجُوا عَنّی فَعَلَ اللہُ بِکُمْ"

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسٰی اربلی شیعی ص ۲۶ جلد ثانی مع ترجمۃ المناقب فارسی، طبع تہران۔

(۲) "حلیۃ الاولیاء" از ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی۔ (المتوفی سنہ ۴۳۰ھ)۔ جلد ثالث، ج ۳ ص ۱۳۷ طبع مصر

حاصل یہ ہے کہ:۔

"(ایک دفعہ) زین العابدین کے پاس عراق کی ایک پارٹی آئی اور ابوبکر الصدیقؓ، عمرؓ و عثمانؓ کے حق میں طعن و اعتراضات کیے، جب وہ مطاعن سے فارغ ہوتے تو زین العابدینؒ نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کیا تم اوّلین مہاجرین میں سے ہو جن کے حق میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ اپنے مکانات و جائیدادوں سے نکال دیئے گئے، محض اللہ کی رضامندی اور فضل کے

طلبگار تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے تھے وہ لوگ صادق و مخلص تھے؟ عراقیوں نے جواب دیا کہ ہم ان سے نہیں ہیں۔

پھر زین العابدین نے دریافت کیا کہ کیا تم وہ لوگ ہو جن کے متعلق کتاب اللہ میں مذکور ہے کہ جنہوں نے دارالاسلام مدینہ کو وطن بنایا اور مہاجرین میں سے پہلے انہوں نے ایمان میں جگہ پیدا کی جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اس کو پسند کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی خلش نہیں محسوس کرتے اس چیز سے جو مہاجر دیئے جائیں۔ اپنے نفسوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو۔ عراقی کہنے لگے کہ ہم ان میں سے بھی نہیں ہیں!

سیّدنا زین العابدین نے فرمایا کہ تم نے ان دونوں فریق میں سے ہونے سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی ہرگز نہیں جن کے لیے خدا تعالیٰ فرمان دیتا ہے (جو لوگ بعد میں آئے کہتے ہیں اے اللہ ہم کو اور ہمارے سابق ایمان لانے والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے حق میں کھوٹ اور کینہ نہ ڈال دینا)۔ تم ہمارے یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔"

(۱۴)
سیّدنا جعفر صادق بن سیّدنا محمد باقر کا بیان

— ابن سعد نے اپنی مشہور تصنیف "طبقات ابن سعد" میں حضرت سیّدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ وہاں ان کے لباس و پوشاک وغیرہ تک کا بیان کیا ہے اس مقام میں جعفر صادق سے نقل کر کے حضرت

عثمانؓ کے حق میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں زیب تن کیا کرتے تھے۔ عبارت ذیل ہے:

——— عن جعفر بن محمد عن ابیه ان عثمان تختم فی الیسار"

"یعنی جعفر صادقؒ اپنے والد محمد باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنی انگشتری (انگوٹھی) بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے"

(طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۰۔ تحت ذکر لباس عثمان طبع لیدن)

معلوم ہوا حضرت علیؓ کی اولادِ شریف اور ائمہ کرام سیدنا عثمانؓ کو صرف اچھا ہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ مسائلِ دینیہ میں حضرت عثمانؓ کی شخصیت کو قابلِ نمونہ سمجھتے تھے اور ان کے اعمال کے ساتھ شرعی مسئلہ میں استدلال پکڑتے تھے۔

نتائج وفوائد

باب سوم میں عثمانی متعلقات کی بہت سی چیزیں درج ہو چکی ہیں۔ آخر میں ان کے فوائد اور ماحصل کو یکجا پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کا استفادہ مکمل ہو سکے۔ یہ تمام چیزیں حضرت علی المرتضیٰؓ اور دیگر ہاشمیوں کے فرمودات کی روشنی میں ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱)

جب علی المرتضیٰؓ کی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ تزویج ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے چار صد درہم خیرخواہی واحسان کے طور پر پیش کیے جن سے شادی کے تمام اخراجات کی کفالت ہوئی اور یہ کام انجام پایا۔

(۲-۳)

"حضرت عثمان بن عفانؓ مومن کامل، متقی، صالح، احسان کنندہ، حیا دار، صلہ رحمی کرنیوالے، متورع وپرہیزگار، خوف خدا رکھنے والے تھے۔

——— "ذوالنورین" کے لقب سے شرف یاب ہوتے یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبار داماد ہوتے اور اس عزت وشرف میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔

اور اولادِ آدم میں یہ شرف عثمانؓ کے بغیر کسی آدمی کو نہیں نصیب ہُوا ۔ نیز مسلمانوں کے بڑے بڑے مشکل اوقات میں انہوں نے متعدد بار نصرتیں کیں اور بخشش و مغفرت کا تمغہ حاصل کیا۔

(۴)

ـــــــ اُمّتِ اسلامیہ میں شیخینؓ کے بعد ان کا مقام تھا یعنی جس طرح "خلیفۂ ثالث" تھے اسی طرح افضلیت میں تیسرے مقام پر فائز تھے اور سرکشوں و ظالموں نے ان کو ظلماً شہید کیا یقیناً وہ شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

(۵)

ـــــــ حسنات "امورِ خیر" میں سبقت لے جانے والے تھے اس کی وجہ سے ان کو کبھی عذاب نہ ہوگا ۔ جنت ان کو نصیب ہوگی اور جہنّم سے بعید رہیں گے۔

(۶ - ۷)

ـــــــ حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ ایک دوسرے کے بارے میں درست معاملہ تھے اور بہتر تعلقات رکھتے ایک دوسرے کے ایّام میں امامت کر لیتے تھے اور عند الضرورۃ سواری مہیّا کرتے اور دعوتِ طعام دیتے تھے۔

(۸)

ـــــــ ابنِ عباسؓ کے بیان سے معلوم ہُوا کہ مسلمانوں پر تنگی و شدّت کے اوقات میں حضرت عثمانؓ نے بڑی فیّاضی سے اہلِ اسلام اور اہلِ مدینہ کی امداد کی جو عنداللہ مقبول ہوتی ۔ اور اس پر ان کو عجیب بشارتیں نصیب ہوتیں جو ان کے لیے آخرت میں کامیابی کے نشانات ہیں۔

(۹)

ـــــــ سیّدنا حسن بن علیؓ کے بیان سے متعدّد چیزیں ثابت ہوتی ہیں ۔ حضرت

صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ کی خلافتیں علی الترتیب بالکل صحیح تھیں ان کے تسلسل خلافت میں کسی قسم کے غصب و بغاوت و عداوت کو کچھ دخل نہ تھا اور تغلب سینہ زوری کا یہاں کوئی شائبہ نہ تھا۔

• اُمتِ اسلامیہ میں حضرت عثمانؓ کا مقام درجہ سوم میں ہے، فضیلت، اور خلافت دونوں اعتبار سے یہی ترتیب درست ہے۔

قتل عثمانؓ ظالمانہ تھا، حضرت عثمانؓ مظلوماً شہید ہوئے، قاتلوں کو عنداللہ سزا ملے گی۔

—— سیدنا حسنؓ کے اس بیان کی حضرت علیؓ نے تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید کر دی۔ لہٰذا ہاشمیوں کے بیانات مزید وزنی ہو گئے۔

(۱۰)

—— حضرت زین العابدینؒ کے بیان سے واضح ہوا کہ

(۱) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف میں تمام حضرات عثمانؓ کے متعلق حسنِ عقیدت رکھتے تھے۔ جس طرح شیخینؓ کے لیے طعن و تشنیع نہیں سنتے تھے اسی طرح حضرت عثمانؓ کے حق میں مطاعن سُننا ناپسند کرتے اور اعتراضات کو قبیح جانتے تھے۔

(۲) جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہؓ سے تبرّی و بیزاری کرتے ان سے اولادِ علیؓ بھی بیزاری اختیار کرتی اور اجتناب کرتی تھی۔

(۳) نیز خلفاء ثلاثہؓ کے طاعنین و مخالفین کا اپنے ہاں سے اخراج کر دیتے تھے یہ ان حضرات کے ساتھ ہاشمیوں کی حسنِ عقیدت کی بہترین علامت ہے۔ اور مخالفین کے ساتھ قطع تعلق کا عملی مظاہرہ ہے۔

(۱۱)

حضرت جعفر صادق رحؒ کے بیان نے واضح کر دیا کہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت مسائلِ دینیہ میں قابلِ استدلال ہستی ہے اور حضرت عثمانؓ کا کردار بطورِ نمونہ کے مقبول اور لائق اتباع ہے۔

ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمانؓ کا مقام

(بحوالہ کتبِ شیعہ)

——— سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مکارم شیعہ کے علماء و مجتہدین نے بھی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر کیے ہیں۔ ناظرین کی توجہ کی خاطر چند ایک چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

غور و فکر کے بعد فضیلتِ عثمانی کا مسئلہ آشکارا ہو جائے گا اور اندازہ ہو سکے گا کہ بنی ہاشم کے اکابرین حضرت عثمانؓ کو کس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے حق میں کس قدر خوش عقیدہ تھے۔

(۱)

سیدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان

——— ابن بابویہ القمی (شیخ صدوق) نے اپنی کتاب "معانی الاخبار" میں حضرت سیدنا حسنؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے اس میں خلفاء ثلاثہ (حضرت صدیقؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ) کی عظمت کا بیان ہے۔

..... عن الحسنؓ بن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان ابا بکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان

عثمان منی بمنزلۃ الفواد" الخ

(کتاب "معانی الاخبار" للشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ھ ص ۱۱۰ طبع ایران۔ قدیم طبع)۔ (وکذا فی تفسیر الحسن العسکری)

"یعنی حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے گوش کی طرح ہے اور عمرؓ بمنزلہ میری چشم کے ہے اور عثمانؓ میرے دل کے قائم مقام ہے۔"

(۲)

سیّدنا جعفر صادق کی زبانی حضرت عثمانؓ کی فضیلت

——— قیامت کے قریب امام مہدی کے ظہور کے دَور میں چند علامات (عند الشیعہ) رُونما ہونگی۔ ان نشانات میں ایک نشان یہ بھی ہوگا کہ اُس وقت آسمان سے (قدرت کی طرف سے) اوّل و آخر یوم میں ایک آواز آئے گی:۔

"قال (الصادقؑ) ینادی منادٍ من السماء اوّل النہار الا انّ علیاً صلوات اللہ علیہ وشیعتہٗ ھم الفائزون، قال وینادی منادٍ آخر النہار الا انّ عثمان وشیعتہٗ ھم الفائزون" رواہ الکلینی فی فروعہ الجزء الثالث کتاب الروضۃ"

(فروع کافی الجزء الثالث کتاب الروضہ ص ۱۰۴ طبع نولکشور لکھنؤ کتاب الروضۃ من الکافی جلد ثانی مع ترجمہ فارسی، ج ۲، ص ۲۰۹، بحساب علامات ظہور امام قائم، طبع جدید طہرانی)

یعنی جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ (امام مہدی کے دَور میں) اوّل دن میں آسمان سے آواز سنائی دے گی کہ اچھی طرح سُن لو! علی اور ان کی جماعت

کامیاب اور فائز المرام ہے اور آخر دن میں آسمان سے یہ ندا آئے گی کہ گوش ہوش سے سُنو! عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب و مقصود یافتہ ہے۔"

(۳)

امام جعفر صادقؒ کا ایک اور بیان

——فروع کافی کتاب الروضہ میں شیعی فاضل کلینی رازی نے سیدنا جعفر صادقؒ کی ایک طویل روایت با سند نقل کی ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جو واقعات پیش آئے ان میں حضرت عثمانؓ کی خدمات جلیلہ درج کی ہیں، فرماتے ہیں:

——قال (ابو عبد اللہ) فارسل (الیہ عثمانؓ بن عفان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فقال انطلق الی قومک من المؤمنین فبشرھم بما وعدنی ربی من فتح مکۃ فلما انطلق عثمان لقی ابان بن سعید فتأخر عن السرج فتحمل عثمان بین یدیہ ودخل عثمان فاعلمھم وکانت المناوشۃ فجلس سہیل بن عمرو عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وجلس عثمان فی عسکر المشرکین وبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ المسلمین وضرب باحدی یدیہ علی الاخری لعثمان وقال المسلمون طوبیٰ لعثمان قد طاف بالبیت وسعیٰ بین الصفا والمروۃ واحل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ما کان لیفعل فلما جاء عثمان قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اطفت بالبیت؟

فقال ما کنت لاطوف بالبیت ورسول اللہ صلعم لم یطف ۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ، ج ۳، ص ۱۵۱ طبع نول کشور لکھنؤ۔ حالات غزوۂ حدیبیہ۔ وطبع جدید طہرانی، ج ۲، ص ۳۴۸ ۔

مُلّا باقر مجلسی نے "حیات القلوب" جلد دوم، باب سی و ہشتم میں "غزوۂ حدیبیہ" کے حالات کے تحت مندرجہ واقعات کو بعبارت ذیل بیان کیا ہے ۔

"کلینی بسند حسن کالصحیح از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است چوں حضرت رسولؐ بغزوہ حُدَیبیہ در ماہ ذیقعدہ بیروں رفت .... پس حضرت رسول کریمؐ بنزد عثمان فرستاد کہ برو بسوئے قوم خود از مومناں وبشارت دہ ایشاں را بآنچہ وعدہ دادہ است مرا خدا از فتح مکہ ۔ چوں عثمان روانہ شد ابان بن سعید را در راہ دید پس ابان از زین برجست ودر عقب زین نشست واو را بر روئے زین سوار کرد پس عثمان داخل شد و رسالۃ حضرت را رسانید و ایشاں مہیائے جنگ بودند پس سہیل نزد حضرت رسولؐ نشست وعثمان نزد مشرکان وحضرت دراں وقت از مسلماناں بیعت رضوان گرفت وبروایت شیخ طبرسی چو مشرکاں عثمان را حبس کردند وخبر بحضرت رسید کہ او را کشتند حضرتؐ فرمود کہ ازیں جا حرکت نمی کنم تا بایشاں قتال کنم ومردم را بسوئے بیعت دعوت نمائم وبرخاست وپشت مبارک بدرخت داد وتکیہ کرد و صحابہ بآنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکاں جہاد کنند ونگریزند وبروایت کلینی حضرتؐ یک دست خود را بر دست دیگر زد وبرائے عثمان بیعت گرفت ...... پس مسلماناں گفتند کہ خوشا حال عثمان کہ طواف

کعبہ کرد و سعی میان صفا و مروہ کرد و مُحِل شد ، حضرت فرمود کہ نخواہد کرد چوں عثمان آمد حضرت پُرسید کہ طواف کردی ؟ گفت چوں تو طواف نہ کردہ بودی من نہ کردم "۔

(حیات القلوب از ملّا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی جلد دوم ، باب سی و ہشتم در بیان غزوہ حدیبیہ ، ج ۲ ص ۴۸۹ - ۴۹۰ طبع نول کشور لکھنؤ ۔

مندرجہ روایات کا حاصل یہ ہے کہ :

" حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عثمانؓ کو بُلوا کر فرمایا کہ مکہ میں اپنی قوم کی طرف جائیے ان کو خوشخبری دیجیے کہ اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے کہ مکہ فتح ہوگا ۔ عثمانؓ چل پڑے ۔ راستہ میں ایک شخص ابان بن سعید ملا ۔ وہ (عثمانؓ کے احترام میں) سواری کی زین سے متاخر ہو گیا اور عثمانؓ بن عفان کو اپنے آگے زین پر سوار کر لیا ۔ عثمانؓ مکہ میں مشرکین کے ہاں پہنچے ۔ اہلِ مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام سنایا اور مقصد سے آگاہ کیا ۔ وہ لوگ جنگ کے لیے تیار تھے ۔

اور مشرکین کا فرستادہ آدمی (سہیل بن عمرو) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آ پہنچا ۔ اور عثمانؓ اہلِ مکہ کے ہاں پہنچ گئے (اس دوران میں مسلمانوں کے ہاں خبر پہنچی کہ مشرکوں نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا تو اس چیز پر نبی کریم علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہم اس جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک ہم ان سے قتال کر کے بدلہ نہ لے لیں) ۔

پس آپ ایک درخت کی طرف پُشت لگا کر بیٹھ گئے اور سب حاضرین صحابہؓ نے (اس مقصد پر) بیعت کی ۔ اور حضرتؐ نے اپنا ایک

ہاتھ لے کر دوسرے ہاتھ پر لگایا۔ یہ عثمانؓ کے لیے بیعت قرار دی۔ (اس کے بعد خبر ملی کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے زندہ ہیں) تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ عثمانؓ کو بڑی سعادت نصیب ہوئی کہ کعبہ کا طواف کیا ہوگا، صفا و مروہ میں سعی کی ہوگی، پھر احرام کھولا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ عثمانؓ نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔

جب عثمانؓ آئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا: "تم نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا؟" تو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے نبیؐ نے طواف نہ کیا ہو تو میں طواف نہیں کر سکتا تھا"۔

جعفر صادق کے بیان کے فوائد

(۱)۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمانؓ کو خصوصیت سے بلوا کر اہل مکہ کی طرف بشارت و پیغامات دے کر ارسال کرنا مقبولیت و عظمت عثمانی کو آشکارا کرتا ہے۔

(۲)۔ صلح و جنگ جیسے مواضع و مواقع میں پیغامات کے لیے جانبین کے معتمد علیہ آدمی کو مجوز کیا جاتا ہے معلوم ہوا حضرت عثمانؓ کی دیانتداری و راست گوئی پر نبوت کو کامل اعتماد تھا۔

(۳)۔ قتلِ عثمانؓ کی خبر پر حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے بیعت کا اہتمام فرمانا۔ (جس کو بیعتِ رضوان سے تعبیر کیا جاتا ہے) مقامِ عثمانؓ کو واضح کرتا ہے۔

(۴)۔ (پھر حضرت عثمانؓ کے بخیر و عافیت زندہ رہنے کی خبر معلوم ہونے کے باوجود) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان جاری رکھی اور بیعت کے اجر و ثواب میں عثمانؓ کو شامل کیا، اس طرح کہ اپنے ایک ہاتھ مبارک کو عثمانؓ کا

ہاتھ قرار دے کر اپنے ہاتھ پر عثمانؓ کی جانب سے بیعت کی۔ یہ شرف اور کسی صحابی کو نصیب نہیں ہو سکا۔

(۵)۔ موانع و عوائق کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ میں سعی نہیں کر سکے تو حضرت عثمانؓ نے بھی دونوں کام باوجود عدم موانع کے نہیں سرانجام دیئے۔ حضرت عثمانؓ کی کمالِ اطاعتِ نبویؐ اور کمالِ محبّت کا یہ بیّن ثبوت ہے۔

خلاصۃ المرام یہ ہے کہ سیدنا جعفر صادقؒ نے حضرت عثمانؓ کے یہ تمام فضائل و مکارم اُمّت کو بیان فرما کر اپنے اخلاص و مودّت کا اظہار فرما دیا اور بتا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہم بنی ہاشم کی پُوری عقیدت ہے اور ان سے کسی قسم کی عداوت و نفرت و بیزاری نہیں۔

(۴)

سیّدنا عثمانؓ کے حق میں عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

—— ایک دفعہ سیّدنا امیر معاویہؓ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ تشریف لے گئے۔ شرفاء قریش اور بھی موجود تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباسؓ سے چند چیزیں دریافت کیں۔ ان میں یہ بات بھی ذکر کی کہ عثمانؓ بن عفان کے حق میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو عبداللہ بن عباسؓ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت عثمانؓ کی صفات بیان فرمائیں۔

—— . . . . فقال (ابن عباس) رحم اللہ اباعمرو کان و اللہ اکرم الحفدۃ و افضل البررۃ ھجاداً بالاسحار کثیر الدموع عند ذکر النار۔ نھاضاً عند کل مکرمۃ۔ سباقاً الی کل منحۃ۔ حییاً۔ ابیاً۔

وَ ثَقِیاً، صاحبِ جیش العسرۃ۔ ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ فاعقب اللہ علیٰ من یلعنہ لعنۃ اللاعنین الیٰ یوم الدین۔"

(۱) ــــ تاریخ المسعودی الشیعی، جلد الثالث، ج ۳، ص ۹۰، طبع جدید مصری، سن طباعۃ (۱۹۶۴ء)

(۲) ــــ ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی لسان الملک۔ کتاب ۲ جلد ۵، ص ۱۴۴۔ طبع طہران قدیم طبع۔

یعنی ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ عثمانؓ (ابو عمرو) پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے:

(۱) اپنے خدام و غلاموں پر مہربانی کرنے والے تھے۔

(۲) نیکی کرنے والوں میں سے افضل تھے۔

(۳) شب خیز و شب زندہ دار تھے۔

(۴) دوزخ کے ذکر پر نہایت گریہ کرنے والے تھے۔

(۵) عزت و وقار کے اُمور میں اُٹھ کھڑے ہونے والے تھے۔

(۶) بخشش و عطاء کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔

(۷) حیادار تھے۔

(۸) بُرائی سے انکار کرنے والے تھے۔

(۹) وفادار تھے۔

(۱۰) اسلامی لشکر کے تنگی کے مواقع میں امداد کرنے والے تھے۔

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ جو شخص عثمانؓ پر لعن و طعن کرے اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تک لعنت جاری رکھے۔

——— حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو گیارہ عدد یہاں فضائلِ عثمانی بیان فرمائے ہیں یہ خود بخود واضح ہیں ان میں مزید کسی تشریح کی حاجت نہیں۔ صرف ایک چیز یہاں ناظرین یاد رکھیں کہ شیعہ بزرگوں کی مستند و معتبر کتابوں میں درج ہے کہ ابن عباسؓ کا علم حضرت علیؓ کے علم سے آیا ہے اور حضرت علیؓ کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے حاصل ہوا اور نبی کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

.....فقال ابن عباس علیّ علّمنی وکان عِلْمُه من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ورسول اللہ عِلْمُه من اللہ من فوق عرشه فعلم النبیّ من اللہ وعلم علیٍ من النبیّ وعلمی من علم علیؓ"

۱۔ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۰۷، بمع ترجمہ فارسی المناقب طبع جدید طہرانی۔

۲۔ امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۱۱۔ طبع نجف اشرف عراق۔

دوستو! یاد رکھو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے انہی علوم میں سے مندرجۂ بالا روایت بھی ہے جس میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے فضائل وکمالات کو نہایت احسن طریقہ سے ابن عباسؓ کی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا گیا ہے۔

انتباہ

(۱) اگر کسی شیعہ دوست کو مسعودی مؤرخ کے تشیّع میں شبہ ہو تو تھوڑی سی تکلیف فرما کر اپنی کتاب "تنقیح المقال فی احوال الرجال" للشیخ عبداللہ المامقانی ج ۲، ص ۲۸۳، تحت علی بن الحسین بن علی المسعودی ملاحظہ فرماویں نہایت تسلّی ہو جائے گی۔ یہ گزارش قبل ازیں بھی ہم نے عرض کر دی ہوئی ہے۔

یاد دہانی کے لیے پھر یہاں تحریر کر دیا ہے۔

(۲) ۔ نیز شیخ عباس قمی نے اپنی تصنیف تحفۃ الاحباب صفحہ ۲۲۷ پر (تحت علی بن الحسین بن علی الهذلی المعروف المسعودی) فاضل مسعودی کے حق میں درج کیا ہے کہ:

"این شیخ جلیل از اجلّہ امامیّہ است و بر بعضے از علماء اشتباہ شدہ وآنجناب را از علماء عامہ محسوب نمودہ اند"

یعنی مسعودی امامیّہ کے بڑے بزرگوں میں سے ہے اور بعض علماء پر یہ بات مشتبہ ہوگئی کہ انہوں نے مسعودی کو سنّی علماء سے شمار کر دیا"

——— مختصر یہ ہے کہ

شیعہ کے اکابر علماء و مؤرخین نے مندرجہ بالا ابن عبّاس کی روایت کو نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ بنی ہاشم کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی ساری زندگی حضرت علیؓ کی نصرت و حمایت میں گزری۔

ان کا یہ بیان ہم نے دوستوں کی کتابوں سے پیش کیا ہے۔ حضرت سیّدنا عثمانؓ کا مقام (جو ہاشمی حضرات کے نزدیک ہے) معلوم کرنے کے لیے امید ہے یہ بیان کافی ہوگا۔

باب چہارم

— باب ہذا میں سیدنا امیر المومنین عثمان ؓ ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ و ہاشمی بزرگوں کے مابین مختلف انواع کے روابط و تعلقات ذکر کیے جائیں گے۔

(۱) باہمی مشورہ سے احکامِ شرعی کا نفاذ۔ اسلامی حدود کا اجراء، شراب نوشی، زنا وغیرہ جرائم پر سزائیں۔

(۲) خلافتِ عثمانی میں اہم عہدوں اور مناصب پر ہاشمی بزرگوں کا تعیّن کیا جانا۔

(۳) ہاشمی حضرات کا عدالتِ عثمانی کی طرف رجوع کرنا اور فیصلوں کا مشاورت سے طے پانا۔

(۴) حضرت سیدنا عثمان ؓ کا ہاشمی جنازوں کا پڑھانا۔

(۵) خلافتِ عثمانی کے دوران جہاد اور جنگی واقعات میں ہاشمی احباب کا شریکِ کار رہنا۔

(۶) رشتہ دارانِ نبی ؐ اور اولادِ علی ؓ کے "مالی حقوق" کی ادائیگی کا خیال رکھنا وغیرہ عنوانات کے تحت اس باب میں کلام کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

— اختصار کے پیشِ نظر باب کے آخر میں مندرجہ واقعات کے فوائد و ثمرات یکجا عرض کیے جائیں گے۔ جن میں اُلفت و رفاقت کا ثبوت اور خاندانی تعصب کا فقدان واضح ہو جائے گا۔

(۱)

اجرائے احکام میں حضرت عثمانؓ و علی المرتضیٰؓ کا عملی تعاون

قبل ازیں بھی یہ چیز واضح کی گئی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں قضا کے عہدہ پر علی المرتضیٰؓ ماُمور و متعین کیے جاتے تھے۔ حدود اللہ جاری کرنے کی ضرورت پیش آتی تو کئی دفعہ یہ خدمت حضرت علیؓ کی نگرانی میں انجام پاتی تھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں معاملات کے فیصلے اور اجراءِ احکام کی ضرورت پیش آتی تو حضرت علی المرتضیٰؓ کو ان مواقع میں شامل رکھا جاتا تھا۔ اور حد جاری کرنے، جرائم قبیحہ پر سزا دینے کا موقعہ پیش آتا تو حضرت عثمانؓ کئی بار یہ کام حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔

"خلیفۃ المسلمین" کے لیے بیک وقت تمام کام خود سرانجام دینے مشکل ہوتے ہیں۔ بنابریں نظامِ خلافت میں تقسیم کار کے طور پر اسی قسم کے مسائل متعدد دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ذمہ لگاتے جاتے تھے اور وہ باحسن وجوہ ان کو تمام فرماتے تھے۔

قضایا کی مشاورت میں حضرت علیؓ کی شمولیت

علامہ بیہقیؒ نے عثمانی دور کے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے طریق کار کا بعبارت ذیل ذکر کیا ہے۔

اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں:

——— عن عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن سعید وکان اسمہ الصرم فسماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعیداً قال حدثنی جدی قال کان عثمان رضی اللہ عنہ اذا جلس علی المقاعد جاءہ الخصمان فقال لاحدھما اذھب ادع علیاً وقال للآخر اذھب فادع طلحۃ والزبیر ونفراً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقول لھما تکلما ثم یقبل علی القوم فیقول ما تقولون فان قالوا ما یوافق رأیہ امضاہ والا نظر فیہ بعد فیقومان وقد سلما۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۱۰، ص ۱۱۲
باب من یشاور، کتاب آداب القاضی)

——— ..... عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میرے پردادا کا نام الصرم تھا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تبدیل فرما کر سعید نام تجویز فرمایا، پھر ان کے دادا نے ذکر کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے تنازعات کے فیصلہ کے لیے تشریف فرما ہوتے تو ان کی خدمت میں فریقین (مدعی، مدعا علیہ) پہنچتے، ایک کو فرماتے کہ جا کر علی ابن ابی طالبؓ کو بلا لائیے اور دوسرے کو حکم دیتے کہ ایک جماعت صحابہ کو بمعہ طلحہؓ و زبیرؓ کے بلا کر لائیے۔ اس کے بعد فریقین کو ارشاد فرماتے کہ اب اپنے اپنے بیانات پیش کیجیے۔ بیانات کی پیشی کے بعد ان صحابۂ کرام (یعنی حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہم) کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ آپ حضرات کی اس مقدمہ کے فیصلہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ (اس معاملہ میں) اگر حضرت عثمانؓ کی رائے

ان حضرات کی رائے کے موافق ہو جاتی تو اسی وقت اس کا فیصلہ فرما کر اجرا کر دیتے تھے۔ اگر رائے میں اختلاف ہوتا تو بعد میں غور و فکر کرتے۔ پس دونوں فریق اٹھ کر واپس ہوتے درآں حالیکہ وہ اپنے فیصلہ کے متعلق راضی ہو چکے ہوتے "

شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے دور میں حدود اللہ جاری کرنے کا کام حضرت علیؓ کے سپرد ہوا کرتا تھا۔ کتاب قرب الاسناد مع جعفریات میں یہ روایت باسند درج ہے۔

.... جعفر بن محمد عن آباءہٖ ان ابا بکر و عمر و عثمان کانوا یرفعون الحدود الی علی بن ابی طالب الخ

(قرب الاسناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری۔ باب دیۃ البہائم وغیرہا، ص ۱۳۳، طبع طہرانی)

یعنی حضرت جعفر صادق اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمان حدیں جاری کرنے کے مقدمات کو حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد کر دیتے تھے۔"

—— اس طرح اشتراکِ عمل سے اور ایک دوسرے کے ساتھ عملی تعاون سے ان حضرات کے درمیان دینی روابط قائم تھے۔ اس پر چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

شراب نوشی پر سزا۔ ولید بن عقبہ کا واقعہ

"....... عن حصین بن ساسان الرقاشی قال حضرت عثمان بن عفان واتی بالولید بن عقبۃ قد شرب الخمر وشھد علیہ حمران بن ابان ورجل آخر فقال عثمان لعلیؓ اقم علیہ الحد فامر علی عبد اللہ بن جعفر ان یجلدہٗ فاخذ فی جلدہٖ وعلیؓ

یعد حتی جلد اربعین ثمّ قال لہٗ اَمسِک قال جلد رسُول اللہ علیہ وسلّم اربعین وجلد ابو بکر اربعین وعمر صدراً من خلافتہ ثم اتمھا عمر ثمانین وکلُّ سنّۃٌ وھٰذا احبّ اِلیّ ۔‘‘

(کنز العمال، ج ۳، ص ۱۰۲، روایت ۱۸۷۵، جلد ثالث طبع اوّل ۔ دکن)

اور بخاری شریف جلد اول باب مناقب عثمان میں یہ واقعہ مختصراً بالفاظ ذیل موجود ہے۔

’’ . . . . ان عثمانؓ دعا علیاً فامرہٗ ان یجلدہٗ فجلدہ ثمانین ۔‘‘

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۲۲ ۔ باب مناقب عثمانؓ)

خلاصہ یہ ہے کہ حصین بن ساسان رقاشی نے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہُوا، اُس وقت حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو پیش کیا گیا اس نے شراب نوشی کی تھی اس پر دو گواہوں (حمران بن ابان اور ایک اور شخص) نے شہادت دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے عبد اللہؓ بن جعفر کو فرمان دیا کہ ولید کو حد لگایئے۔ عبد اللہ بن جعفر نے دُرّے لگانے شروع کیے۔ حضرت علیؓ ساتھ ساتھ شمار کرتے گئے حتیٰ کہ چالیس دُرّے لگاتے گئے۔ پھر فرمایا ٹھہریئے! فرمانے لگے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چالیس دُرّے لگاتے تھے اور ابو بکرؓ الصدّیق نے چالیس لگائے اور عمرؓ بن الخطاب نے اپنی خلافت کی ابتدا میں چالیس دُرّے لگائے پھر اَسّی تعدد کر دیئے اور تمام عدد سُنّت کا طریقہ ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔‘‘

اور بخاری کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ ولیدؓ کو حد لگایئے تو حضرت علیؓ نے ولید کو اَسّی دُرّے لگائے۔

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ واقعہ کی تائید شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ فاضل کلینی نے "فروع کافی" باب مایجب فیہ الحد من الشراب میں اور ابن شہر آشوب نے اپنے مناقب میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں ذکر کی ہے۔

..... قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول ان الولید بن عقبۃ حین شھد علیہ یشرب الخمر قال عثمان لعلیؑ صلوات اللہ اقض بینہ وبین ھؤلاء الذین یزعمون انہ شرب الخمر فامر علیؑ فجلد بسوط لہ شعبتان اربعین جلدۃ۔

(۱) فروع کافی جلد ثالث، ج ۳، ص ۱۱۷۔ باب مایجب فیہ الحد من الشراب۔ طبع نول کشور لکھنؤ۔

(۲) مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۱۲۰ فصل مسابقتہ علیہ السلام بالحزم وترک المداہنۃ۔ طبع ہند

(۳) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۲۶۷ بحوالہ ابی الفرج الاصفہانی الشیعی، طبع بیروت۔ ذکر الولید مافعلہ حتی استوجب الحد والعزل۔

(۴) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۶۵، جلد ثانی طبع بیروت

یعنی محمد باقر فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے خلاف جب شراب پینے کی شہادت دی گئی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ولید اور اس کے شہادت دہندہ کے درمیان فیصلہ کیجیے پس حضرت علیؓ نے ولید کو چالیس کوڑے لگوائے۔ اس کوڑے کی دو شاخیں بنی ہوئی تھیں۔

ایک وضاحت

سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کی سزا میں جو اضافہ کر کے اسی درہ تک کر دیا تو یہ پیش آمدہ حالات کی بنا پر تھا اور زجر و توبیخ میں سختی کی ضرورت تھی۔ نیز یہ چیز تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ان کی رضامندی سے ہوئی۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس پر عمل درآمد رہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی قولاً و فعلاً تائید کی اور فرمایا کہ وکلٌ سنۃٌ ھٰذا احب الیّ (یعنی اضافہ شدہ سزا یہ سب سنّت کے موافق ہے اور مجھے بہت پسندیدہ ہے)۔

اندریں حالات کسی صحابی نے (ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی) اس قسم کے اضافہ کو سُنّت کے طریقے کے خلاف نہیں قرار دیا۔

احباب کی تسکینِ خاطر کے لیے مزید عرض کیا جاتا ہے کہ اگر عند الضرورۃ سزا میں اس طرح اضافہ کرنا بدعت ہے (جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صادر ہوا) تو

ع   این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

یعنی "ائمہ معصومین نے بھی شراب خور کی سزا اسّی عدد دُرّے ہی ذکر کی ہے۔

عبارتِ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ شیعہ کی کتاب فروع کافی میں ہے کہ:

—— ... عن اسحٰق بن عمار قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السّلام عن رجلٍ شرب حسوۃ خمر قال یجلد ثمانین جلدۃ قلیلھا وکثیرھا حرامٌ"۔

(فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۷، باب ما یجب فیہ الحد من الشراب۔ طبع لکھنؤ۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

ابو عبد اللہ علیہ السّلام یقول ان فی کتاب علیٍ صلوات اللہ علیہ یضرب شارب الخمر ثمانین وشارب النبیذ ثمانین "

(فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۷، جلد ثالث باب مذکور)

"یعنی حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ شراب پینے والے کی سزا اَسّی دُرّے ہے خواہ تھوڑی پیئے خواہ زیادہ۔ اور نبیذ پینے کی سزا بھی اسّی دُرّے ہیں"

جعفر صادقؒ کے فرمان سے معلوم ہُوا کہ شراب خوری کی سزا جو عند الضرورۃ بڑھا دی گئی تھی وہ ہرگز بدعت نہیں تھی۔

تنبیہ

ولید بن عقبہ کی شراب نوشی اور اس پر سزا کی مزید بحث انشاء اللہ تعالیٰ جواب مطاعنِ عثمانی کے تحت بحث ثانی میں آئے گی۔ وہاں ولید پر تراشیدہ الزامات کے جوابات مفصل درج ہوں گے۔ وہاں آپ اس مسئلہ کی باقی بحث ملاحظہ فرما سکیں گے۔

زنا پر حد لگانے کا واقعہ

مُسند امام احمد جلد اوّل میں مُسندات مرتضوی کے تحت مندرجہ ذیل واقعہ مذکور ہے:۔

"..... عن الحسن بن سعد عن ابیہ ان یحنس وصفیّۃ کانا من سبی الخمس فزنت صفیّۃ برجلٍ من الخمس فولدت غلامًا فادّعاہ الزانی ویحنس فاختصما الی عثمانؓ فرفعھما الی

علیؓ بن ابی طالب فقال علیؓ اقضی فیھما بقضاء رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الولد للفراش وللعاھر الحجر وجلدھما خمسین خمسین۔"

(مُسند امام احمد، ج ا، ص ۱۰۴ تحت مسنداتِ علیؓ طبع مصر معہ منتخب کنز)

"یعنی (خلافتِ عثمانی میں) ایک شخص مسمّٰی یحنّس اور مسمّاۃ صفیّہ مال غنیمت میں سے بطورِ خمس کے قیدی بنا کر لائے گئے۔ (اس دوران) میں صفیّہ نے قیدیوں میں ایک شخص کے ساتھ زنا کیا اس کا بچّہ متولّد ہوا۔ بچہ کے متعلق زانی نے اور یحنّس مذکور نے حضرت عثمانؓ کی عدالت میں تنازعہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس مقدمہ کو حضرت علیؓ کی طرف روانہ کر دیا (کہ ان کا فیصلہ کیجیے)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں نبوی فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں، بچّہ نکاح والے کو ملے گا اور زانی کو پتھر نصیب ہوگا، پھر زانی و زانیہ کو پچاس پچاس تازیانے لگائے گئے۔"

بدفعلی کی سزا کا واقعہ

مندرجہ ذیل واقعہ میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ کا باہم مشورہ ہُوا، اس کے بعد مجرم کو سزا دی گئی۔

—— عن سالم بن عبد اللہ و ابان بن عثمان و زید بن حسن ان عثمان بن عفان اتی برجل قد فجر بغلام من قریش فقال احصن؟ قالوا قد تزوج بامرأۃ ولم یدخل بھا بعد

فقال علیؓ لعثمانؓ لو دخل بها لحل علیه الرجم فاما اذ لم یدخل بها فاجلده الحدّ فقال ابو ایوبؓ اشهد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الذی ذکر ابو الحسن فامر به عثمان فجلد مأئة "

(۱) مجمع الزوائد و منبع الفوائد لنور الدین الہیثمی (علی بن ابی بکر المتوفی ۸۰۷ھ) بحوالہ الطبرانی ج ۶ ص ۲۷۲۔
باب ما جاء فی اللواط۔

(۲) کنز العمال، ج ۳، ص ۹۹ بحوالہ (طب)۔ روایت ۱۸۳۰، طبع اوّل قدیم۔

حاصل کلام یہ ہے کہ:

"سالم بن عبداللہ۔ ابان بن عثمان۔ زید بن حسن ان تینوں نے کہا کہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے ایک قریش کے غلام کے ساتھ بدفعلی کی تھی (حضرت علیؓ بھی موجود تھے) حضرت عثمانؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ شخص شادی شدہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا نکاح ہوا ہے البتہ رخصتی نہیں ہوئی۔ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص شادی شدہ ہوتا (یعنی رخصتی ہو چکی ہوتی) تو اس پر رجم واجب تھا (یعنی سنگسار کر کے اس کو جان سے مار دیا جاتا)۔

جب اس کی بیوی کی رخصتی نہیں ہوئی تو اس پر حد لگانی چاہیے۔ (یعنی دُرّے لگائے جائیں) ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس طرح ابو الحسن (علی بن ابی طالبؓ) نے مسئلہ بیان

کیا ہے اسی طرح میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنا تھا۔
اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے (اس کے اجراء کا) حکم صادر فرمایا اور بدکار شخص کو ایک سو دُرّے لگائے گئے۔"

چشم تلف کر دینے کا ایک مقدمہ

شیعہ علماء نے اس واقعہ کو فروع کافی میں امام جعفر صادقؒ سے نقل کیا ہے:

——عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان عثمان اتاہ رجل من قیس بمولی لہ قد لطم عینہ فانزل الماء فیہا وھی قائمۃ لیس یبصر بہا شیئاً فقال لہ اُعطیک الدیۃ فابی قال فارسل بہما الی علی علیہ السلام وقال احکم بین ھٰذین فاعطاہ الدیۃ فابی قال فلم یزالوا یعطونہ حتی اعطوہ دیتین قال فقال لیس ارید الا القصاص الخ

(فروع کافی جلد ثالث، ص ۱۷۵ باب ان الجروح قصاص، طبع نول کشور لکھنؤ)

یعنی حضرت جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ قبیلۂ قیس کا ایک شخص اپنے مولیٰ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس تنازع لے کر آیا کہ اس نے یعنی مولیٰ نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے آنکھ سے بینائی جاتی رہی ہے اس میں پانی بھر گیا لیکن آنکھ اپنی جگہ موجود تھی۔
حضرت عثمانؓ نے (مصالحت کی کوشش کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں تجھے (آنکھ کے عوض میں) دیت دلاتا ہوں۔ اس شخص نے عوضانہ لینے سے انکار کر دیا۔ جعفر صادق کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے ان...

دونوں کو علی بن ابی طالبؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ آپ ان کا فیصلہ کریں
حضرت علیؓ نے بھی پہلے دیت (یعنی جُرم کا عوضانہ) دینا چاہا وہ انکاری
ہُوا حتیٰ کہ دو دیتیں (دوگنا عوضانہ) اس کو دینے کے لیے تیار ہوئے
مگر اُس شخص نے قصاص لینے کے بغیر کوئی چیز قبول نہ کی۔"

(۲)

عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کے عُہدے اور مناصب

— سابقہ واقعات سے معلوم ہُوا کہ اِجراءِ احکامات کے سلسلہ میں عہدِ عثمانی میں حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے ساتھ دستِ راست کے طور پر کام کرتے تھے۔

— اب یہ چیز ذکر کی جاتی ہے۔ خلافتِ عثمانی میں دیگر ہاشمی بزرگوں کو بھی (جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی عم زاد برادران ہیں) عہدۂ قضا پر قاضی تجویز کیا جاتا تھا اور وہ بخوشی اس منصب کو قبول کر کے نظامِ خلافت میں شریکِ کار رہتے تھے۔

اور بعض اوقات ہاشمی نوجوانوں کو اہم مواضع کا والی و حاکم بنایا جاتا تھا۔ وہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے تھے اور نظامِ حکومت میں شامل ہو کر عمدہ نظم قائم رکھتے تھے۔

— ان حضرات کے پیشِ نظر "اسلامی نظام" کا اِجراء و قیام تھا جسے وہ بحسن وخوبی سرانجام دیتے تھے اور "دینی نظام" کا اِحیاء و اِبقاء تھا جس کو ...

اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیے ہوتے تھے۔
ان کے سامنے قبائلی تفریق، نسلی امتیازات اور خاندانی عداوتیں ہرگز نہ تھیں یہ بعد کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ ناظرین کرام اس عرضداشت کو خوب ملحوظ رکھیں۔
ـــــ ذیل میں چند واقعات اس مسئلہ پر پیش کیے جاتے ہیں، امید ہے اطمینان کا باعث ہونگے۔

قضاء کا عہدہ

(۱) ـــــ ابو طالب کے برادر حارث بن عبد المطّلب کے پوتے مغیرہ بن نوفل بن الحارث قریشی ہاشمی عہد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام) میں ہجرت سے قبل مکہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے زیرک، باہمّت اور مدبّر جوان تھے حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد انہوں نے حضور علیہ السّلام کی نواسی (امامہؓ بنت ابی العاص) کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ حضرت امامہؓ کی ماں حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔
ـــــ مغیرہؓ بن نوفل کے متعلق تراجم صحابہ کی کتابوں میں لکھا ہے ..
". . . . وکان المغیرة بن نوفل قاضیاً فی خلافة عثمان"
یعنی خلافتِ عثمانی میں مغیرہؓ بن نوفل قاضی اور جج تھے۔

(۱) ـــــ الاستیعاب لابن عبد البر، ج ۳ ص ۳۶۶ - معہ اصابہ تحت مغیرہ بن نوفل القرشی الہاشمی۔

(۲) ـــــ اُسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۴، صفحہ ۴۰۸ تحت مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم

(۳) الاصابہ (معہ استیعاب) ج ۳، ص ۴۳۳ تحت مغیرہ بن نوفل بن الحارث - الخ -

گورنری کا عہد

(۲) ابو طالب کے بھائی حارث بن عبدالمطلب کے پڑپوتے عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی ہیں ان کی ماں کا نام ہند بنت ابی سفیان ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عبداللہ کا تولد ہوا ان کو ان کی ماں (ہند) اپنی بہن ام حبیبہ رض (بنت ابی سفیان) جو نبی کریم علیہ السلام کی حرم محترم تھیں، کے پاس لائیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے۔ فرمایا ام حبیبہ! یہ کون بچہ ہے؟ تو ام حبیبہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کے چچا زاد برادر کا اور میری بہن کا بچہ ہے۔ پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بابرکت لعابِ دہن عبداللہ کے منہ میں ڈالا اور انکے حق میں کلماتِ دعاء فرماتے۔

انہی حضرت عبداللہ رض کے متعلق مذکور ہے کہ

"۔۔۔۔ انہ کان علی مکۃ زمن عثمان"

"۔۔۔۔ خلافتِ عثمانی کے دوران حضرت عبداللہ بن الحارث مکہ شریف پر حاکم اور والی تھے"

(۱)۔۔۔ الطبقات الکبیر لابن سعد، ج ۵، ص ۱۵ تحت عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ج ۵ ص ۱۸۱ جلد خامس، تحت عبداللہ المذکور

مکہ میں اہم کاموں پر تعیّنات

(۳)۔۔۔ صحابہ کرام رض کے تراجم ذکر کرنے والے علماء نے لکھا ہے کہ عبداللہ رض

مذکور کے والد الحارثؓ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب ہاشمی صحابی تھے اور مکّہ شریف میں بعض اہم کاموں پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو متعیّن فرمایا تھا پھر عہدِ صدّیقی اور فاروقی میں حسبِ سابق مامور تھے اور عثمانی دورِ خلافت میں بھی حضرت عثمانؓ کی طرف سے بعض اُمور پر اسی طرح متعیّن و مقرر تھے۔ اس کے بعد بصرہ کی طرف منتقل ہو گئے، اور خلافتِ عثمانی کے آخر میں بصرہ میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

یہ مسئلہ عبارتِ ذیل میں درج ہے:

— .... واستعمل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الحارث بن نوفل علی بعض اعمال مکۃ ثم ولّاہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ مکۃ. الخ

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۴ - ق ۱، ص ۳۹ تحت الحارث بن نوفل بن الحارث۔

— فاستعملہ علی بعض عملہ بمکۃ واقرّہٗ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمان ثم انتقل الی البصرۃ .... ومات بہا فی آخر خلافۃ عثمان"

(۲) الاصابہ لابن حجر، ج اول، ص ۲۹۲ تحت الحارث بن نوفل بن الحارث۔

(۳)

عدالتِ عثمانی کی طرف ہاشمیوں کا رجوع کرنا اور فیصلہ طلب مقدمات کا باہم مشورہ سے طے پانا اور عثمانی فیصلوں کی تصدیق و تائید کرنا

مندرجہ عنوانات پر ذیل میں روایات کی کتابوں سے واقعات نقل کیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات ان چیزوں پر نظر غائر فرمائیں گے تو عثمانی خلافت کی حقانیت و صداقت جیسے نتائج و فوائد پر بآسانی مطلع ہو سکیں گے۔

(۱)

اس واقعہ کو عبدالرزاقؒ نے المصنف میں اور بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ میں ذکر کیا ہے۔

.... ھشام بن عروۃ یحدث عن ابیہ قال اتی عبداللہ بن جعفر الزبیر فقال انی ابتعت بیعًا بکذا وکذا وان علیاً یرید ان یأتی عثمانؓ فیسألہ ان یحجر علیّ فقال لہ الزبیرؓ فانا شریک فی البیع فاتی علیٌّ عثمانؓ فقال لہ ان ابن جعفر ابتاع کذا کذا فاحجر علیہ فقال الزبیر انا شریکہ فی البیع فقال عثمانؓ کیف احجر علی رجلٍ فی بیع شریکہ الزبیر۔

(۱)۔ المصنف لعبدالرزاق، ج ۸، ص ۲۶۷-۲۶۸
باب المفلّس والمحجور علیہ۔

(۲)۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۶۱، باب مذکور

"ہشام بن عُروہ اپنے باپ عُروہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن جعفرؓ طیّار ایک روز حضرت زُبیرؓ بن عوام کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ مَیں نے فلاں زمین اتنے اتنے (دراہم) سے خرید کی ہے (اور حضرت علیؓ کو یہ خرید ناپسند ہے اور وہ اس کے خلاف ہیں)۔ حضرت علیؓ خلیفۂ وقت عثمانؓ کے پاس جا کر میرے خلاف مجھ پر حجر کرانا یعنی (پابندی) لگوانا چاہتے ہیں۔ تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ مَیں اس بیع میں تیرے ساتھ شریک ہو جاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ (ہمارے برادر زادے) عبداللہ بن جعفرؓ نے فلاں چیز خرید کی ہے آپ ان پر حجر (یعنی پابندی) لگا دیجیے۔ اور حضرت زبیرؓ بھی وہاں پہنچ گئے فرمانے لگے کہ اس خرید میں میں بھی شریک ہوں اس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا جس بیع میں حضرت زبیرؓ جیسے بزرگ شریک ہو جائیں اس پر میں حجر کیسے کر سکتا ہوں؟ (یعنی پابندی لگانا مناسب نہیں)۔"

(۲)

دوسرا واقعہ امام مالکؒ کی مشہور کتاب مؤطا امام مالکؒ میں مذکور ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اس کو نقل کیا ہے:-

..... عن محمد بن یحیی بن حبان قال کانت عند جدی حبان امرأتان هاشمية وانصارية فطلق الانصارية وهي ترضع فمرت بها سنة ثم هلك ولم تحض فقالت انا ارثه لم احض فاختصما الى عثمان بن عفان فقضى لها بالميراث فلامت الهاشمية

عثمان فقال ھٰذا عمل ابن عمک ھو اشار علینا بھٰذا یعنی علیؓ بن ابی طالب۔

(۱) موطا امام مالک ص ۲۰۸، باب طلاق المریض، مطبوعہ مجتبائی دہلی
(۲) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۵، ص ۲۱۰، باب ما قالوا فی الرجل یطلق امرأتہ فترفع حیضتہا، طبع حیدرآباد دکن۔
(۳) کتاب السنن لسعید بن منصور، ص ۳۰۸۔ القسم الاول من المجلد الثالث۔ مجلس علمی ڈابھیل۔
(۴) المؤطا لامام محمد، ص ۲۶۹ طبع مصطفائی قدیم۔ باب المرأۃ یطلقہا زوجہا طلاقاً... الخ۔

حاصل یہ ہے کہ:

محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حبانؓ بن منقذ کے نکاح میں دو عورتیں تھیں، ایک ہاشمیہ دوسری انصاریہ۔ حبان نے انصاریہ کو طلاق دے دی۔ وہ مرضعہ تھی، یعنی بچہ کو دودھ پلاتی تھی۔ حبانؓ اندریں حالات فوت ہوگئے۔ انصاریہ کو ایک سال تک حیض نہ آیا۔ اس نے اپنے متوفی خاوند کے مال میں میراث کا دعویٰ دائر کر دیا۔ ہاشمیہ و انصاریہ دونوں یہ مقدمہ حضرت عثمانؓ کی عدالت میں لے گئیں۔ انصاریہ کو میراث سے حضرت عثمانؓ نے حصہ دے دیا تو ہاشمیہ حضرت عثمانؓ کو ملامت کرنے لگی۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تیرے چچازاد بھائی علیؓ بن ابی طالب نے اس میں اسی طرح رائے دی، یہ ان کا فیصلہ ہے جس کو نافذ کیا گیا۔"

تنبیہ ۔ اس ہاشمیہ عورت کا نام ہند بنت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تھا۔ اس کا تذکرہ الاستیعاب جلد چہارم میں اور الاصابہ میں بھی درج ہے۔ وہاں

یہ قصہ بھی منقول ہے اور اُسد الغابہ میں ہند بن ربیعہ بن عبد المطلب کے تحت قصۂ مندرجۂ بالا مذکور ہے۔

اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی حسبِ عادت قطع و برید کرکے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲ ص ۱۳۔ جزء ثالث طبع ہند قضایاہ (علیہ السلام) فی عہد الثالث۔

(۴)

"مُصنّف عبد الرزاق" جلد سادس میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی اپنی زوجہ فاطمہ بنت عتبہ سے ایک دفعہ ناچاقی ہو گئی۔ بیوی خاوند سے ناراض ہو کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچی۔ (روایت میں ہے) کہ

فشدت علیہا ثیابہا فجاءت عثمانؓ فذکرت ذالک لہٗ فضحک فارسل الیٰ ابن عباس و معاویۃؓ فقال ابن عباسؓ لافرقنّ بینہما فقال معاویۃ ماکنت لافرّق بین شیخین من بنی عبد مناف فاتیا فوجدا ھما قد اغلقا علیہما ابوابہما و اصلحا امرھما فرجعا۔

(۱) (المصنّف لعبد الرزاق جلد ۶ ص ۵۱۲۔ طبع مجلس علمی)

(۲) الاصابہ لابن حجر ص ۳۷۲ ج ۴ تحت فاطمہ بنت عتبہ۔

"یعنی عقیل کی بیوی (فاطمہ بنت عتبہ) نے بُرقع پہن لیا اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچی۔ اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ (سن کر) حضرت عثمان ذوالنورینؓ ہنس پڑے اور (اس جھگڑے کا فیصلہ ابن عباسؓ اور امیر معاویہؓ کے سپرد فرمایا۔ (میاں بیوی کے بیانات سن کر) عبداللہ بن عباسؓ۔

نے کہا کہ میری رائے میں ان دونوں کے درمیان تفریق و جدائی کر دی جاتی۔ اور امیر معاویہؓ نے کہا کہ میں بنی عبد مناف کے دو عمر رسیدہ ہستیوں کے درمیان تفریق کرانا نہیں چاہتا۔ (اس کے بعد) دونوں فیصل حضرات، (ابن عباسؓ و امیر معاویہؓ) عقیلؓ بن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ میاں بیوی نے گھر کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور باہم صلح کر لی ہے تو یہ حضرات واپس چلے آئے۔

(۴)

عبدالرزاق نے "المصنّف" جلد سابع، ابواب الطلاق میں مندرجہ ذیل واقعہ ذکر کیا ہے:۔

...... عن ایوب قال کتب الولید الی الحجاج ان سل من قبلک عن المفقود اذا جاء وقد تزوجت امرأته فسأل الحجاج ابا ملیح بن اسامة فقال ابو ملیح حدثتنی بنیسة بنت عمر الشیبانیة انها فقدت زوجها فی غزوة غزاها فلم تدر أهلک ام لا؟ فتربصت اربع سنین ثم تزوجت فجاء زوجها الاول وقد تزوجت قالت فرکب زوجای الی عثمان فوجداه محصوراً نسألاه وذکرا له امرهما فقالا عثمانؓ أعلی هذه الحال؟ قالا قد وقع ولابد قال فخیّر الاول بین امرأته وبین صداقها قال فلم یلبث ان قتل عثمان فرکبا بعد حتی اتیا علیاً بالکوفة فسألاه فقال أعلی هذه الحال؟ قالا قد کان ما تری ولابد من القول فیه قالت و اخبراه بقضاء عثمان فقال ما اری لهما الا ما قال عثمان۔

فاختار الاوّل الصداق قالت فاعنت زوجي الآخر بالفين كان الصداق اربعة آلاف۔

(المصنّف لعبد الرزاق، ج ۷، ص ۸۸-۸۹۔ باب التي لا تعلم مهلك زوجها)

"... ابو ملیح بن اُسامہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نُہیمہ بنت عمر شیبانیہ نے مجھے بیان کیا، ایک غزوہ میں اس کا خاوند مفقود الخبر ہو گیا۔ پتہ نہیں چلتا تھا کہ مر گیا یا زندہ ہے؟ وہ عورت چار برس تک انتظار کرتی رہی (تا کہ کوئی خبر مل سکے) اس کے بعد اس نے دوسری جگہ نکاح کر لیا (جب شادی ہو چکی تو) پہلا شوہر پہنچ گیا (تنازعہ رونما ہو گیا) نُہیمہ بنت عمر نے کہا کہ (فیصلہ کرانے کے لیے) میرے دونوں خاوند حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے۔ ان ایام میں حضرت عثمانؓ باغیوں کی وجہ سے محصور تھے۔ زوجین نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں دریافت کرتے ہو؟ انہوں نے (معذرت کرتے ہوئے) عرض کیا کہ یہ واقعہ پیش آ گیا اس کا فیصلہ ضروری ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے خاوند کو دو صورتوں میں سے ایک اختیار کرنی ہو گی، یا تو عورت کو اختیار کرے، یا اپنا مہر لے لے، کچھ دن گزرے تو حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ اور (حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوتے)۔

پھر دونوں خاوند حضرت علیؓ کے پاس کوفہ میں مقدمہ لے گئے حضرت مرتضیٰ سے فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ ان پریشان کن حالات میں دریافت کرتے ہو؟ جواب میں دونوں نے عذر خواہی کرتے ہوئے فیصلہ کے لیے اصرار کیا اور حضرت عثمانؓ کا سابقہ فیصلہ بھی بتایا تو اس وقت

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس مقدمہ کے متعلق میرا وہی فیصلہ ہے جو عثمانؓ نے دیا۔ میری وہی راستے ہے جو عثمانؓ نے قائم کی۔ تو پہلے خاوند نے مہر لینے کو پسند کیا۔ بنیہہ کہتی تھی کہ مہر چار ہزار درہم تھا۔ مہر ادا کرنے میں میں نے دو ہزار دے کر دوسرے خاوند کی اعانت کی۔"

(۴)

امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ بن عفان کا ہاشمی حضرات کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور ہاشمیوں کے جنازے کی نماز پڑھانا

— عنوان بالا کے سلسلہ میں چند چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں ان میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور اکابر ہاشمی حضرات کے خوش تر مراسم درج ہیں اور دونوں خاندانوں کے مابین عمدہ تعلقات مذکور ہیں۔

(۱)

حضرت عباس بن عبد المطلب کا احترام

سیدنا عباسؓ جس طرح علی المرتضیٰؓ کے عم محترم ہیں اسی طرح سید الکونین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے چچا ہیں۔ بنی ہاشم کے اکابر بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے اور ان کے اکرام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ روایات کی کتابوں میں منقول ہے کہ

(۱) ——— وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلّہ و

یعظمہ و ینزلہٗ منزلۃ الوالد من الولد و یقول ھٰذا بقیۃ آبائیؒ"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۶۱ - تذکرہ عباس بن عبدالمطلب تحت سنہ ۳۲ھ)

"یعنی رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم عبّاس بن عبدالمطلب کا اِجلال و احترام کرتے تھے، جیسے اولاد اپنے والد کی عزت و توقیر کرتی ہے۔ اور آپ فرماتے تھے حضرت عباسؓ ہمارے آباء و اجداد کے بقایا ہیں (یہ باقی رہ گئے ہیں دوسرے فوت ہو چکے ہیں)۔

(۲) ——— نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت و تابعداری کرتے ہوتے حضرات صحابہ کرامؓ بھی حضرت عباس کا اِکرام و اجلال ملحوظ رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے متعلق مذکور ہے۔

——— ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عثمانؓ بن عفان کانا اذا مرّا بالعباس وھما راکبان نزجلا اِکراماً لہٗ۔

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۶۲ - تذکرہ عباس تحت ۳۲ھ

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر، ج ۳، ص ۹۸، معہ اصابہ "تذکرہ عباس بن عبدالمطلب"۔

(۳) تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۲۳ - تحت عباس بن عبدالمطلب۔

"یعنی سیّدنا عمر فاروقؓ و سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ جب سوار ہونے کی حالت میں حضرت عباسؓ کے پاس گزرتے تو سواری سے اُتر جاتے اور پیادہ پا چلنے لگتے۔ یہ حضرت عباسؓ کے احترام کے پیشِ نظر کرتے تھے۔"

(۳) ـــــ حضرت عثمان ذوالنورین کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص نے حضرت عباسؓ کی توہین کی، اس پر حضرت عثمانؓ نے اس کو سزا دی تھی۔ طبری اور کنزالعمال میں یہ قصہ مندرج ہے۔

ـــــ ... عن القاسم بن محمد قال کان مما احدث عثمان فرضی به منه انه ضَرَبَ رَجُلًا فِی مُنَازَعَةٍ اِسْتَخَفَّ فِیْهَا بالعباس بن عبد المطّلب فقیل لَهٗ فقال اَیُفَخَّمُ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم عَمَّهٗ وَاُرَخِّصَ فِی الْاِسْتِخْفَافِ بِهٖ لَقَدْ خَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلّی اللّٰه علیه وسلّم مَنْ رَضِیَ فِعْلَ ذَالِکَ فرضی بِهٖ مِنْهُ ۔

حاصل یہ ہے کہ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے ایک جدید کام کیا اور وہ پسند کیا گیا۔ وہ یہ کہ ایک شخص کا عم نبوی حضرت عباسؓ کے ساتھ تنازعہ ہو گیا۔ اس نے حضرت عباسؓ کے حق میں خفت آمیز کلمات استعمال کیے۔ اس پر حضرت عثمان ذوالنورین نے اس کو زدوکوب کیا۔ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو کہا (کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟) جواباً فرمانے لگے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اپنے چچا عباس کی تعظیم کریں اور میں ان کے استخفاف واستحقار کی رخصت دے دوں؟

جو شخص ایسے فعل پر راضی ہو اور اس کو پسند کرے اس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کر دی۔"

(۱) تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۳۶۔ تحت ذکر بعض سیر عثمانؓ۔

(۲) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ص ۸۵-۸۶

(۳) کنز العمال، ج ۷، ص ۶۹، طبع اوّل کتاب الفضائل۔
ذکر عباس بن عبد المطلب۔

(۲)

حضرت ذُوالنورین نے حضرت عباسؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی

(۱) — ابن عبد البرؒ نے الاستیعاب میں اور ابن کثیرؒ نے البدایہ میں مسئلہ ہٰذا کو درج کیا ہے، فرماتے ہیں:

"..... توفی العباس بالمدینة یوم الجمعة لاثنتی عشرة لیلةً خلت من رجب وقیل بل من رمضان سنة اثنتین و ثلاثین (۳۲ھ) قبل قتل عثمان رضی اللہ عنہ بسنتین و صلی علیه عثمان رضی اللہ عنہ ودفن بالبقیع وھو ابن ثمان وثمانین سنةً"

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر جلد ثالث، ص ۱۰۰،
تذکرہ عباس بن عبد المطلب۔

(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ۷، ص ۱۶۲، تحت سنہ ۳۲ھ
ذکر عباس۔

"یعنی ۳۲ھ (بتیس ہجری) ۱۲ رجب یا (عند البعض) رمضان المبارک بروز جمعہ مدینہ طیبہ میں حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قریباً دو برس قبل یہ واقعہ پیش آیا۔ نمازِ جنازہ حضرت ذوالنورین عثمانؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون

ہوتے۔ اٹھاسی سال کی عمر پائی۔"

حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہؒ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ غنی کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے پڑھائی۔

(۲) ــــ محمد بن حنفیہؒ کی والدہ (خولہ بنت جعفر بن قیس) قبیلہ بنی حنیفہ سے تھی۔ جنگ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہو کر آئی تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے حکم سے حضرت سیدنا علیؓ کو عطا کی گئی۔

محمد بن حنفیہؒ کی وفات محرم الحرام کی ابتداء ۸۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر (۶۵) پینسٹھ سال کی تھی۔ خلیفۂ وقت عبدالملک بن مروان تھا۔ خلیفۂ وقت کی جانب سے مدینہ طیبہ کے والی و حاکم حضرت ابان بن عثمان بن عفان تھے۔ جب محمد بن حنفیہ کا جنازہ لایا گیا اس وقت ابان بن عثمان غنیؓ بھی تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہؒ کے بیٹے ابوہاشم عبداللہ وغیرہ موجود تھے، انہوں نے ابان بن عثمانؓ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"نحن نعلم ان الامام اولیٰ بالصلوٰۃ ولولا ذالک ما قدمناک فقال زید بن السائب ھٰکذا سمعت اباھاشم یقول فتقدم فصلّی علیہ۔

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۸۶ - طبع لیدن، "تذکرہ محمد بن حنفیہ)

"یعنی ہم کو معلوم ہے کہ (مسلمانوں کا) امام اور حاکم نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ اس طرح نہ ہوتا تو ہم آپ کو

مقدم نہ کرتے۔ پھر آبان بن عثمان بن عفان آگے بڑھے اور محمد بن حنفیہ کی نماز جنازہ پڑھائی ۔"

تنبیہ

ناظرین کرام کی خدمت میں ہم یہاں ایک سابقہ مسئلہ کی یاد دہانی کرانا مناسب خیال کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دین اسلام کا قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امیر المؤمنین اور حاکم وقت کو ہوتا ہے جیسا کہ یہاں یہ مسئلہ حضرت علیؓ کے پوتے اور محمد بن حنفیہ کے لڑکے بیان کر رہے ہیں یا پھر وہ شخص پڑھا سکتا ہے جسے حاکم وقت کی اجازت حاصل ہو۔ اس قاعدہ شرعی کے تحت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا جنازہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا تھا اور کسی صاحب نے نہیں پڑھایا۔ اور جہاں کہیں روایات کی کتابوں میں صدیق اکبرؓ کے ماسوا اس جنازہ پڑھانے کا ذکر پایا جاتا ہے وہ راوی کا اپنا ظن و گمان ہے اور قاعدہ شرعی (مسلّم بین الفریقین) کے مقابلہ میں روایت کرنے والے کا اپنا گمان و ظن متروک ہوتا ہے قبل ازیں کتاب ہذا کے صدیقی حصہ (بحث جنازہ سیدہ فاطمہؓ) میں یہ مسئلہ مفصل و مدلل بیان کر دیا گیا ہے۔ رجوع فرما دیں۔

عبداللہ بن جعفر طیار کا جنازہ حضرت ابان بن عثمانؓ نے پڑھایا

(۳۰) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی بھتیجے اور داماد تھے بنی ہاشم کے مشہور بزرگ اور نیک صالح آدمی تھے۔ اکثر مورخین اور اہل التراجم نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال سن اسّی (۸۰ھ) ہجری میں مدینہ طیبہ میں ہوا خلیفہ عبدالملک کی طرف سے اس وقت مدینہ کے حاکم اور امیر ابان بن سیدنا عثمانؓ بن عفان تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار فوت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ حضرت ابان موصوف

نے پڑھائی۔ یہ اُس سال کا واقعہ ہے جس سال مکہ میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا اور لدے ہوئے اونٹوں کو بھی بہا کر لے گیا تھا (اس کو عام الجحاف کہتے تھے)۔

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبر، ج ۲، ص ۲۶۷ معہ الاصابہ، تذکرہ عبداللہ بن جعفر)۔

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۱۳۵۔ تذکرہ عبداللہ۔

(۳) الاصابہ فی احوال الصحابہ لابن حجر، ج ۲، ص ۲۸۱ معہ استیعاب تذکرہ عبداللہ بن جعفر طیار۔

(۵)

خلافتِ عثمانی میں ہاشمی حضرات کا شریکِ جہاد ہونا

حضرت سیدنا ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں دیگر صحابہ کرام کی طرح ہاشمی حضرات بھی ہر مرحلہ پر امیر المومنین عثمانؓ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہر مقام میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے تھے۔ اور ان حضرات کے درمیان قبائلی تعصب اور باہمی عصبیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ چنانچہ اس نوع کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں (سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ) و بھتیجوں و چچازاد بھائیوں وغیرہ ہاشمی حضرات کا جنگی مواقع میں شریک کار ہونا اور شریکِ جہاد ہونا ثابت ہے۔

(ا)

غزوۂ طرابلس و افریقیہ وغیرہ

(سنہ ۲۶ھ)

مشہور مؤرخ ابن اثیر الجزری نے الکامل میں اور ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون میں نقل کیا ہے کہ:

(۱) ..... فاستشار عثمانؓ من عندہ من الصحابۃ فاشار اکثرھم بذالک فجھّز الیہ العساکر من المدینۃ وفیھم جماعۃٌ من اعیان الصحابۃ منھم عبد اللہ بن العباس وغیرہٗ فسار بھم عبد اللہ بن سعد الی افریقۃ فلما وصلوا الی برقۃ لقیھم عقبۃ بن نافع فیمن معہٗ من المسلمین الخ

(الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۴۵۔ تحت سنۃ ست وعشرین (سنہ ۲۶ھ)۔ طبع مصر

(۲) ..... ثم لَمَّا وَلِیَ عبد اللہ بن ابی سرح استأذن عثمان فی ذالک واستمدّہٗ فاستشار عثمانؓ الصحابۃ فاشاروا بہٖ فجھّز العساکر من المدینۃ وفیھم جماعۃٌ من الصحابۃ منھم ابن عباس وابن عمرو ابن عمرو بن العاص وابن جعفر والحسن والحسین وابن الزبیر وساروا مع عبد اللہ بن ابی سرح سنۃ ست وعشرین ۲۶ ولقیھم عقبۃ بن نافع فیمن معہ من المسلمین ببرقۃ ثم ساروا الی طرابلس فنھبوا الروم عندھا ثم ساروا الی افریقیۃ وبثّوا السرایا فی کل ناحیۃٍ ۔

(تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۰۳۔ تحت عنوان ولایۃ عبداللہ بن ابی سرح علی مصر و فتح افریقیہ)

ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ :

۲۶ھ (چھبیس) میں جب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (مصر کے علاقے کے) امیر اور والی مقرر ہوئے تو (خلیفۂ وقت) حضرت عثمان ذوالنورین ؓ سے (مغربی ممالک طرابلس وغیرہ) اور افریقیہ کی طرف جہاد پر جانے کے لیے اذن طلب کیا۔

صحابہ کرامؓ سے مشورہ

حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں حضرات صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے جہاد پر جانے کا مشورہ دیا (کہ ان اطراف میں اسلامی لشکر جانا چاہیے)۔ اندریں حالات مدینہ طیبہ سے جہاد کے لیے ایک لشکر مرتب کیا گیا جس میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت شامل ہوئی۔

عبداللہ بن العباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن جعفر، الحسن بن علی المرتضیٰ، الحسین بن علی المرتضیٰ، عبداللہ بن الزبیرؓ وغیرہم حضرات اس میں شریک و شامل تھے۔ اور یہ جیش اسلامی (۲۶ھ) میں عبداللہ بن ابی سرح کی نگرانی و قیادت میں جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اور برقہ کے مقام پر عقبہ بن نافع سے ان کی ملاقات ہوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔ پھر یہ تمام حضرات طرابلس وغیرہ کی طرف چل پڑے۔ اور علاقہ روم سے ان کو غنائم حاصل ہوئے اس کے بعد (یہ کثیر) جماعت افریقیہ کی مہم کی طرف روانہ ہو گئی۔ اور اس ملک کے مختلف علاقہ جات کی طرف انہوں نے اپنے مجاہدین پھیلا دیئے۔"

تنبیہ:۔ افریقہ کی ان جنگوں کو بعض مؤرخین نے سنہ ۲۷ھ (سبع وعشرین) کے تحت درج کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ابنِ خیاط نے اپنی تاریخ کے جلد اوّل میں سنہ ۲۷ھ کے واقعات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱ ص ۱۴۳ تحت سنۃ ۲۷ھ سبع وعشرین)۔

(۲)

غزوۂ خراسان وطبرستان وجرجان وغیرہ میں شریک ہونا

(سنہ ۳۰ھ)

اس کے چند برس بعد مندرجۂ ذیل ممالک کی طرف سعید بن العاص اموی کی قیادت میں ایک لشکر اسلامی کوفہ سے سنہ تیس ۳۰ ہجری میں روانہ ہُوا۔ اس میں بھی اکابر ہاشمی حضرات پُوری طرح شریکِ کار ہُوتے، مدتوں جہاد میں شریکِ عمل رہے۔ فتوحات حاصل کیں، غنائم میں سے حصّہ لیا اور بخیر وعافیت واپس ہوتے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ابن اثیر جزری نے الکامل میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں اپنی اپنی عبارات میں ان واقعات کو درج کیا ہے اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اس کو نقل کیا ہے۔

(۱) ——— . . . . عن حنش بن مالک قال غزا سعید بن العاص من الکوفة سنة (۳۰ھ) یرید خراسان ومعه حذیفة بن الیمان وناس من اصحاب رسول اللہ ومعه الحسن والحسین وعبد اللہ بن العباس وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو بن العاص و

عبداللہ بن الزبیر۔ الخ

(تاریخ الامم والملوک لابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۵۷، تحت سنۃ ثلاثین ۳۰ ـ طبع قدیم مصر)۔

(۲) ــــ ..... فان سعیداً غزاھا من الکوفۃ سنۃ ثلاثین ۳۰ و معہ الحسنؓ و الحسینؓ و ابن عباس و ابن عمر بن الخطاب و عبداللہ بن عمرو بن العاص وحذیفۃ بن الیمان وابن الزبیر و ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

(تاریخ ابن اثیر الجزری (الکامل)، ج ۳، ص ۵۴ ـ ذکر غزوہ طبرستان)

(۳) ــــ ذکر المدائینی ان سعید بن العاص رکب فی جیشٍ فیہ الحسن و الحسین والعبادلۃ الاربعۃ وحذیفۃ بن الیمان فی خلقٍ من الصحابۃ وسار بھم فمرّ علی بلدان شتّٰی یصالحونہ علی اموالٍ جزیلۃٍ حتیٰ انتھی الی بلد معاملۃ جرجان فقاتلوہ حتّٰی احتاجوا الی صلوٰۃ الخوف"

البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۴ ـ تحت سنۃ ثلاثین من الھجرۃ ـ

(۴) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۱۸ ـ تحت عنوان، غزوۂ طبرستان، طبع بیروت۔

مندرجاتِ بالا کا حاصل یہ ہے کہ

سن تیس ۳۰ ہجری میں کوفہ کے مقام سے جہاد کے لیے ایک جیشِ اسلام تیار ہو کر خراسان وغیرہ ممالک کی طرف روانہ ہُوا۔

لشکر کی کمان اور قیادت سعید بن العاص اموی نے کی جو حضرت عثمانؓ کی جانب

سے کوفہ کے حاکم تھے)۔اس لشکر میں بہت سے اکابر حضرات شریک ہوئے شریک ہونے والوں میں حضرت حسن بن علیؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ۔ وغیرہم حضرات تھے۔

مختلف مواضعات اور شہروں پر ان کا گذر ہوا۔ اموالِ کثیرہ پر صلح و مصالحت ہوتی گئی حتیٰ کہ جرجان کے علاقہ میں جا پہنچے۔

وہاں جنگ و قتال کی نوبت پیش آئی اور اس موقعہ پر صلوٰۃ الخوف بھی پڑھی گئی۔"

(۳)

سن بتیس ۳۲ ہجری میں شرکت جہاد کا ایک واقعہ

سن ۳۲ھ میں سیدنا عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں سعید بن العاص (اموی) کی ماتحتی میں اسلامی لشکر بلنجر کے علاقہ میں پہنچا۔ اہلِ بلنجر اور ترک قوم دونوں نے مل کر مسلمان فوجوں کا مقابلہ کیا اور شدید قتال پیش آیا۔ مسلمانوں کے ایک عظیم آدمی عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے۔ وقتی طور پر مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہوا۔

——— پھر مسلمانوں نے اپنی فوج کے دو حصّے کر لیے۔ فوج کا ایک حصّہ بلادِ خزر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور فوج کا دوسرا حصّہ علاقہ جیلان و جرجان کی جانب چل دیا۔ لشکر کے اس دوسرے حصّہ میں حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ شامل و شریک تھے۔

مؤرخ ابن جریر طبری اور ابنِ اثیر جزری اور ابنِ کثیر دمشقی نے اپنے اپنے

الفاظ میں واقعہ ہذا کو نقل کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل عبارت البدایہ سے منقول ہے۔

. . . . فقتل یومئذٍ عبدالرحمٰن بن ربیعہ کان یقال لہٗ ذو النور و انہزم المسلمون فافترقوا فرقتین ففرقۃٌ ذھبت الی بلاد الخزر۔ وفرقۃٌ سلکوا ناحیۃ جیلان و جرجان و فی ھٰؤلاء ابو ھریرۃ و سلمان الفارسی رضی اللہ عنہم۔

(۱)۔۔۔ تاریخ ابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۸۷۔ تحت سنۃ ۳۲ھ ۔ طبع مصر قدیمی۔

(۲)۔۔۔ الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۶۹ تحت سنۃ ۳۲ھ۔ طبع مصر۔

(۳)۔۔۔ البدایہ، ص ۱۶۰، لابن کثیر، جلد سابع تحت سنۃ ۳۲ھ طبع مصر۔

جہاد میں شرکت اور اس قسم کے واقعات اسلامی تاریخ میں بہت پائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں ہمیشہ شریک جہاد رہتے تھے۔ مندرجہ واقعہ میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کا شریکِ غزوات ہونا مذکور ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ وہ بزرگ ہیں جو شیعہ احباب کی روایات کی رُو سے ہمیشہ ہر کام میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی منشاء اور رضامندی کو سامنے رکھتے تھے۔ اور ان کے مشورہ کے بغیر کوئی عملی پروگرام نہیں جاری کرتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کے خاص ہم نواؤں میں سے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح خود ہاشمی حضرات خلافتِ عثمانی میں شریکِ جہاد

رہتے تھے اسی طرح ہاشمیوں کے ہم نوا حضرات بھی اس دورِ مبارک میں شرکتِ جہاد کو کارِ خیر جانتے تھے اور جہاد میں عملاً حصہ لیتے تھے۔

(۴)

۳۵ھ کا ایک واقعہ

—— حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ کے ایک فرزند معبدؓ بن العباس ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ ان کی والدہ کا نام ام الفضل ہے۔ اُمّ الفضل حضرت میمونہ (امّ المومنینؓ) کی ہمشیرہ تھیں۔

حضرت معبد بن العباسؓ حضور علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں متولد ہوئے تھے بچپن تھا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث محفوظ نہیں کر سکے۔ ان کے متعلق علماء تراجم نے لکھا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ کے عہدِ خلافت میں یعنی ۳۵ھ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی ماتحتی میں افریقہ کے علاقہ میں شریک جہاد ہوئے اور وہاں شہید ہو گئے۔ بعض علماء نے معبد بن عباس کے شرکتِ جہاد کے واقعہ کو ۳۵ھ سے قبل بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ اہلِ علم کی تسلی کے لیے عبارت ذکر کی جاتی ہے۔

—— معبد بن العباس بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی یکنّٰی اباالعباس ولد علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یحفظ عنہ قتل بافریقیۃ شہیداً اسنۃ

خمس وثلاثین فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ وکان قد غزاھا مع ابن ابی سرح و امہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث اخت میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر (معہ اصابہ) ج ۳، ص ۴۳۶-۴۳۷ تحت معبد بن العباس۔

(۲)— الاصابہ لابن حجر (معہ استیعاب) جلد ثالث، ص ۴۵۷ تحت معبد بن العباس۔

(۳)— اسد الغابہ، جلد رابع لابن اثیر الجزری، ص ۳۹۲۔ تحت معبد مذکور۔

(۴)— فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۴۔ تحت فتح افریقیہ، طبع اُولیٰ، مصر۔

ناظرین کرام!

— ان تاریخی حقائق نے بتلا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہاشمیوں اور اُمویوں کے درمیان قبائلی تعصب نہ تھا اور قبیلہ پرستی کا تصور پیش نظر نہ تھا اور نہ ہی ہاشمی، اموی امتیازات ان کے سامنے تھے، صرف اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر باہم متفق و متحد ہو کر کام کرتے تھے اور اسلام کی اشاعت کے لیے جہاد میں شامل ہوتے تھے۔

(۶)

سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں نبی کریمؐ کے رشتہ داروں کے مالی حقوق

سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں حضورؐ کے رشتہ داروں کے

مالی حقوق خمس سے۔ فدک کی آمد سے۔ اور دیگر فتوحات وعطیات وغیرہ سے ادا کیے جاتے تھے۔ پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں بھی نبوی دستور کے موافق ذوی القربیٰ کے مالی حقوق پورے کیے جاتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت میں بھی اقارب رسولؐ کے یہ واجبات احسن طریقہ سے پورے ہوئے۔ ان کی تفصیلات فریقین کی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ قبل ازیں حصہ صدیقی وحصہ فاروقی میں ہم درج کر چکے ہیں۔

اب حصہ عثمانی میں "مالی حقوق" کی ادائیگی کے مسئلہ کو دُہرانا مناسب خیال کیا ہے تاکہ ناظرین باتمکین پر واضح ہو جائے کہ حضرت عثمانؓ بھی اپنی خلافت میں "مالی حقوق" کو صحیح طور پر ادا کرتے تھے۔ خلفاء ثلاثہ میں سے کسی خلیفہ نے بھی یہ حقوق نہ تو ضائع کیے اور نہ غصب کیے بلکہ اموالِ مفتوحہ میں سے موقع بموقع ادا کرتے رہے۔

——— جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک یہ چیز مسلّم ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہؓ عادل اور منصف تھے، ظالم اور غاصب نہیں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کسی شخص پر ظلم اور ستم روا نہیں رکھا۔ عدل وانصاف ان کی صفت تھی۔ حقداروں کا حق ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ساتھیوں کی قرآن مجید میں یہ صفت بیان کی ہے کہ:

"یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرنا ان کا شیوہ ہے۔"

تو یہ حضرات ایسے کام کرتے تھے جن سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اور جن کاموں سے حق تعالیٰ ناراض ہوں وہ ان کے نزدیک بھی نہیں جاتے تھے۔ لہٰذا قرآن مجید کی ان تصریحات کے بعد واقعات اور حوالہ جات کی شکل میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں جو اصل مضمون کے لیے مؤید ہیں۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق پر ثبت ہیں۔

اس مسئلہ کے اثبات کے لیے پہلے چند ایک واقعات اپنی کتابوں سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد شیعہ احباب کی کتابوں سے اس مسئلہ کی تائید سامنے رکھی جائے گی۔

حضرت علیؓ کے لیے عثمانی عطیات

(۱)—— سعید بن العاص حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے والی وحاکم تھے۔ ایک دفعہ کوفہ سے مدینہ پہنچے۔ اس موقع کا واقعہ لکھا ہے:

"قَدِمَ سعید بن العاص المدینة وافداً علی عثمانؓ فبعث الی وجوہ المھاجرین والانصار بصلاتٍ وکُسیً وبعث الی علی بن ابی طالبؓ ایضاً فقبل مابُعِثَ اِلیه۔

"یعنی سعید حضرت عثمانؓ کی خدمت میں کوفہ سے مدینہ پہنچے اور مہاجرین وانصار کے سرکردہ لوگوں کی طرف عطیات بھجوائے اور کپڑے پوشاکیں ارسال کیں اور حضرت علیؓ کی طرف بھی عطیے اور ہدیے ارسال کیے حضرت علیؓ نے ان کو قبول فرمایا" (طبقات ابن سعد ج ۵، ص ۲۱ تحت سعید بن العاص)

(۲)—— اسی طرح سنہ ۳۲ھ میں جب خراسان کا علاقہ اور آمل اور مرو وغیرہ مقامات عبداللہ بن عامر فاتح کی نگرانی کے تحت مفتوح ہوئے اور ان مہموں کے بعد عبداللہ بن عامر واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضری دی۔ (اس کے بعد) اہلِ مدینہ کو عطیات دینے شروع کیے حضرت علیؓ کو تین ہزار درہم بھجوائے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ ابن عامر کو فرمایا کہ تیرا بُرا ہو تو نے علیؓ بن ابی طالب کے لیے صرف یہ قلیل رقم ارسال کی عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ ایک شخص کو زیادہ دے دینے کو میں نے ناپسند کیا اور

اس کے متعلق آپ کی رائے بھی مجھے معلوم نہ تھی۔

امیر المومنین عثمان ؓ نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب کو زیادہ دیجیے اس کے بعد عبداللہ نے حضرت علیؓ کی طرف بیس ہزار درہم ارسال کیے اور اس کے ساتھ دیگر اشیاء بھی بھجوائیں۔

—— مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پاس حضرت علیؓ تشریف لاتے۔ وہ لوگ قریش کے متعلق عبداللہ بن عامر کے ہدایا وعطایا کا باہم تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عامر قریشی جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی بات مزاحمت کے قابل نہیں۔

طبقات ابن سعد کی عبارت ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے:

.... فقال (عثمانؓ) لابنِ عامر فبِمَ الله رأيك أن تسل الى عَلِيٍّ بثلاثة آلاف درهم قال كرهت ان اغرق ولم ادر ما رأيك قال فَاَغرِقْ قال فبعث اليه بعشرين الف درهم وما يتبعها قال فراح علىٌّ إلى المسجد فانتهى الى حلقة وهم يتذاكرون صِلاتِ ابن عامر هذا الحيّ من قريش فقال علي هو سيّد فتيان قريش غير مدافع۔

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲۔ تذکرہ عبداللہ بن عامر، طبع لیدن۔

(۳) مطلبی ہاشمی کے لیے ایک خاص رعایت

—— تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجارتی کاموں میں

شریکِ کار رہتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو اس زمانہ میں ربیعہ مذکور کے لڑکے عباسؓ بن ربیعہ نے امیرالمؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر بن کریز کو تحریر فرمادیں کہ وہ مجھے ایک لاکھ درہم قرض دے دے۔ دوسرے یہ کہ مجھے رہائش کے لیے مکان کی ضرورت ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر بن کریز کو تحریراً فرمان دیا اور ابنِ عامر نے ایک لاکھ درہم عباس کو دے دیا۔ اور مکانات کے لیے ایک حویلی ان کے لیے متعین کر دی۔ اس کو دارِ عباس بن ربیعہ آج تک کہا جاتا ہے۔ یہ واقعہ عبارتِ ذیل میں منقول ہے:۔

"۔۔۔۔ عن شُعَیم بن حفص قال کان ربیعة بن الحارث بن عبد المطلب شریک عثمان فی الجاهلیة فقال العباس بن ربیعة لعثمان اکتب لی ابن عامر یسلفنی مائة الف فکتب فاعطاه مائة الف وصله بها واقطعه دارهٗ دار العباس بن ربیعة الیوم"

(تاریخ الامم والملوک للطبری، ص ۱۳۸-۱۳۹، جلد خامس تحت سنة ۳۵ھ۔ ذکر بعض سیر عثمان بن عفانؓ طبع مصر)

مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ

(شیعہ کتب سے)

حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد برادر عبداللہ بن عامر بن کریز فتحِ خراسان کی مہم پر گئے ہوئے تھے۔ خراسان کو فتح کیا۔ غنائم حاصل ہوئے۔ اس علاقے کے بادشاہ یزدجرد کی دو لڑکیاں مالِ غنیمت میں محبوس ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

پھر خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ نے انہیں حضرات حسنینؓ کو عطا فرمایا۔ یہ تمام واقعہ شیعہ علماء نے امام علی رضاؒ کی زبانی درج کیا ہے۔ ذیل میں ان کی معتبر کتاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ میں مضمونِ بالا کی تائید ہے۔

کتاب تنقیح المقال میں "شہر بانو" کے تحت لکھا ہے کہ:

.... عن سھل بن القاسم النوشنجانی قال قال لی الرضاؒ بخراسان ان بیننا وبینکم نسباً قلت وما ھو؟ ایھا الامیر! قال ان عبداللہ بن عامر بن کریز لما افتتح خراسان اصاب ابنتین لیزدجرد ابن شھریار ملک الاعاجم فبعث بھما الی عثمان بن عفان فوھب احدٰھما للحسن والاخریٰ للحسینؓ فماتتا عندھما نفساوین وکانت صاحبۃ الحسین نفست بعلی بن الحسین علیھما السلام۔ الخ

یعنی سہل بن قاسم نوشنجانی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضاؒ نے مجھے خراسان کے علاقہ میں فرمایا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان نسبی رشتہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو علی رضاؒ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن عامر نے (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے افواج کے امیر تھے) خراسان فتح کیا تو عجمیوں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی دو لڑکیاں اس کو ہاتھ لگیں، اس نے دونوں لڑکیوں کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ایک لڑکی حضرت حسن بن علیؓ کو بخش دی اور دوسری حضرت حسین بن علی کو دے دی۔ یہ دونوں لڑکیاں حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ہاں صاحبِ اولاد ہو کر فوت ہوئیں۔ اور جو لڑکی

حضرت حسین کی اہلیہ[1] تھیں ان سے حضرت علی بن حسینؓ (زین العابدین) متولد ہوئے ۔"

(تنقیح المقال فی علم الرجال للشیخ عبداللہ المامقانی ص۸۰، ج ۳، من فصل النساء، باب السین والشین تحت شہربانو طبع طہران ۔ (آخر جلد ثالث)

(۲) ابن ہیثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں بلیٰ کانت فی ایدینا فدک الخ متن کے ذیل میں ایک طویل بحث کی ہے ۔ اٹھارہ مقاصد بیان کیے ہیں مقصد ثامن میں یہ روایت نقل کی ہے ، اس میں حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ

---

[1] قولہ اہلیہ الخ ۔ کہا جا سکتا ہے کہ شہربانو کا یہ واقعہ قبل ازیں حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں حضرت عمرؓ کے فتوحات و غنائم میں درج ہو چکا ہے یہاں حضرت عثمانؓ کے فتوحات میں نقل کرنا تضاد بیانی ہے ۔ اس شبہ کے ازالہ کے لیے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ ہم نے شیعہ علماء کا بیان بطور الزام نقل کر دیا ہے ۔ اگر یہ تضاد بیانی ہے تو اُن کے علماء نے ذکر کی ہے ہم ناقل ہیں ۔ یہ ان کے ائمہ کے فرمودات ہیں ۔ اگر ضرورت سمجھیں تو اس کا رفع تضاد خود ہی فرما دیں ۔ ہمارے استدلال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا ۔ شہربانو (بنت یزدجرد) کا واقعہ اگر خلافتِ فاروقی میں پیش آیا تھا تب بھی ٹھیک ہے ۔ اگر خلافتِ فاروقی میں نہیں بلکہ خلافتِ عثمانی میں ہوا تب بھی درست ہے ۔ مقصود یہ ہے کہ خلیفہ دوم و خلیفہ سوم نے ہاشمیوں کے مالی حقوق غنائم وغیرہ سے ادا کیے ، ضائع نہیں کیے ۔ اور ان حضرات کے باہمی تعلقات و روابط ٹھیک طرح قائم تھے ۔ ھٰذا ہو المرام ۔

(منہ)

کی فدک کے متعلق جو گفتگو ہوئی وہاں مذکور ہے۔

کان رسول اللہ صلعم یأخذ من فدک قوتکم ویقسّم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بھا کما کان یصنع فرضیت بذالک واخذت العھد علیہ بہ وکان یأخذ غلّتھا فیدفع الیھم منھا ما یکفیھم ثُمَّ فعلت الخلفاء بعدہٗ کذالک الخ

(۱) شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی، ج ۵، ص ۱۰۷ طبع جدید طہرانی۔ تحت مقصد ثامن، ذکر فدک

(۲) "درۃ النجفیۃ" لابراہیم بن حاجی حسین ص ۳۳۲ طبع قدیم ایران، ذکر فدک، تحت متن مذکور بلی کانت فی ایدینا فدک۔

"یعنی ابوبکر الصدّیق نے حضرت فاطمہؓ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ لوگوں کے مصارف فدک سے لے لیتے تھے اور باقی مال کو تقسیم کر دیتے اور اللہ کی راہ میں لگا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میں آپ کے حق میں وہی صورت جاری رکھوں گا جو آپ کے والد شریف آپ کے حق میں جاری رکھتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اس بات پر رضامند ہوگئیں، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس چیز پر پختہ عہد لیا۔ حضرت ابوبکرؓ فدک کی آمدنی کا غلہ لے کر آلِ نبیؐ کو دیتے تھے جتنا قدر ان کی ضرورت کو پورا کر سکے اور کافی ہو جاتے۔ پھر حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کے بعد خلفاء (عمرؓ بن الخطاب وعثمانؓ بن عفان وعلی بن ابی طالبؓ) اسی طرح

عمل کرتے رہے اور دیتے رہے۔"

ـــــ شیعہ احباب کی دو معتبر کتابوں کے حوالہ کے بعد شیعہ کا ایک مزید حوالہ درج کرنا ضروری خیال کیا ہے اس وجہ سے کہ مندرجہ ذیل عبارت میں ابن ابی الحدید شیعی نے ہر ایک خلیفہ کا الگ الگ نام تحریر کر کے یہ مضمون بیان کیا ہے :-

(۳) "۔۔۔۔ کان ابو بکر یأخذ غلتها و یدفع الیهم منها ما یکفیهم و یقسم الباقی و کان عمر کذالک ثم کان عثمان کذالک ثم کان علی کذالک الخ"

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی، ج ۴، ص ۱۱۱۔ طبع بیروت۔ باب ما فعل ابو بکرؓ لفدک و ما قالہ فی شانہا)۔

خلاصہ یہ ہے "فدک کی آمد کا غلہ لے کر حضرت ابو بکرؓ آل نبی کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہوتا تھا اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ بن عفان بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اسی طرح کرتے تھے۔"

(۴) ـــــ چودھویں صدی کے مشہور شیعہ عالم و مجتہد سید علی نقی فیض الاسلام نے اپنی فارسی شرح نہج البلاغہ میں یہی مسئلہ بالفاظ ذیل درج کیا ہے :-

"۔۔۔ خلاصہ ابو بکر غلہ و سود آں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میداد و خلفاء بعد از وہم بر آں اسلوب رفتار نمودند۔"

یعنی فدک کی آمدن (غلہ وغیرہ) بقدر کفایت اہل بیت کو حضرت ابو بکرؓ دیا کرتے تھے اور آپ کے بعد والے خلفاء نے بھی اسی کے

موافق عمل جاری رکھا"

(ترجمہ وشرح فارسی نہج البلاغہ، ج ۵ ص ۹۶۰ طبع طہرانی۔
تحت عبارت بلی کانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلته السماء الخ)

فوائد و نتائج

باب چہارم میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر ہاشمی حضرات اور حضرت عثمانؓ کے مابین تعلقات کے چند نمونے ہیں ان سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱)

احکام خداوندی کے اجراء و نفاذ میں ان حضرات (یعنی عثمان ذو النورینؓ و علی المرتضیٰ) کے باہم مشورے ہوتے تھے اور باشتراک عمل سے حدود اللہ جاری کرتے تھے۔ اسلامی احکام کے اجراء میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح تعاون کرتے تھے۔ ان بزرگوں یعنی عثمانی و ہاشمی حضرات کا آپس میں کوئی عناد نہ تھا۔ اور خلافت کے معاملات میں اور اجرائے احکام میں کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ باہم عملی تعاون قائم تھا۔

(۲)

عہد عثمانی میں ہاشمی احباب کو بھی حکومت میں عہدے و مناصب دیئے گئے تھے جیسا کہ بنو اُمیہ اور دیگر قبائل کو دیئے گئے۔ ہاشمیوں کو اس مسئلہ میں نظر انداز نہیں کیا گیا اور ان کے ساتھ خاندانی تعصب کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔

(۳)

ہاشمی حضرات (یعنی حضرت علی بن ابی طالب و دیگر ہاشمی لوگ) عند الضرورۃ عدالت عثمانی کی طرف رجوع کرتے اور فیصلے طلب کرتے تھے۔ یہ واقعات بتلاتے

ہیں کہ بنو ہاشم کے نزدیک بھی خلافت عثمانی برحق تھی اور عدالت عثمانی صحیح تھی۔ اس کے فیصلے شریعتِ اسلامی کے مطابق تھے۔ نیز واضح ہُوا کہ خلافتِ عثمانی غاصبانہ اور باغیانہ نہ تھی بلکہ منصفانہ اور عادلانہ تھی۔ اس کی عدالت کے فیصلے خلافِ شرع نہیں ہوتے تھے۔ ان کی خلافت و عدالت کو غیر شرعی اور اسلامی قواعد کے برخلاف کہنا حقائق کو جھٹلانا اور انصاف کا خون کرنا ہے۔

(۴)

حضرت عثمانؓ ہاشمی اکابر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب وغیرہ کی عظمت و احترام کو پُوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت و رشتہ داری کی بنا پر یہ سب معاملہ کیا جاتا تھا اور ہاشمیوں کے جنازے کا موقعہ آتا تو خود امیرالمومنین حضرت عثمانؓ یا ان کے نائب نماز جنازہ پڑھانے کا حق ادا کرتے تھے۔ امامت نماز کا حق خلیفہ کو ہوتا ہے۔ اس اسلامی قاعدے کے تحت عمل ہُوا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ان ایام میں ہاشمیوں کے جنازوں کو ہاشمی نہیں پڑھاتے تھے بلکہ عثمانی حضرات پڑھاتے تھے جو ان کے باہمی اتحاد مذہب و اتفاق مسلک کی بیّن دلیل ہے۔

(۵)

حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت کے ایّام میں کفّار کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آتی تو ہاشمی بزرگ زادہ حضرت علیؓ کی اولاد حضرت حسنؓ و حسین وغیرہما خلیفہ وقت کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے اور مہم سر کرنے میں دوش بدوش ہو کر جنگ کرتے تھے اور غنائم سے حصّہ پاتے تھے۔ اس دور میں غنائم قواعد شرعی کے خلاف نہیں تقسیم ہوتے تھے بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ اکابر ہاشمیوں کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ ان حضرات کا غزوات میں یکے بعد دیگرے بار بار شرکت کرنا ہی اس مسئلہ کی صحت کے لیے نہایت عمدہ قرینہ ہے۔ اور

افریقیہ کے غنائم میں غلط تقسیم کا طعن معترضین کی طرف سے درست نہیں ہے۔ نیز ان بزرگوں کا اشتراکِ عمل جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خلافتِ عثمانی ان اکابر کے نزدیک بھی برحق تھی نیز حضرت عثمانؓ کے صحیح و برحق خلیفہ ہونے میں ہاشمی حضرات کو کوئی شبہ نہ تھا۔ خلافت کے معاملات میں سب ہاشمی حضرات امیر المؤمنین عثمانؓ بن عفان کے ساتھ ہوتے تھے۔ قبائلی عصبیت کا اس دور میں نام و نشان تک نہ تھا، اور خاندانی عداوتیں یکسر مفقود تھیں۔ یہ چیزیں بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۶)

نیز واضح ہوا کہ چاروں خلفاء (صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمانؓ ذوالنورینؓ، حضرت علیؓ) کی خلافتوں کے دور میں خمس و فدک کی آمد کی تقسیم میں کوئی فرق نہ تھا۔ آلِ نبیؐ و اولادِ علیؓ کی ضروریات کو فدک کی آمدنی سے پورا کیا جاتا تھا۔ رشتہ دارانِ نبوت کے مالی حقوق بشمول حضرت عثمانؓ کے کسی خلیفہ سابق نے ضائع نہیں کیے۔ حقوقِ مالیہ کے غصب کیے جانے کا یہ پروپیگنڈا صرف صحابہ کرامؓ کے متعلق بدظنی و بدگمانی پھیلانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو حقائق کے بالکل برعکس ہے۔

○

صدیقؓ عکسِ حسنِ کمالِ محمدؐ است
فاروقؓ ظلِّ جاہ و جلالِ محمدؐ است
عثمانؓ ضیاءِ شمعِ جمالِ محمدؐ است
حیدرؓ بہارِ باغِ خصالِ محمدؐ است

○

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مشرب ہیں یارانِ نبی
کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

○

باب پنجم

محاصرہ عثمانی کے متعلقات

(۱)

سیدنا امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے قبل تمام مسلمان آپس میں متفق و متحد تھے۔ ان کے درمیان کوئی رخنہ اندازی نہ تھی کہ کی طاقتوں کو ختم کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ واقعہ ہذا پیش آنے کے بعد مسلمانوں میں اختلافات برپا ہو گئے۔ مسلمانوں کی متفقہ قوت جو اعداء اسلام کے مٹانے میں صرف ہوتی تھی وہ باہمی آویزش اور نزاع میں صرف ہونے لگی۔ آپس میں جنگ و جدال کا دروازہ کھل گیا اور جو برکات نبوت مسلمانوں میں پہلے موجود تھیں وہ اس واقعہ کے بعد بطریق سابق قائم نہ رہ سکیں اور رفتہ رفتہ ختم ہونے لگیں۔

(۲)

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام میں بعض لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے چند کارندوں سے بعض انتظامی معاملات میں کچھ شکایات پیدا ہو گئیں۔ شرپسند افراد نے جن کا سرغنہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی بصورت نو مسلم منافق تھا، ان چیزوں کو ہوا دے کر اعتراضات اور مطاعن کی شکل دے دی۔ پھر آہستہ آہستہ فسادیوں نے

بغاوت[1] کا رنگ اختیار کر لیا۔ ان اشرار کا اصل مقصد مرکزِ اسلام پر ضرب لگا کر اہلِ اسلام میں پھوٹ ڈالنا تھا جو انہوں نے خلیفۂ اسلام کے قتل کے ذریعہ پورا کیا۔
چنانچہ دارالحکومت (مدینہ طیبہ) پر انہوں نے چڑھائی کر دی۔ بیتِ خلافت کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ مدت محاصرہ رکھا۔ محاصرہ کے دوران ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ ہجری کو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو ظلماً شہید کر ڈالا۔

مضمون ہذا کی مزید تفصیل تاریخ الکامل لابن اثیر الجزری ص۷۷ جلد ثالث تحت ذکر مسیر من سار الی حصر عثمانؓ :۔
میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴)

ہاشمی حضرات نے جو اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ کے ساتھ رفاقت کا ثبوت دیا اور ان کی ہمدردی کی۔ اس چیز کو یہاں باب پنجم میں چند عنوانات کی صورت میں اندراج کیا جاتا ہے تاکہ قارئینِ کرام حضرت عثمانؓ کے آخری ایّام تک موافقت اور رفاقت کے واقعات کو ایک تسلسل کے ساتھ ملاحظہ فرما سکیں۔ اور واضح ہو جائے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان آخری مراحل تک اتفاق و اتحاد قائم تھا۔ تمام عمر ان میں کوئی عداوت و بغاوت نہیں تھی۔ خاندانی منافشات ان میں بالکلیہ موجود نہ تھے اور قبائلی عصبیتیں یکسر مفقود تھیں اور خاندانی و نسلی تفریق اس دور میں ہرگز پیشِ نظر نہ تھی۔ ان چیزوں نے بعد میں جنم لیا ہے۔ مندرجہ واقعات اس چیز کی شہادت دے رہے ہیں۔

---

[1] انتظامی شکایات کی بنا پر بغاوت پیدا ہونے کے اسباب وعلل کیا تھے؟ فتنہ و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ اہلِ مدینہ نے محاصرہ کے دوران خلیفۂ وقت کی حمایت کی یا مخالفت؟ یہ تمام چیزیں تفصیل طلب ہیں۔ ہمارے سابق مضمون اور کتاب کے موضوع سے یہ الگ بحثیں ہیں اس لیے ہم نے ان کو یہاں قصداً نہیں ذکر کیا۔ (منہ)

چند عنوانات

نیابتِ حج اور ابن عباسؓ کا انتخاب

باغیوں نے مدینہ شریف کی ناکہ بندی کر لی تھی اور سیّدنا عثمان ذوالنّورین کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی آمدورفت رُک گئی۔ گھر سے باہر مسجد نبوی تک جانا دشوار ہو گیا۔ انہی ایّام میں حج کا موسم قریب آ گیا۔ باغیوں سے بچاؤ کرنے کے لیے دارِ عثمانی کے دروازے پر جو حضرات نگرانی کر رہے تھے ان میں ہاشمی حضرات بھی تھے (جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے) اور حضرت علیؓ کے عمِ محترم سیّدنا عباس بن عبدالمطلبؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن عباسؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے حتی المقدور فسادیوں کو باغیانہ حرکات سے سخت منع کیا اور دارِ عثمانؓ کی پُوری طرح نگرانی کی۔

ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ ما زال ابن عباسؓ ینھیٰ عن قتل عثمان و یعظم شانہٗ، "یعنی باغیوں کو ابن عباس ہمیشہ ہمیشہ قتلِ عثمانؓ سے منع کرتے رہے اور ان کی عظمتِ شان بیان فرماتے رہے۔ (انساب الاشراف بلاذری، ج ۵ ص ۱۰۱)۔

اسی دوران میں ایک روز حضرت عثمانؓ اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور آواز دے کر عبداللہ بن عباسؓ کو بلوایا، ان کو خطاب کر کے فرمانے لگے کہ حج کا موسم آ گیا ہے آپ میری طرف سے امیرِ حج بن کر انتظاماتِ حج کے لیے جائیے! ابنِ عباسؓ نے جواباً عرض کیا کہ اللہ کی قسم ان فسادی باغیوں کے ساتھ جہاد کرنا میرے نزدیک حج بیت اللہ سے زیادہ پسند ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو خداوند تعالیٰ کی قسم دے کر فرمایا کہ آپ ضرور جائیں۔ چنانچہ سن پینتیس (۳۵ھ) میں ابن عباس امیرِ حج بن کر روانہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے امیرِ حج کے فرائض سرانجام دیئے۔

یہ مضمون مندرجہ ذیل کتب میں مصنفین نے اپنی اپنی عبارات میں نقل کیا ہے اختصار کے پیش نظر صرف تاریخ ابن جریر طبری کی عربی عبارت لکھی جاتی ہے۔ باقی حضرات کا حوالہ دے دینا کافی ہوگا۔

... فاشرف عثمانؓ علی الناس فقال یا عبد اللہ بن عباس فدُعِیَ لہٗ فقال اذھب فانت علی الموسم وکان ممن لزم الباب فقال واللہ یا امیر المومنین لجہاد ھٰؤلاء احبّ الیّ من الحج فاقسم علیہ بینطلقن فانطلق ابن عباس علی الموسم تلک السنۃ (۳۵ھ)

(۱) تاریخ طبری، ج ۵ ص ۱۲۰۔ طبع مصری

... عن ابن عباسٍ قال دعانی عثمان فاستعملنی علی الحج فخرجت الی مکۃ فاقمت للناس الحج وقرأت علیہم کتاب عثمان الیہم ثم قدمت المدینۃ قد بُویِع بعلیٍ۔ الخ

(۲)۔ تاریخ ابن جریر طبری جلد ۵، ص ۱۵۹ تحت حالات سنۃ بیتیں خمس وثلاثین۔

(۳)۔۔ انساب الاشراف للبلاذری، ص ۲۳۔ ۲۴ جلد پنجم طبع جدید

(۴) الکامل لابن اثیر الجزری، جلد ۳، ص ۸۰۔ ذکر مقتل عثمانؓ۔

(۵) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان لمحمد بن یحییٰ الاندلسی ص ۱۲۴، ذکر منع عثمان من الماء۔ طبع بیروت۔

(۶)۔ البدایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۸۷ تحت صفۃ قتل عثمانؓ

(۷)۔ تاریخ ابن خلدون جلد ثانی ص ۱۰۵۱ بحث حصار عثمان ومقتلہ۔

(۸) اسد الغابہ فی احوال الصحابہ، ج ۳ ص ۱۹۵، تذکرہ عبد اللہ بن عباس۔

(۹) کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی، ص ۳۵۸ طبع حیدرآباد دکن۔

شیعہ مؤرخین سے تائید

مشہور شیعی مؤرخ (یعقوبی) نے لکھا ہے کہ محاصرہ عثمانی کے دوران عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب نے ۳۵ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ عبارت یہ ہے:

والسنۃ الّتی قتل فیھا فانّہ حجّ بالناس عبد اللہ بن عباس وھی سنۃ ۳۵ھ۔

(تاریخ یعقوبی، ص ۱۷۶، جلد ثانی، طبع بیروت بحث آخر ایام عثمان بن عفان)۔

—— ابن عباسؓ سیدنا عثمانؓ کو اضطرار و پریشانی کے عالم میں چھوڑ کر سفر کے لیے ہرگز آمادہ نہ تھے لیکن خلیفۂ برحق کی اطاعت و فرمانبرداری کو مقدم رکھتے ہوئے بطور نائب خلیفہ کے حج کرانے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے بعد میں باغیوں نے حضرت عثمانؓ کو ناحق قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن عباسؓ کو جب حضرت عثمانؓ مظلوم کی شہادت کی اطلاع ملی تو نہایت رنجیدہ خاطر اور غمناک ہوئے اور اپنے تأثرات ان الفاظ میں ظاہر فرماتے، فرمایا کہ لو ان الناس اجمعوا علٰی قتل عثمان لرُمُوا بالحجارۃ کما رُمِیَ قوم لوط۔

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۶، تذکرہ عثمان بن عفان طبع لیدن

(۲) انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵ ص ۱۰۱ طبع جدید۔

(۳) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ، ص ۲۴۴ طبع بیروت

یعنی اگر تمام لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر اتفاق و اجماع کر لیتے تو ان پر اسی طرح پتھروں کی بارش برسائی جاتی جس طرح قومِ لوط پر سنگباری کی گئی تھی

حضرت علی المرتضیٰ اور اُن کی اولاد کی مدافعانہ کوششیں

محاصرہ کے دوران باغیوں کی مدافعت کے لیے بار بار کوشش ہوتی رہی صحابہ کرامؓ نے متعدد دفعہ اپنی اپنی جگہ اس شرارت کو دُور کرنے کی سعی کی حضرت علیؓ اور ان کی اولاد شریف نے مسئلہ ہٰذا کو حل کرنے میں بڑی ہمت صرف کی لیکن حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کسی فرد کو اس سلسلہ میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔

(۱) ـــــ عبداللہ بن رباح حضرت سیدنا حسن بن علیؓ کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ:

"... فلقیتُ الحسن بن علیؓ داخلاً علیہ فرجعنا معہٗ لنسمع مایقول قال اَنَا ھٰذا یا امیرالمؤمنین فَاْمُرْنِی بامرِک قال اِجْلِسْ یَاابْنَ اَخِیْ حتی یاتی اللہ بامرہٖ فَاِنَّہٗ لاحاجۃ لِیْ فی الدُّنیا اوقال فی القتال"

(المصنف لعبدالرزاق، ج ۱۱ص ۴۴۷، طبع مجلس علمی)

"یعنی ابن رباح کہتے ہیں کہ میری حسن بن علیؓ سے ملاقات ہوتی۔ محاصرہ کے دوران وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ہم لوگ بھی دونوں حضرات کی گفتگو سننے کے لیے ان کے ساتھ واپس آگئے۔سیدنا حسن بن علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اے امیرالمومنین! آپ جو حکم مجھے فرما دیں وہ بجالاؤں گا۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنی جگہ تشریف رکھیے! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم تقدیر پورا فرما دیں۔ مجھے دُنیا کی کوئی حاجت نہیں یا فرمایا مجھے جنگ وجدال کی کوئی حاجت نہیں"

(۲) ـــــ اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ کے غلام اور شاگرد مسمیٰ نافع اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

..... "عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمرؓ قال اقبل هو والحسن بن علیؓ یوم قُتِل عثمانؓ فقالا لو امرنا لقاتلنا ولکنہ قال کفّوا "

(کتاب "اخبار اصفہان" لابی نعیم الاصفہانی، ج ۲، ص ۱۳۹ طبع لیدن)

"مطلب یہ ہے کہ جس روز عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے اس روز حضرت حسنؓ و عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے کہا کہ اگر حضرت عثمانؓ ہمیں حکم دیتے تو ہم قتال اور جنگ کرتے لیکن انہوں نے حکم دیا کہ سب اپنے ہاتھ روک لیں (اور کوئی میری خاطر جنگ نہ کرے)"

ـــــ سیدنا حسن بن علیؓ کی کوشش مذکور کو حضرت شیخ سید علی الہجویری لاہوریؒ نے اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" باب سابع میں عبارت ذیل میں درج کیا ہے۔

..... "چوں حسن اندر آمد و سلام گفت و ویرا بداں بلیت تعزیت کرد و گفت یا امیر المؤمنین من بے فرمانِ تو شمشیر بر مسلمانان نتوانم کشید و تو امام برحقی مرا فرمان دہ تا بلائے این قوم از تو دفع کنم۔ عثمانؓ ویرا گفت یا ابن اخی! ارجع واجلس فی بیتک حتیٰ یاتی اللہ بامرہ فلا حاجۃ لنا فی اہراق الدماء۔ ای برادر زادۂ من! باز گرد و اندر خانہ خود بنشیں! تا فرمانِ خداوند تعالیٰ و تقدیر وی چہ باشد؟ کہ ما را بخون ریختن مسلمانان حاجت نیست"

(کشف المحجوب از شیخ سید علی بن عثمان بن علی الغزنوی الہجویری اللاہوری۔ باب السابع فی ذکر ائمتہم من الصحابۃ طبع سمرقند ص ۸۶۔ طبع قدیم لاہور، ص ۵۲)۔

حاصل یہ ہے کہ:

سیدنا حسن بن علیؓ نے اندر داخل ہو کر سلام کہا اور مصیبت پیش آمدہ پران کی تعزیت کی اور کہا کہ اے امیر المومنین! میں آپ کے حکم کے بغیر تلوار بے نیام نہیں کرنا چاہتا، آپؓ امام و خلیفہ برحق ہیں۔ اجازت فرمائیے تاکہ ہم آپ سے یہ مصیبت دفع کریں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے برادر زادہ! آپ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے مکان پر تشریف رکھیے! حتیٰ کہ خداوند کریم کا حکم تقدیر جس طرح ہو پورا ہو جائے۔ مسلمانوں کی خون ریزی کی ہم کو ضرورت نہیں۔"

(۳) ...... مشہور مؤرخ خلیفہ ابن خیاط (المتوفی سنہ ۲۴۰ھ) نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ محاصرہ عثمانی کے موقعہ پر حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ بن علی اور صحابہ کرامؓ اور تابعین بھی مدافعت میں شریک تھے۔ لکھتے ہیں کہ:

عن یحیی بن عتیق عن محمد بن سیرین قال انطلق الحسن والحسین وابن عمرو ابن الزبیر ومروان کلھم شاک فی السلاح حتی دخلوا الدار فقال عثمان اعزم علیکم لما رجعتم فوضعتم اسلحتکم ولزمتم بیوتکم۔

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۱-۱۵۲۔ جلد اول۔ طبع عراق)

مطلب یہ ہے کہ:

"محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن زبیرؓ و مروان یہ تمام حضرات ہتھیار بند ہو کر (مدافعت کے لیے) حضرت عثمانؓ کے مکان میں پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ واپس چلے جائیں اور اسلحہ رکھ دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ جائیں (یعنی مدافعانہ کارروائی ترک کر دیں)۔"

(۴) ---- مندرجہ بالا روایات کے بعد اب علامہ ابن کثیرؒ کی روایات نقل کی جاتی ہیں جن میں مضمون بالا ذرا مفصل درج ہے فرماتے ہیں کہ:

"... كذلك كان عثمانؓ بن عفان يكرم الحسنؓ و الحسينؓ و يحبهما"

"یعنی حضرت عثمانؓ بن عفان، حسنین شریفین، دونوں کے ساتھ اکرام و اعزاز کے ساتھ پیش آتے تھے اور دونوں سے محبت کرتے تھے"

---- پھر لکھا ہے کہ

"وقد كان الحسن بن عليؓ يوم الدار وعثمان بن عفان محصور عنده ومعه السيف متقلداً به يحاجف عن عثمان فخشي عثمان عليه فأقسم عليه ليرجعنّ الى منزلهم تطييباً لقلب عليّ وخوفاً عليه رضي الله عنهم"

(البدایہ لابن کثیرؒ ص ۳۶-۳۷، جلد ثامن تحت حالات امام حسنؓ در ۴۹ھ)

یعنی جس وقت حضرت عثمانؓ محصور تھے اس وقت حضرت حسن بن علیؓ ان کی نگرانی اور حفاظت کرنے والوں میں موجود تھے۔ تلوار گلے میں ڈالے ہوئے حضرت

عثمانؓ کی ڈھال بن کران کی مدافعت کر رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو خوف ہوا کہ ذ تقابل و مقابلہ ہو جانے کی وجہ سے حسن بن علیؓ کو گزند نہ پہنچ جائے۔ اس پر قسم دے کران کو کہا کہ ضرور بالضرور آپ واپس گھر تشریف لے جائیں۔ یہ اقدام حضرت علیؓ کے قلب کے اطمینان کی خاطر اور ازالۂ خوف کے لیے کیا۔"

—— ابن کثیرؒ نے موقعہ ہذا کی مزید تفصیل کرتے ہوئے مندرجہ ذیل وضاحت بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

—— کان الحصار مستمراً من اواخر ذی القعدۃ الیٰ یوم الجمعۃ الثامن عشر ذی الحجۃ (۳۵ھ) للذین عندہٗ فی الدار من المہاجرین والانصار۔ ۔ ۔ ۔ فیہم عبد اللہ بن عمرؓ وعبد اللہ بن الزبیر والحسن والحسین ومروان وابو ہریرہؓ وخلقٌ من موالیہ ولو ترکھم لمنعوہ فقال لھم اقسم علی من لی علیہ حق ان یکف یدہ وان ینطلق الیٰ منزلہ وعندہٗ من اعیان الصحابۃ وابنائھم جم غفیرٌ وقال لرقیقہ من اغمد سیفہٗ فھو حرٌ"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۸۱، تحت سنۃ خمس وثلاثین)

"یعنی اواخر ذوالقعدہ سے لے کر روز جمعہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ تک مسلسل محاصرہ جاری رہا۔ مہاجرین وانصار میں سے ان کے مکان میں (حفاظت وخیر خواہی کے طور پر) موجود تھے۔

ان حضرات میں عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، حسن بن علیؓ، حسین بن علیؓ، مروان، ابو ہریرہؓ اور ان کے خدام وغلام وغیرہ تھے۔

اگر حضرت عثمانؓ ان لوگوں کو نہ روکتے تو باغیوں کو منع کر سکتے تھے (لیکن عثمانؓ نے) ان لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ جس شخص پر میرا حق ہے وہ (باغیوں کے مقابلہ سے) اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر روانہ ہو جائے۔ حالانکہ اکابر صحابہؓ اور ان کی اولاد کا ایک جم غفیر حضرت عثمانؓ کے ہاں موجود تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی وہ آزاد ہے۔" (سبحان اللہ)

محاصرہ کے واقعات کیلئے مزید حوالہ جات ایک ترتیب سے ملاحظہ ہوں

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاشمی و غیر ہاشمی تمام حضرات کو اپنی حمایت کی خاطر کسی اقدام کرنے سے منع فرما دیا تھا جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات میں مذکور ہے۔ اس کے باوجود ازراہِ ہمدردی و خیر خواہی یہ حضرات باغیوں کو ہٹانے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محفوظ رکھنے کی امکانی صورتوں کو اختیار کرتے رہے۔

محاصرہ کافی ایام تک جاری رہا۔ اس کے دوران متعدد دفعہ مدافعت کی صورتیں پیش آتی رہیں۔ حضرت علیؓ اپنے عزیزوں کو بار بار بھیجتے رہے۔ اور خود بھی کئی دفعہ بنفس نفیس تشریف لے جا کر شریروں سے مدافعت کرتے رہے۔

اس حالت میں بعض اوقات ہاشمی حضرات کو مجروح اور زخمی ہونے کی بھی نوبت آئی اور اگر بعض دفعہ پانی کی قلت واقع ہو گئی تو حضرت مرتضیٰؓ نے پوری قوت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی پہنچانے کا انتظام کیا اگرچہ اس سلسلہ میں ہاشمیوں کے خدام کو زخمی ہونا پڑا۔

باغیوں اور مُفسدین نے موقعہ پاکر آخر کار حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا تو یہ وحشتناک اطلاع پاکر حضرت علیؓ بمع دیگر صحابہ کرامؓ کے حسرت و افسوس کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے مکان پر پہنچے۔ باب عثمانؓ پر اپنے عزیزوں کو حفاظت کے لیے کھڑا کیا ہوا تھا، ان کو غضبناک ہو کر زدو کوب کیا اور سخت غمناک ہوئے۔ واقعات ہذا ایک شکل میں پیش کرنے کے لیے اجمالاً درج کیے جاتے ہیں جو اہل سُنّت و شیعہ دونوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دونوں بزرگوں کے مابین ہمدردی و تعلقات کا ایک نقشہ اس طریقہ سے ٹھیک طور پر سامنے آجاتا ہے۔

(۱)

"وقال للحسنؓ و الحسینؓ اذھبا بسیفکما حتی تقوما علی باب عثمان فلا تدعا احداً یصل الیه و بعث الزبیر ابنه عبد اللّٰه و بعث طلحة ابنه . . . . و بعث عدة من اصحاب النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم ابناءهم لیمنعوا الناس الدخول علی عثمان"

(کتاب انساب الاشراف بلاذری ص ۶۸-۶۹ جلد ۵ طبع جدید، باب مسیر اہل الامصار الی عثمانؓ)

"یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے لڑکوں حسنؓ و حسینؓ کو فرمایا کہ تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں۔ کوئی شخص (اعداء میں سے) اندر نہ جا سکے۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اور حضرت طلحہؓ نے اپنے لڑکے کو حفاظتی طور پر بھیجا۔ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ نے اپنی اولادوں کو حکم دیا

کہ حضرت عثمانؓ کے مکان کی مدافعت کرنے کا کام سرانجام دیں۔"

—— وسار الیہ جماعۃ من ابناء الصحابۃ عن امر آبائہم منہم الحسن و الحسین وعبداللہ بن الزبیر . . . وعبداللہ بن عمرو وصاروا یحاجّون عنہ ویناضلون دونہٗ ان یصل الیہ احد منہم۔" (البدایہ)

"یعنی صحابہ کرامؓ کے لڑکوں کی ایک جماعت حضرت عثمانؓ کی طرف اپنے آباء کے حکم کے موافق حفاظت کی خاطر پہنچی ہوئی تھی، ان میں حضرت حسنؓ و حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ اس مقصد کی خاطر کہ اگر کوئی حضرت عثمان کی حویلی پر حملہ آور ہو تو اس کی مدافعت و مزاحمت کریں۔"

یہ مضمون مندرجہ ذیل مقامات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۷۶، ذکر حصر امیر المومنین عثمانؓ۔

(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۸۷ ذکر مقتل عثمانؓ۔

(۳) کتاب التمہید والبیان فی مقتل عثمان، ص ۷۵ ا۔ طبع بیروت از محمد بن یحییٰ بن ابی بکر اندلسی۔

(۴) کتاب التمہید لابی الشکور السالمی، ص ۱۶۴۔ طبع لاہور۔ بحث القول الرابع فی خلافۃ عثمان۔

شیعہ کی طرف سے تائید

(۱)

محاصرہ کے دوران سیدنا عثمانؓ بن عفان سے مدافعت کے مضمون کو شیعی

علماء ومجتہدین نے اپنے طرزِ بیان کی شکل میں لکھا ہے تاہم اتنی چیز انہوں نے بھی تسلیم کی ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد اور ان کے عزیزوں نے محاصرہ کے ایام میں حضرت عثمانؓ بن عفان سے باغیوں کو دفع کرنے کا فریضہ بار بار سرانجام دیا اور اپنی خیر خواہی وہمدردی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ ہاتھ سے مدافعت کی۔ زبان سے مفسدین کو فہمایش کی لیکن باغیوں نے کوئی بات تسلیم نہ کی اور شر سے باز نہ آئے۔

—— ابن ابی الحدید شیعی نے شرح نہج البلاغہ میں بہت سے مقامات پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ...... ومانعهم الحسن بن علی وعبد الله بن الزبير ومحمد بن طلحة ومروان وسعيد بن العاص وجماعة معهم من ابناء الانصار فزجرهم عثمان وقال انتم فی حلٍّ من نصرتی فابوا ولم يرجعوا الخ

(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۹۷۔ تحت محاصرۃ عثمان ومنعہ الماء، طبع بیروت، جلد اول)

یعنی (مصری وغیرہ مفسدین کو) حسن بن علیؓ وعبداللہ بن الزبیر محمد بن طلحہ ومروان وسعید بن العاص نے منع کیا اور (اس منع کرنے میں) ان کے ساتھ انصار کے بیٹوں کی بھی ایک جماعت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے سب کو اس کام سے روک دیا اور کہا کہ تم میری نصرت وامداد کرنے سے آزاد ہو۔ لیکن ان سب حضرات نے حضرت عثمانؓ کی بات ماننے سے انکار کردیا اور ان کے مکان سے واپس نہ ہوئے۔ (یعنی حفاظت کرتے رہے)۔"

(۲) : ...... فقد حضر هو بنفسه مراراً وطرد الناس

عنه و انفذ الیه ولدیه و ابن اخیه عبد اللّٰہ۔ الخ

"یعنی (محاصرہ کے موقعہ پر) حضرت علیؓ، عثمانؓ بن عفان کے ہاں کئی بار خود حاضر ہوئے اور لوگوں کو دارِ عثمانؓ سے ہٹایا اور اپنے لڑکوں اور بھتیجے عبد اللہ بن جعفر کو ان کی معاونت کے لیے بھیجا۔"

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی المعتزلی، ج ۱۰ ص ۵۸۱، جزء عاشر طبع قدیم ایران)۔

(۳)— ..... وقد نهى عليٌّ اهل مصر وغيرهم عن قتل عثمان قبل قتله مراراً، نابذهم بيده ولسانه وباولاده فلم يغن شيئاً وتفاقم الامر حتى قتل۔ الخ

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی، ج ۱۴ ص ۱۶۱۔ قدیم طبع ایرانی وطبع بیروتی، ج ۳ ص ۴۹۴ تحت تمن انه بالیعنی القوم الذین بایعوا ابا بکرؓ)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے سے پہلے علیؓ بن ابی طالب نے (لوگوں کو) قتلِ عثمانؓ سے کئی بار منع کیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے ان کو ہٹایا اور اپنی زبان سے روکا۔ اور اپنی اولاد شریف کے ذریعہ مدافعت کرائی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور معاملہ عظیم ہو گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔"

— شیعی فاضل ابن میثم بحرانی نے بھی شرح نہج البلاغہ میں اس مضمون کو بعبارت ذیل درج کیا ہے:۔

"... لم ینقل عن علیٍّ فی امر عثمان الا انه لزم بیته و اعتزل عنه بعد ان دافع عنه طویلاً بیده و لسانه فلم یمکن الدفع۔ الخ

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی، ج ۳۱، ص ۴۸۳ طبع
قدیم ایرانی و طبع جدید، ج ۴، ص ۳۵۴ طہرانی۔ تحت
عبارت نہج یا معاویہ ان نظرت بعقلک دون ہواک الخ)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں علی بن ابی طالب سے یہی منقول ہے
کہ علیؓ نے عثمانؓ کی بہت ہی مدافعت کی کوشش کی، ہاتھ سے بھی، زبان
سے بھی، لیکن جب کوئی صورت کارگر نہ ہو سکی تو علی المرتضیٰؓ الگ ہو کر گھر
بیٹھ گئے۔"

شیعہ علماء کے بیانات نے ہمارے مندرجات کی تائید کر دی۔ مذکورہ مسئلہ کی
تصدیق کی صورت میں یہ بیانات ہم نے یہاں نقل کیے ہیں تاکہ قارئین کرام کو تسلی
ہو جائے۔

(۲)

محاصرہ ہذا کافی طویل تھا، اس میں بعض اوقات شدتِ حالات کی صورت
میں سنگباری تک نوبت پہنچی۔ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے آکر
حضرت علیؓ کو اس چیز کی اطلاع کی۔ ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

"... عن اسحاق بن راشد عن ابی جعفر انبأنا ابان بن عثمان بن
عفانؓ قال کثر علینا الرمی بالحجارة اتیت علیاً فقلت یا عم قد
کثرت علینا الحجارة فمشی معی فرماهم حتی فترت یده ثم
قال یا ابن اخی اجمع موالیکم و من کان منکم بسبیل ثم لتکن
ھذہ حالکم۔"

(انساب الاشراف للبلاذری، طبع جدید، ج ۵، ص ۸۰)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان نے کہا کہ جب ہم پر باغیوں کی جانب سے

سنگباری زیادہ ہو گئی تو میں نے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ اے چچا جان! ہم پر تو بہت پتھر برسائے جا رہے ہیں تو حضرت علیؓ خود میرے ساتھ چل پڑے اور تشریف لا کر ان کی طرف جوابی طور پر سنگباری کی حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ تھک گئے، پھر فرمایا اے بھتیجے! اپنے خدام اور جو لوگ آپ کی حمایت میں ہیں ان کو جمع کر لو، پھر تم اس طرح اجتماعی صورت میں ہو کر رہو"

اسی طرح محاصرہ میں حضرت علیؓ کی جانب سے نصرت و امداد کا ذکر صاحب کنز العمال نے بھی اس موقعہ پر کیا ہے مندرجہ ذیل مقام ملاحظہ ہو۔

(کنز العمال، ج ۶، ص ۳۸۶ طبع اول، روایت ۵۹۳۷ -

(۳)

حضرت امام حسنؓ کا مجروح ہونا

محاصرہ کے دوران حفاظتی تدابیر کرتے ہوئے ایک دفعہ حسن بن علیؓ بن ابی طالب زخمی ہو گئے۔ یہ واقعہ بلاذری اور ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔

(۱) ... "وقد رمی الناس عثمان بالسهام حتیٰ خضب الحسن بالدماء علی بابه .... وشج قنبر مولی علیؓ" الخ

(۲) — ....عن سعدان بن بشر الجهنی عن ابی محمد الانصاری قال شهدت عثمان فی الدار والحسن بن علی یضارب عنه فجرح الحسن فکنت فیمن حمله جریحاً۔ الخ

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص $\frac{95}{69}$، طبع جدید)

"یعنی لوگوں نے عثمانؓ پر تیر اندازی کی، حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے

دروازہ پر حضرت حسنؓ خون آلودہ ہو گئے اور حضرت علیؓ کے غلام قنبر کے سر پر زخم آئے۔

(دیگر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ) ابو محمد انصاری کہتے ہیں کہ جس روز عثمانؓ بن عفان قتل کیے گئے ہیں، مَیں اس واقعہ میں حاضر تھا۔ حضرت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب، عثمانؓ بن عفان کی مدافعت کرتے کرتے زخم خوردہ ہو گئے اور زخمی حالت میں مَیں نے انہیں اٹھایا۔"

(۳) ——— وَجُرِحَ عبد اللہ بن الزُبیر جراحاتٌ کثیرۃٌ و کذالک جُرِحَ حسن بن علی و مروان بن الحکم۔"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۸۸، باب صفۃ قتلہ (عثمانؓ))

"یعنی (بعض حالات میں) ابنِ زبیر بہت زخمی ہو گئے اور اسی طرح حضرت حسن بن علیؓ اور مروان بن حکم بھی زخمی ہوئے۔"

(۴)

بعض دفعہ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی کی قلت ہو گئی سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ پانی کی کمیابی کی وجہ سے حالت دگرگوں ہو رہی ہے۔ فوراً حضرت علیؓ نے پانی پہنچانے کا انتظام کیا، اگرچہ اس سلسلہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں بعض دفعہ ہاشمی خدام زخمی ہوئے۔ حضرت مرتضیٰ نے پوری پوری معاونت کی اور پانی ارسال کیا۔

بلاذری کی عبارت برائے ملاحظہ ذکر کی جاتی ہے اور طبری کے اس مقام کا صرف حوالہ ذکر کر دینا کافی ہے۔

"....... قال جبیر بن مطعم حصر عثمان حتی کان لا یشرب الا من فقیرٍ فی دارہٖ فدخلت علی علیٍّ فقلت أرضیت

بهذا؟ ان یحصر ابن عمتک حتیٰ واللہ مایشرب الّامن فقیرٍ فی دارہٖ فقال سبحان اللہ او قد بلغوا بہٖ ھٰذہ الحال قلت نعم! فعمد الی روایا ماء فادخلھا الیہ فسقاہ۔"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۷۷، تحت امر عمرو بن العاص وغیرہ)

حاصل یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اس طرح محصور کر دیتے گئے کہ پینے کے لیے پانی ان کو نہیں ملا۔ ان کی حویلی میں ایک فقیر و قلاش شخص تھا۔ مجبوری کی حالت میں اس سے پانی لیتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا کہ آپ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے (عثمانؓ) اس حالت میں اس طرح محصور ہیں۔ کیا آپ اس حالت پر راضی ہیں؟ پانی پینے کو نہیں مل رہا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ انہوں نے یہاں تک نوبت پہنچا دی؟ میں نے کہا کہ بالکل! تو اس وقت حضرت علیؓ نے پانی لانے والے جانوروں پر پانی ارسال کر کے پلانے کا انتظام کیا۔"

دوسری جگہ بلاذری نے یہ روایت بھی درج کی ہے کہ:

"...... فبلغ ذالک علیاً فبعث الیہ بثلاث قِرَبٍ مملوّۃٍ ماءً فما کادت تصل الیہ وجرح بسببھا عدۃ من موالی بنی ھاشم و بنی امیّۃ حتی وصلت الخ۔

(انساب الاشراف، ج ۵، ص ۶۸-۶۹۔ باب مسیر اہل الامصار الی عثمان)

یعنی حضرت علیؓ کو پانی کی تنگی کی خبر پہنچی تو حضرت عثمانؓ کی طرف پانی

کی تین مشکیں پُر کر کے بھجوائیں۔ پانی کا پہنچانا بہت مشکل ہو رہا تھا، اس وجہ سے بنی ہاشم و بنی امیہ کے کئی خدام مزاحمت میں زخمی ہوتے تب جا کر پانی پہنچا۔"

——— تاریخ طبری و تاریخ ابن اثیر میں بھی پانی پہنچانے کی مساعی کا مضمون موجود ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) تاریخ الامم والملوک للطبری، ج ۵، ۱۲۷ تحت ۳۵ھ مطبوعہ مصری

(۲) تاریخ ابن اثیر للجزری، ج ۳، ص ۸۷، ذکر مقتل عثمانؓ۔ طبع مصر۔

پانی پہنچانے کے واقعہ کی تائید شیعہ کتب سے

شیعہ کے مشہور مؤرخ مرزا محمد تقی لسان الملک نے ناسخ التواریخ میں بعبارت ذیل اس کو لکھا ہے:

——— نگذاشتند کس آب بسرائے او برد عثمان بربام سرائے آمد ندا در داد کہ آیا علی بن ابی طالب درمیان شما جائے دارد گفتند نیست عثمانؓ خاموش شد و از بام فرود آمد ایں خبر بعلی علیہ السلام بردند علی غلام خویش قنبر را بدو فرستاد و پیام داد کہ شنیدم مرا ندا کردہ ای بگو حاجت چیست؟ گفت ایں قوم آب از من باز گرفتہ اند و گروہے از فرزنداں و عزیزانِ من تشنہ اند اگر توانی مرا آب فرست علی علیہ السلام آں جماعت را خطاب کرد فقال ایہا الناس! ان الذی تفعلون لا یشبہ امر المؤمنین ولا امر الکافرین ان الفارس

والروم لتاسر فتقطع فتستقی فواللہ لاتقطعوا الماء عن الرجل - فرمود کہ اے مردم کردارِ شما نہ با مسلمانان مانندہ ست و نہ با کافران ہمانا کافران فارس و روم را اسیر میکنند لیکن آب و ناں می دہند - و آب را ازیں مردم باز نگیرید - قوم ابا داشتند و رضائی دا دند - لاجرم علی علیہ السلام[۳] مشک آب بدست چند تن از بنی ہاشم بدو فرستاد تا ہمگاں بخورند و سیراب شدند۔"

(۱) ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم، ص ۵۳۱ - طبع قدیم طہران - تحت واقعہ ہذا -

—— اور شیخ عباس قمی شیعہ نے منتہی الآمال کے حاشیہ میں مختصراً اس واقعہ کو عبارتِ ذیل میں درج کیا ہے :-

—— مکشوف باد کہ عثمان بن عفان را مصریاں در مدینہ محاصرہ کردند و منع آب از وے نمودند خبر با امیر المومنین علیہ السلام رسید آنجناب متغیّر شدند و از برائے او آب فرستادند و شرح قضیۂ او در تواریخ مسطور ست۔"

(۲) — حاشیہ منتہی الآمال، ج ۱، ص ۳۳۵ - تختی خورد طبع ایران - تحت مقصد سوم فصل اوّل، در بیان آمد امام حسین بزمین کربلا و گفتگو امام با عمر بن سعد -

(۳) فوائد الرضویہ، جلد دوم، ص ۴۳۷ - طبع ایران -

خلاصۂ روایت

"عثمانؓ بن عفان کے ہاں باغی لوگ پانی نہیں پہنچنے دیتے تھے (ایک دفعہ) عثمانؓ نے اپنے مکان کے اوپر چڑھ کر آواز دی کہ علی بن ابی طالب

موجود ہیں؟ حاضرین نے جواب دیا کہ موجود نہیں! عثمانؓ خاموش ہو کر نیچے چلے گئے۔ کسی نے اس بات کی علی المرتضیٰ کو اطلاع کی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے قنبر غلام کو عثمانؓ کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ نے مجھے بلایا تھا کیا ضرورت ہے؟ بیان کیجیے۔ عثمانؓ نے کہا کہ مخالف قوم نے ہمارا پانی روک رکھا ہے۔ میرے فرزند اور دیگر عزیز پیاسے ہیں، تشنگی غالب آگئی ہے۔ اگر ہو سکے تو پانی بھجوا دیجیے حضرت علی بن ابی طالب نے باغی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جو معاملہ تم کر رہے ہو نہ مومنوں کا طریق کار ہے نہ کافروں کا، فارسی اور رومی قیدیوں کو قید میں کھانا دیتے ہیں، پینے کو پانی دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس شخص (یعنی عثمانؓ) کا پانی بند نہ کرو۔ باغیوں نے (بات تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا۔ اور اس پر رضامند نہ ہوئے۔ بہر کیف حضرت علی بن ابی طالب نے بنی ہاشم کے چند آدمیوں کے بدست پانی کی تین مشکیں حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ کیں تب وہ سب لوگ پانی سے سیراب ہوئے۔"

—— اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ

"جب مصری وغیرہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا مدینہ میں محاصرہ کر لیا اور پانی تک انہوں نے بند کر دیا تو حضرت علیؓ کو اس چیز کی خبر پہنچی، آنجناب پریشانی سے متغیر ہو گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے لیے انہوں نے پانی بھجوایا۔ اس قصہ کی تفصیل تواریخ میں لکھی ہے۔"

(حاشیہ منتہی الآمال از شیخ عباس قمی۔ تحت مقصد سوم، فصل اول، دربیان ورود امام حسین بکربلا۔ گفتگو نمودن امام با عمر بن سعد)

(۵)

حفاظتی تدابیر کارگر نہ ہو سکیں، تمام مساعی بے سود ثابت ہوتے۔ آخر کار اشرار الناس باغیوں نے اپنا مقصود ایک طویل محاصرے کے بعد پورا کر ڈالا یعنی حضرت عثمان ذوالنورین کو شہید کر ڈالا۔ یہ وحشتناک خبر معلوم کر کے تمام صحابۂ کرام (جو مدینہ میں موجود تھے) اور حضرت علی المرتضیٰ سب مضطربانہ صورت میں دارِ عثمانؓ کی طرف پہنچے۔ حضرت علیؓ تو غصہ میں آ کر اپنوں کو ضرب و شتم کرنے لگے کہ آپ لوگوں کی موجودگی میں یہ واقعہ کیسے پیش آ گیا؟ اور حضرت علیؓ بے ساختہ روتے تھے۔

یہ المناک واقعہ مندرجہ ذیل مقامات میں دستیاب ہے۔

بلاذری نے انساب الاشراف جلد خامس میں لکھا ہے کہ:

"...... وصعدت امرأته الی الناس فقالت ان امیر المؤمنین قد قتل فدخل الحسنؓ والحسین ومن کان معهما فوجدوا عثمان مذبوحًا فانکبوا علیه یبکون وخرجوا ودخل الناس فوجدوه مذبوحًا وبلغ الخبر علیًّاؓ وطلحة والزبیرؓ وسعدًا ومن کان بالمدینة فخرجوا وقد ذهب عقولهم للخبر الذی اتاهم حتی دخلوا علی عثمان فوجدوه مقتولًا فاسترجعوا وقال علیؓ لابنیه کیف قتل امیر المؤمنین وانتما علی الباب؟ ورفع یدهٗ فلطم الحسن وضرب صدر الحسین وشتم محمد بن طلحة وعبد الله بن الزبیر وخرج علیؓ وهو غضبان حتّٰی اتی منزلهٗ۔"

(۱) انساب الاشراف احمد بن یحییٰ، ص ۶۹-۷۰، جلد ۵ (طبع یروشلم)

(۲) تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲ ص ۱۳۹ تحت محاصرہ عثمانی ۳۵ھ

(۲) تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ ابن عساکر، ص ۱۱۳ طبع دہلی فصل فی خلافۃ عثمانؓ۔

(۳) عقیدۃ السفارینی للشیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی ج ۲، ص ۳۲۶۔ طبع مصر۔

خلاصہ یہ ہے کہ

(شہادت کے بعد) حضرت عثمانؓ کی عورت (نائلہ) مکان پر چڑھ کر کہنے لگیں کہ امیر المؤمنین (عثمانؓ) قتل کر دیئے گئے۔ تو اس وقت حضرت حسنؓ و حسینؓ اور جو آدمی ان کے ساتھ (حویلی کے دروازہ پر) موجود تھے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت عثمانؓ ذبح کر دیئے گئے ہیں غم کی وجہ سے ان پر گر گئے اور رونے لگے۔ پھر باقی لوگ اندر آئے۔ حضرت عثمانؓ کو مذبوح پایا۔ یہ خبر حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ و سعدؓ کو پہنچی، اور جو بھی مسلمان مدینہ میں موجود تھے سب کو معلوم ہوا سب لوگ حیرانی کے ساتھ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے، ہوش اُڑے ہوئے تھے۔ سب کلمہ ترجیع (اِنَّا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھ رہے تھے اور حضرت عثمانؓ مذبوح ان کے سامنے تھے۔

(اضطراب کے عالم) میں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ امیر المؤمنین کیسے قتل ہو گئے؟ حالانکہ تم (حویلی کے) دروازہ پر موجود تھے۔ اور ان کو ضرب و شتم کی۔ حسنؓ کو طمانچہ مارا اور حضرت حسینؓ کے سینے پر مارا۔ ابن طلحہؓ و ابن زبیرؓ کو سخت سُست کہا۔ اسی غضبناکی کی حالت میں عثمانؓ کے مکان سے باہر آ گئے اور اپنے مکان کی طرف چلے گئے۔" الخ

اس مقام کی ایک دوسری روایت

حادثہ ہٰذا کے واقعات کو نقل کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ بے ساختہ روتے ہوئے حضرت عثمانؓ شہید پر گر گئے۔ البدایہ میں ہے:۔

—— روی الربیع بن بدر عن سیار بن سلامۃ عن ابی العالیۃ ان علیاً رضی اللہ عنہ دخل علی عثمان فوقع علیہ وجعل یبکی حتی ظنوا انہ سیلحق بہ "

(البدایہ جلد ۷، ص ۱۹۲ تحت حالات شہادت عثمانؓ)

"یعنی (جب عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے) تو حضرت علیؓ ان کے ہاں پہنچے اور روتے ہوئے ان پر بے ساختہ گر گئے (ان کی وارفتگی کی حالت دیکھ کر) دیکھنے والے گمان کرنے لگے کہ علیؓ بھی عثمانؓ کے ساتھ لاحق ہوتے ہیں (یعنی ان کا بھی دم یہیں نکلتا ہے)۔

—— نیز سانحہ ہٰذا کے بعد حضرت علیؓ کے گھرانے میں بھی حضرت عثمانؓ مظلوم پر نالہ و بکاء کے واقعات تاریخی کتابوں میں ملتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مظلومانہ قتل حضرت علیؓ کے نزدیک کس قدر اندوہناک و المناک تھا۔ اور حضرت علیؓ اور اُن کے گھرانے کے لوگ ان کی مظلومیت پر رویا کرتے تھے۔ چنانچہ بلاذری نے اپنی سند سے واقعہ ذیل نقل کیا ہے:۔

.... عن سلمۃ بن عثمان عن علی بن زید عن الحسن قال دخل علیؓ یوماً علی بناتہ وھن یمسحن عیونھن فقال ما لکن تبکین؟ قلن نبکی علی عثمان فبکی وقال ابکین "

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۳ بحث رؤیا عثمان ومقتلہ)

"یعنی ایک روز حضرت علیؓ اپنی بیٹیوں کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں رو رہی تھیں؟ صاحبزادیوں نے عرض کیا کہ (مظلومیتِ) عثمانؓ پر رو رہی تھیں (یہ سُن کر) حضرت علیؓ خود رو پڑے اور فرمایا کہ (ان پر) رو سکتی ہو۔"

جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں حضرت علیؓ و اولادِ علیؓ کی شمولیّت

——— اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کی حکمت و قدرت کے تحت شہادتِ عثمانی واقع ہو گئی۔ اس کے بعد بھی باغی مفسدین کی نارِ عداوت نہ بُجھی۔ حضرت عثمانؓ مظلوم کا کفن دفن اور جنازہ پُر امن طریق سے ہو جانا ان کے لیے ناگوار تھا۔ نامساعد حالات کے باوجود صحابہ کرام نے بڑی ہمّت کر کے آخری احکام (جنازہ، کفن دفن) کو نہایت مستعدی سے سر انجام دیا۔ ان حضرات میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیّدنا حسن بن علیؓ برابر کے شریک کار تھے۔

——— مؤرخین نے اپنی طرزِ نگارش کے موافق اس موقعہ پر بھی کئی رطب و یابس مختلف قسم کی روایات جمع کر ڈالی ہیں۔ تاہم یہ چیزیں بھی ذکر کی ہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلوم کے متعلقہ آخری مراحل میں حضرت علی المرتضیٰؓ و سیّدنا حسن بن علیؓ نے شامل ہو کر حق رفاقت ادا کیا۔

——— غور و فکر کرنے کے بعد (بشرط انصاف) عقل اس بات کی متقاضی ہے کہ محاصرہ کی طویل میعاد میں پریشان کن حالات کے تحت جب یہ حضرات

حضرت عثمانؓ کی حمایت و معاونت برابر کرتے رہے تھے (جیسا کہ عنوانات بالا کے ذریعہ ہم نے تفصیل ذکر کی ہے) تو جنازہ و دفن جیسے ضروری معاملات میں بھی یقیناً شریک و شامل ہونگے۔

ذیل میں مقصد ہذا کو بیان کرنے والی روایات نقل کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمادیں طبری میں ہے۔

(۱) . . . . خرج مروان حتی اتی دار عثمان فاتاہ زیدؓ بن ثابت وطلحۃ بن عبید اللہ وعلیؓ والحسن وکعب بن مالک وعامۃ من ثم من اصحابہ فتوافی الی موضع الجنائز صبیانٌ و نساءٌ فاخرجوا عثمان فصلّٰی علیہ مروان ثم خرجوا بہ حتی انتھوا الی البقیع فدفنوہ فیہ مما یلی حش کوکب۔

(۱) الفتنۃ ووقعۃ الجمل ص ۸۴ تحت دفن عثمانؓ

(۲) (تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵ ص ۱۴۴ تحت ذکر الخبر عن الموضع الذی دفن فیہ عثمانؓ)

حاصل یہ ہے کہ:

"مروان، زید بن ثابتؓ، طلحہؓ، علی بن ابی طالبؓ، حسن بن علی، کعب بن مالک اور بھی جو لوگ عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ عثمانؓ کے مکان پر پہنچے اور کچھ لڑکے اور عورتیں بھی (جنازہ کے لیے) آملے۔ حضرت عثمانؓ کو گھر سے باہر لاتے۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد یہ تمام احباب جنازہ کو بقیع کے مقام میں لاتے جو حش کوکب کے قریب تھا وہاں دفن کر دیا۔"

کتاب "التمہید والبیان" میں بحوالہ امام احمد مذکور ہے کہ

(۲) وخرج بہ ناس یسیر من اھلہ والزبیرؓ والحسن بن علیؓ

وابوجہم ومروان بن الحکم بین العشائین فاتوا بہٖ حائطاً من حیطان المدینۃ یقال لہٗ حش کوکب خارج البقیع فصلّی علیہ جبیر بن مطعم وقیل حکیم بن حزام وقیل مروان وقیل صلی علیہ الزبیر کذا ذکرہ الامام احمد فی المسند ۔ ؎

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان ص ۱۴۲ طبع بیروت)۔
(۲) مسند امام احمد ص ۷۴ ج ۱ تحت من اخبار عثمانؓ ۔

اور یہ روایت بھی درج کی ہے کہ

(۳) ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل شہد جنازتہٗ علی وطلحۃ وزید بن ثابت وکعب بن مالک وعامۃ من کان ثم من اصحابہٖ ؎

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ص ۱۴۲، طبع بیروت۔
(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳ ص ۹۱۔ ذکر الموضع الذی دفن فیہ ومن صلّی علیہ۔
(۳) تاریخ ابن خلدون، ج ۲ ص ۱۰۵۳ بحث حصار عثمانؓ ومقتلہ، طبع جدید بیروت۔

"البدایۃ" میں ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ

(۴) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیل بل دفن من لیلتہٖ ثم کان دفنہٗ ما بین المغرب والعشاء خفیۃً من الخوارج وقیل بل استؤذن فی ذالک بعض رؤسائہم ۔ فخرجوا بہٖ فی نفر قلیل من الصحابۃ فیہم حکیم بن حزام وحویطب بن عبد العزّٰی وابوالجہم

بن حذیفة ونیّار بن مکرّم الاسلمی وجبیر بن مطعم وزید بن ثابت وکعب بن مالک وطلحة والزبیر وعلی بن ابی طالب وجماعة من اصحابه ونسائه منهن امرأتاه نائلة (بنت الفرافصه) وام البنین بنت عبداللہ بن حصین وصبیان .... و جماعة من خدمه حملوه علیٰ باب بعد ما غسلوه وکفنوه و زعم بعضهم انه لم یغسل ولم یکفن والصحیح الاوّل۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۹۱)

خلاصۂ کلام

(۲) "یعنی عثمانؓ کے گھر والوں سے کچھ لوگ اور چند مزید آدمی حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ، مروان بن حکم وغیرہم حضرت عثمانؓ کو مغرب وعشا کے درمیان گھر سے جنازہ کے لیے باہر لاتے اور حش کوکب نامی جگہ جو باغوں میں سے ایک باغ تھا اور بقیع سے خارج تھا اس کے پاس لے آتے۔ جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی یا حکیم بن حزام نے یا مروان نے یا زبیرؓ نے، علی اختلاف الاقوال نماز پڑھائی (اور وہاں دفن کیے گئے)۔"

(۳) ــــــ یعنی مؤرخین کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے جنازہ میں حضرت علیؓ بن ابی طالب، طلحہؓ بن عبیداللہ، زیدؓ بن ثابت، کعبؓ بن مالک اور عام لوگ جو ان کے ساتھیوں میں سے موجود تھے حاضر ہوئے (اور نماز پڑھی گئی)۔

(۴) ــــــ ...... یعنی اسی رات کو حضرت عثمانؓ کو دفن کیا گیا۔ باغیوں سے بچاؤ کر کے مغرب وعشاء کے درمیان دفن کیا گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ باغیوں کے رؤسا سے اذن طلب کر کے حضرت عثمانؓ کے جنازہ کو لوگ باہر لاتے۔ بعض صحابۂ کرامؓ

حکیم بن حزامؓ۔ حویطب بن عبدالعزیٰؓ وابوالجہم بن حذیفہؓ ونیار بن مکرّم اسلمیؓ وجبیر بن مطعم وزیدؓ بن ثابت وکعبؓ بن مالک وطلحہؓ وزبیرؓ وعلیؓ بن ابی طالب اس موقعہ پر شامل وحاضر تھے اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور ان کی عورتوں میں سے حضرت نائلہؓ وامّ البنینؓ اور لڑکے بھی شامل تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت عثمانؓ کے خدام کی ایک جماعت غسل دلانے اور کفنانے کے بعد ان کو اٹھا کر دروازہ پر لاتی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا غسل وکفن نہیں کیا گیا لیکن (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ اوّل بات صحیح ہے۔

شیعہ کُتب سے تائید

ابن ابی الحدید شیعی نے شرح نہج البلاغہ میں اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے کہ

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وخرج به ناسٌ يسيرٌ من اهله ومعهم الحسن بن علي وابن الزبير وابوجهم بن حذيفة بين المغرب والعشاء فاتوا به حائطًا من حيطان المدينة يعرف بحش كوكب وهو خارج البقيع فصلّوا عليه ۔ الخ

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی، ج ۱، ص ۹۷ طبع قدیم ایرانی وطبع بیروتی، ج ۱، ص ۱۹۸ تحت تتمہ من خطبتہ لہ علیہ السلام فی معنی قتل عثمان بن عفان۔

"(یعنی حضرت عثمانؓ کے گھر والے چند آدمی ان کو (دفن کرنے کے لیے) گھر سے باہر لاتے۔ ان لوگوں کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ، عبداللہؓ بن زبیرؓ ابوجہمؓ وغیرہ تھے۔ مغرب وعشاء کے درمیان (جنازہ باہر لے جانے کی صورت کی گئی) جنت البقیع کے باہر "حش کوکب" کے نام سے ایک

مقام تھا وہاں لا کر عثمانؓ پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی ۔

اختتام بحثِ محاصرہ

——— یہ تمام واقعات ایک ایک کر کے بتلا رہے ہیں کہ اس دردناک حادثہ میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد شریف نے کس قدر خدمات سرانجام دیں۔ اور اپنے حقوقِ مودّت اور برادرانہ روابط کا کس طرح اِتمام کیا ؟ حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے آخری اَیّام میں باغیوں کی مدافعت کی خاطر حضرت علی المرتضیٰؓ نے قدم قدم پر پُرزور کوشش صرف کی۔ سنگباری کا جواب سنگباری سے دیا۔ ان کی اولاد جوابی کارروائی میں زخمی ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پانی ارسال کیا۔ اگرچہ پانی پہنچانے والوں نے زخم کھائے۔ ان مراحل سے گزر کر جب باغی اپنے ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علیؓ سخت اندوہناک وغمناک ہوئے اور اپنے عزیزوں کو زجر و توبیخ کی اور ضرب و شتم کی۔ پھر اس کے بعد سب سے آخری مرحلہ (یعنی جنازہ عثمانیؓ و دفن وغیرہ میں برابر کے شریک کار و شاملِ حال رہے۔ یہ تمام چیزیں حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان دائمی مودّت و محبّت کا بیّن ثبوت ہیں جو آخری اَیّام تک قائم و دائم رہی ہیں ۔

حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد میں سیّدنا عثمانؓ کا نام مروّج تھا

یہ ایک فطری امر ہے کہ آدمی اپنی اولاد کے نام تجویز کرتے وقت پوری احتیاط

سے کام لیتا ہے۔ اپنے بیٹے بیٹیوں کے نام اسی نوعیت کے رکھتا ہے کہ وہ اس کی زندگی میں باعثِ عزت و افتخار بنیں۔ نام تجویز کرنے سے اس کے ذہن و قلب اور فطری لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ اس ضمن میں بالعموم قابلِ احترام، معزز اور معروف ایسی ہستیوں کے ناموں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ساتھ اُسے اُنس اور محبت ہو۔ اور انہیں مبارک و عظیم سمجھا جاتا ہو۔ اور جن لوگوں کے بارے میں دل کے اندر کسی قسم کی کدورت پائی جاتی ہو، غیظ و غضب ہو یا ان سے نفرت ہو، ان کے اسماء کو اپنی اولاد میں رواج دینا پسند نہیں کیا جاتا۔

اس نفسیاتی اصول اور قلبی لگاؤ کے آئینہ میں جب ہم حضرت علی المرتضیٰؓ کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کے مبارک اسماء ملتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں دل کے کسی کونے کے اندر کسی قسم کی عداوت یا بغض نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں معزز و محترم، اور بزرگ ہستیاں سمجھتے تھے۔ تب ہی تو آپ نے اپنی اولاد میں ان اسماء کو رواج دیا۔

کتاب کے حصہ اوّل (صدیقی) اور حصہ دوم (فاروقی) میں شیعہ و سُنّی دونوں فریق کی مشہور و معتبر کتابوں کے حوالہ جات سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ اور دیگر ہاشمی بزرگوں کی اولاد میں ابوبکرؓ و عمرؓ نام پائے جاتے ہیں۔ کتاب کے حصہ سوم (عثمانی) میں بتلایا جاتا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرح حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد شریف میں عثمانؓ کا نام بھی پایا جاتا ہے۔ جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان بزرگوں (حضرت علیؓ اور دیگر ہاشمیوں) کو حضرت عثمان ذو النورینؓ سے بھی صحیح عقیدت تھی۔ اور اس مبارک اسم کو مستحسن و متبرک سمجھتے تھے۔

ذیل میں اس مسئلہ پر چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ پہلے اپنی کتابوں

سے درج کیے جائیں گے۔ اس کے بعد شیعی کتابوں سے تائید پیش کی جائے گی۔

(۱)۔۔۔ ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ الزبیری (متوفی ۲۳۶ھ) نے اپنی کتاب "نسبِ قریش" میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں ذکر کیا ہے۔

"..... عمر بن علیؓ و رقیہ وھما توأم، امھما الصہباء من سبی خالد بن الولید وکان عمر آخر ولد علی بن ابی طالبٍ.... العباس بن علی...... اخوتہ لابیہ و امّہ بنو علی، وھم عثمان و جعفر و عبداللہ فقتل قبلہ۔ الخ

"حضرت علیؓ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، عمر بن علیؓ اور رقیہؓ جڑواں تھے۔ ان کی والدہ صہباء تھیں۔ جو خالدؓ بن ولید کے قید کردہ غلاموں (لونڈیوں) میں آئی تھیں۔ پانچویں نمبر پر عباس بن علیؓ اور ان کے حقیقی بھائیوں کو ذکر کیا ہے۔ اور وہ عثمان بن علیؓ جعفر بن علیؓ اور عبداللہ بن علیؓ ہیں جو (میدانِ کربلا میں) عباس بن علیؓ سے پہلے شہید ہوئے"

(کتاب نسبِ قریش، ص ۴۳، طبع مصر
ذکر اولاد علی بن ابی طالب)

(۲)۔۔۔۔ ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) اپنی معروف کتاب "جمہرۃ انساب العرب" میں اولاد علیؓ ابن ابی طالب کے تحت لکھتے ہیں:

"...... والعباس ...... وابوبکر و عثمان و جعفر...

وقتل ابوبکر وجعفر وعثمان والعباس مع اخیهم الحسین الخ

ترجمہ ..... چھٹے نمبر پر عباس، ساتویں نمبر پر ابوبکر، آٹھویں نمبر پر عثمان اور نویں نمبر پر جعفر ہیں ..... ابوبکر، جعفر، عثمان اور عباس اپنے بھائی حسین کے ساتھ (میدانِ کربلا) میں شہید ہوئے"

(جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ص ۳۸-۳۷
جلد اوّل طبع جدید مصری۔ ذکر اولادِ امیر المومنین)

(۳) ـــ طبقات ابنِ سعد جلد ثالث میں سیّدنا علی المرتضیٰ کی اولاد کے تذکرہ میں لکھا ہے:

"...... وابوبکر بن علی قُتل مع الحسین ...... و العباس الاکبر بن علی وعثمان وجعفر الاکبر وعبید اللہ قتلوا مع الحسین بن علی الخ ....

ترجمہ:۔ اولادِ حضرت علیؓ سے ابوبکر بن علی حضرت حسینؓ کے ساتھ (کربلا میں شہید ہوئے ...... اور عباس اکبر بن علی، عثمان، جعفر الاکبر اور عبداللہ (برادرانِ حسینؓ) اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ (کربلا میں) شہید ہوئے"

(طبقات ابن سعد، ص ۱۱-۱۲- جلد ۳- طبع لیدن
تحت ذکر علی ابن طالب رضی اللہ عنہ)

(۴) ـــ تاریخ خلیفہ بن خیاط میں سنتہ احدی وستین (۶۱ھ) کے تحت شہداء کربلا کے ضمن میں لکھا ہے:

...... قال ابو الحسن وقتل معہ عثمان بن علی، امّہ ام البنین ایضاً۔

ترجمہ :- ابوالحسن نے کہا ہے کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ اُن کے بھائی عثمان بن علی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام البنین تھا۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۲۲۴ طبع نجف اشرف عراق تحت سنۃ احدی و ستین ذکر مقتل الحسین واصحابہ)

حضرت عثمانؓ کا نام اولادِ علیؓ میں (شیعہ کتب سے)

(۵) ـــــ احمد بن یعقوب (الشیعی) نے اپنی مشہور تاریخ یعقوبی میں حضرت علیؓ کی زرینہ اولاد ہم انفرذکر کی ہے۔ ان میں عثمان نام دوبار ذکر کیا ہے۔

"...... والعباس وجعفر قتلا بالطف وعثمان وعبداللہ امّھم ام البنین بنت خرام الکلابیہ ...... وعثمان الاصغر ویحیٰی وامھما اسماء بنت عمیس الخثعمیہ ..الخ

ترجمہ :- حضرت حسینؓ کے دو بھائی عباس اور جعفر کربلا میں شہید ہوئے اور عثمان اور عبداللہ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت خرام الکلابیہ تھی ...... اور عثمان الاصغر اور یحییٰ فرزندانِ علیؓ تھے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عُمیس خثعمیہ تھا۔

(تاریخ یعقوبی، ص ۲۱۳، جلد ثانی، مطبوعہ بیروت از احمد بن یعقوب الکاتب العباسی (الشیعی) (المتوفی ۲۵۸ھ) تحت ذکر اولاد علی)

(۶) ـــــ ابوالفرج اصفہانی (الشیعی) نے اپنی کتاب مقاتل الطالبیین میں کربلا کے

شہداء میں حضرت حسینؓ کے بھائیوں کے نام الگ الگ درج کیے ہیں جن کو شہادت نصیب ہوئی۔ ان میں عثمانؓ بن علی کا نام بھی ہے عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

"..... وعثمان بن علی بن ابی طالب علیہم السلام و امّہ ام البنین ...... قُتل عثمان بن علی وھو ابن احدیٰ وعشرین سنۃ۔ الخ

ترجمہ: حضرت علیؓ کے منجملہ صاحبزادوں میں سے ایک عثمانؓ بن علی تھے ان کی والدہ کو امّ البنین کہتے تھے .... اور عثمانؓ جس وقت (کربلا میں) شہید ہوئے ان کی عمر اکیس برس تھی۔

(مقاتل الطالبین، ص ۲۳ طبع قدیم ایران تحت شمار شہداء کربلا)

(۷) ــــ مشہور شیعی مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف "التنبیہ والاشراف" میں حضرت علیؓ کی خلافت کے تحت ان کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں حضرت علی المرتضیٰ کے گیارہ لڑکے درج کیے ہیں۔ ان میں آٹھویں نمبر پر عثمان نامی لڑکے کا ذکر کیا ہے۔

(التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۵۸ تحت ذکر خلافت علی بن ابی طالب، سن طباعت ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

(۸) ــــ اسی طرح مسعودی نے ایام یزید بن معاویہ کے تحت کربلا کے شہداء کے اسماء کی فہرست درج کی ہے۔ وہاں تیسرے نمبر پر عثمان بن علی کا نام ذکر کیا ہے۔

"..... وقتل معہ من ولد ابیہ ستۃ وھم العبّاس و جعفر و عثمان ومحمد الاصغر وعبد اللہ وابوبکر۔ الخ

(التنبیہ والاشراف، ص۲۶۳ للمسعودی تحت
ذکرہ شہداء کربلا)

"یعنی کربلا میں سیدنا حسینؓ کے ساتھ ان کے والد کی اولاد میں سے (بھائیوں میں سے) چھ بھائی شہید ہوئے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں عباسؓ جعفرؓ، عثمانؓ، محمد اصغر، عبداللہ اور ابوبکرؓ۔ حاصل یہ ہے کہ ایک تو ثابت یہ ہوا کہ عثمان نامی حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ صاحبزادے (عثمان بن علی) اپنے بھائی حسین کی معیت میں کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ اسلامی تاریخ میں ان کا نام شہداء کربلا میں درج ہے۔"

(۹) — شیخ مفید نے اپنی کتاب "الارشاد" میں حضرت علیؓ کی اولاد کے نام لکھے ہیں۔ ان میں عثمان نام مذکور ہے۔

"..... وعثمان وعبداللہ الشھداء مع اخیھم حسین بطف. امھم ام البنین الخ ....."

ترجمہ: حضرت علیؓ کے بیٹے عثمانؓ اور عبداللہ اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں کا نام امّ البنین تھا۔

(الارشاد للشیخ المفید (محمد بن محمد بن نعمان الملقب بالمفید)، ۱۶۷-۱۶۸ طبع جدید تہران
تحت اولاد امیر المومنین)

(۱۰) فاضل علی ابن عیسیٰ اربلی نے اپنی کتاب "کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" میں حضرت علیؓ کی نرینہ اولاد چودہ بتاتی ہے۔ ان میں ساتویں نمبر پہ عثمان بن علی کو شمار کیا ہے۔

(کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ بمعہ ترجمہ فارسی المناقب
ص ۵۹۰، جلد اوّل، طبع جدید ایران ۔ باب ذکر
اولاد امیر المومنین) ۔

(۱۱) سید جمال الدین احمد بن علی المعروف ابن عنبہ نے اپنی کتاب "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کے فصل رابع اور خامس میں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں کا ذکر کیا ہے۔

...... اُمّہ (ام عباس) وام اخوتہ عثمان و جعفر و
عبد اللہ ام البنین فاطمۃ بنت حزام ابن خالد الخ ۔

ترجمہ: عباس ابن علی اور اُن کے بھائیوں عثمان، جعفر اور عبد اللہ پسران حضرت علیؓ کی والدہ کو ام البنین فاطمہ بنت حزام بن خالد کہتے تھے۔

(عمدۃ الطالب، ص ۳۵۶ طبع نجف اشرف عراق
الفصل الرابع فی ذکر عقب العباس بن امیر المومنین علیہ السلام)

(۱۲) ۔ گیارھویں صدی کے مجتہد ملا باقر مجلسی معتبر تصنیف "جلاء العیون" میں شہداء اہل بیت کی تعداد جو یوم عاشورا کو شہید ہوتے، ذکر کی ہے لکھتے ہیں۔

...... نونفر از فرزندان امیر المومنین علیہ السلام حضرت سید
الشہداءؑ و عباسؑ و پسر او محمدؑ و عمرؑ و عثمانؑ و جعفرؑ و ابراہیمؑ و عبد اللہ الاصغر
و محمد الاصغر الخ ۔

ترجمہ: یوم عاشورہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ کی اولاد سے درج ذیل نو افراد شہید ہوتے۔ ایک حضرت حسینؓ (سید الشہداء) دوسرے عباس، تیسرے آپ کے فرزند محمد، چوتھے عمر، پانچویں عثمان چھٹے جعفر، ساتویں ابراہیم، آٹھویں عبد اللہ الاصغر اور نویں محمد الاصغر ۔ الخ

(جلاء العیون از محمد باقر مجلسی، ص ۴۴۶۔ طبع طہران تحت ذکر شہداء کربلا از اولاد علی المرتضیٰ)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مبارک نام حضرت علیؓ کی اولاد میں پایا جاتا ہے جس کو اہل سنت علماء و مؤرخین اور شیعہ علماء اور شیعہ مورخین نے بے شمار کتابوں میں تحریر کیا ہے جن میں سے مندرجہ بالا چند ایک حوالہ جات شیعہ و سنی کتب سے ہم نے نقل کر دیئے ہیں۔ نقل صحیح ہے، اہلِ علم مراجعت فرما کر تسلی کر سکتے ہیں۔

اور بے شمار مصنفین نے اس مسئلہ کو اپنی اپنی تصنیفات میں درج فرمایا ہے سب کتابوں سے نقل کرنا دشوار تھا اس لیے صرف بارہ عدد شیعہ و سنی حوالہ جات پر اکتفا کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ بارہ کا عدد شیعہ احباب کے ہاں متبرک بھی ہے۔ ان کو فرحت حاصل ہو گی۔ گویا یہ مسئلہ مسلمات میں سے ہے کہ سیدنا علیؓ نے اپنے فرزندوں کا نام عثمان رکھا ہے۔ اور حضرت علیؓ کے گھر میں عثمان نام موجود تھا۔

جیسے ابوبکر و عمر نام حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادوں کے تجویز فرمائے تھے، اسی طرح عثمان کا مبارک نام بھی اپنے فرزندوں کے لیے منتخب فرمایا۔

حضرت علیؓ کے فرزندوں کے یہ نام تجویز ہونا خلفاء ثلاثہؓ اور ان کے درمیان انس و محبت کی بیّن دلیل ہے اور باہمی تعلق و ارتباط کا واضح ثبوت ہے۔ اس قسم کے روشن دلائل کا انکار کرتے ہوئے پھر بھی خیال جمائے رکھنا کہ ان حضرات کے درمیان دشمنی و عداوت تھی۔ اور قبائلی عصبیت موجود تھی یہ نام تو ویسے ہی رکھ دیئے تھے انصاف کا خون کرنا اور حق بات کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ نفس الامر میں واقعات سے ابا کرنا ہے جو عقلمند آدمی کے لیے زیبا نہیں۔

خاتمۂ کتاب

کتاب "رُحماءُ بینہم" کے حصہ اوّل (صدّیقی) اور حصہ دوم (فاروقی) کے بعد اب حصہ سوم (عثمانی) بحمدہٖ تعالیٰ تمام ہوگیا۔

کتاب کے ہر سہ حصص پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی المرتضیٰؓ (بمع ان کے خاندان کے) درمیان اخوتِ دینی و محبتِ اسلامی قائم تھی۔ ان میں کوئی عداوت و عناد نہ تھا (نہ مسئلہ خلافت میں اور نہ غیر خلافت میں)۔

—— نیز ان حضرات کے لیے اِحیائے دین و بقائے اسلام مقصودِ زندگی تھا نسلی امتیازات، خاندانی عداوتیں، قبائلی تفریق و عصبیت اور حصولِ اقتدار وغیرہ وغیرہ جیسے حقیر نظریات ان کے پیش نظر نہ تھے۔

کتاب اللہ قرآن مجید اس پر شاہدِ عادل ہے اور کتاب ہٰذا کے ہر سہ حصہ کے مندرجات اس مسئلہ پر مستقل گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

—— جن لوگوں نے اسلام کے اس بہترین دور میں قبائلی تعصب کے تصورات دکھلانے کی سعی کی ہے انہوں نے اپنے زورِ قلم سے حقائق و واقعات کا رنگ بدل کر از خود تاریخ سازی کی ہے اور اپنا مافی الضمیر منوانا چاہا ہے۔ ہداھم اللہ تعالیٰ وعافاھم۔

مالک کریم جل شانہٗ کا بے حد و شمار شکر ہے جس نے اپنے ناچیز بندے کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں تعلقات کے عجیب مضمون کو

مرتب کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کتاب سے انتفاع کا موقعہ عنایت فرماتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم، آپ کے اہلِ بیت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبّت و اطاعت نصیب فرمائے اور ان کے ساتھ حسنِ ظن قائم رکھنے کی عادت بخشے اور خاتمہ بالایمان میّسر فرما کر آخرت و عاقبت میں ان کی شفاعت اور معیّت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔ اور کتاب سے استفادہ کرنے والے احباب سے امید کی جاتی ہے کہ دعاتے مغفرت سے فراموش نہیں فرمائیں گے۔

ع   بر کریماں کارہا دشوار نیست

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ وحبیبہٖ وخلیلہٖ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ و اتباعہٖ باحسان الیٰ یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ربیع الاول ۱۳۹۸ھ
(مارچ ۱۹۷۸ء)

دعا جو ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ
جامعہ محمدی۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
(پاکستان)

مراجع برائے کتاب "رُحماءُ بینھم" حصہ سوم عثمانی

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱	المؤطا لامام مالکؒ	۱۷۹ھ
۲	المصنف لعبدالرزاق بن ہمام (۱۱ جلد)	۲۱۱ھ
۳	کتاب السنن لسعید بن المنصور (مجلس علمی)	۲۲۷ھ
۴	طبقات ابن سعد از محمد بن سعد ۸ جلد ـ طبع لیدن	۲۳۰ھ
۵	المصنف لابن ابی شیبہ (قلمی پیر جھنڈا سندھ) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ
۶	کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری (ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری)	۲۳۶ھ
۷	تاریخ خلیفہ ابن خیاط (ابوعمرو خلیفہ ابن خیاط) طبع نجف اشرف عراق ـ	۲۴۰ھ
۸	مُسند امام احمد بن حنبل الشیبانی معہ منتخب کنزالعمال (۶ جلد) ـ طبع قدیم مصر	۲۴۱ھ
۹	کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی از محمد بن حبیب بن امیّہ طبع حیدر آباد دکن	۲۴۵ھ
۱۰	صحیح بخاری شریف امام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ	۲۵۶ھ
۱۱	تاریخ کبیر لامام بخاری محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ (۸ جلد)	۲۵۶ھ

۱۲ - السنن لابی داود سلیمان بن اشعث سجستانی ؒ — ۲۷۵ھ

۱۳ - المعارف لابن قتیبہ دینوری (ابو محمد عبداللہ بن مسلم الکاتب الدینوری - — ...ھ

۱۴ - انساب الاشراف للبلاذری (از احمد بن یحیی طبع بغداد) — ۲۷۷ھ / ۲۷۹

۱۵ - فتوح البلدان للبلاذری (احمد بن یحیی بلاذری) — ۲۷۷ھ / ۲۷۹

۱۶ - کتاب قیام اللیل وقیام رمضان والوتر از محمد بن نصر المروزی — ۲۹۴ھ

۱۷ - التاریخ لابن جریر الطبری ابو جعفر محمد بن جریر — ۳۱۰ھ

۱۸ - المصاحف لابی بکر عبداللہ بن ابی داؤد سجستانی — ۳۱۶ھ

۱۹ - کتاب الجرح والتعدیل از ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (۸ جلد) — ۳۲۷ھ

۲۰ - المستدرک للحاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری، طبع دکن - — ۴۰۵ھ

۲۱ - تاریخ جرجان لابی القاسم حمزہ بن ابی یوسف السہمی - — ۴۲۷ھ

۲۲ - کتاب اصفہان (یا تاریخ اصبہان) لابی نعیم الاصفہانی — ۴۳۰ھ

۲۳ - حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی — ۴۳۰ھ

۲۴ - کتاب کشف المحجوب للشیخ علی ہجویری لاہوری (علی بن عثمان بن علی غزنوی الہجویری ؒ) — ۴۵۶ھ

۲۵ - جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، طبع جدید - ابو محمد علی بن احمد بن سعید المعروف ابن حزم الظاہری اندلسی - — ۴۵۶ھ

۲۶ - السنن الکبریٰ للبیہقی ابی بکر احمد بن حسین — ۴۵۸ھ

۲۷ - الکفایہ فی علم الروایہ خطیب بغدادی — ۴۶۳ھ

۲۸ - تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۱۴ جلد) — ۴۶۳ھ

۲۹ - الاستیعاب معہ الاصابۃ لابن عبدالبر (طبع مصری) ابو عمرو یوسف بن البر النمری الاندلسی — ۴۶۳ھ

۳۰ - ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ المعروف ابن عساکر (تاریخ ابن عساکر) سنہ ۵۷۱ھ

۳۱ - اسد الغابہ لابن اثیر الجزری (طبع طہران) از محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الشہیر عزالدین الجزری - سنہ ۶۳۰ھ

۳۲ - الکامل لابن اثیر الجزری سنہ ۶۳۰ھ

۳۳ - ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ابوجعفر احمد المحب الطبری سنہ ۶۹۴ھ

۳۴ - منہاج السنۃ لابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم الحرانی الدمشقی الحنبلی سنہ ۷۲۸ھ / ۷۴۸

۳۵ - کتاب التمہید والبیان از محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی سنہ ۷۴۱ھ

۳۶ - تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ابوعبداللہ بن عثمان شمس الدین الذہبی) سنہ ۷۴۸ھ

۳۷ - البدایہ لابن کثیر عماد الدین ابوالفدا الدمشقی - سنہ ۷۷۴ھ / ۷۷۵

۳۸ - تاریخ ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی) سن تالیف سنہ ۷۷۹ھ

۳۹ - مجمع الزوائد ہیثمی نور الدین الہیثمی (۱۰ جلد) سنہ ۸۰۷ھ

۴۰ - الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر (معہ الاستیعاب) سنہ ۸۵۲ھ

۴۱ - تہذیب التہذیب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی المعروف ابن حجر سنہ ۸۵۲ھ

۴۲ - تاریخ الخلفاء جلال الدین السیوطی، طبع مجتبائی دہلی - سنہ ۹۱۱ھ

۴۳ - الصواعق المحرقہ لابن حجر المکی (شہاب الدین احمد حجر الہیتمی المکی سنہ ۹۷۳ھ / ۹۷۵

۴۴ - کنز العمال از علی متقی الہندی (۸ جلد) طبع اوّل دکن سنہ ۹۷۵ھ

۴۵ - شرح مواہب اللدنیہ لمحمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی - سن تالیف سنہ ۱۱۱۷ھ

۴۶ - لوائح الانوار البہیہ شیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی المعروف بعقیدۃ السفارینی سنہ ۱۱۷۳ھ

۴۷ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سنہ ۱۱۷۶ھ

حدیثِ ثقلین

فوائدِ نافعہ
جلد دوم
سیرت
حسنین شریفین

بناتِ اربعہ
یعنی
چار صاحبزادیاں

حضرتِ ابوسفیان
اور
اُن کی اَہلیہ

دارالکتاب
غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور